MAY-JUNE-2025 Rs. 60/-

ذی قعدہ - ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مئی - جون ۲۰۲۵ء

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیر اعلیٰ: جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری بریلوی مدظلہ العالی

غزہ کا نوحہ! امت کا امتحان

عہدۂ عثمانی رضی اللہ عنہ کے...

حضور صدرالافاضل کی سیاسی...

مولانا تحسین عالم تحسین رضوی

تاج الشریعہ! تاج الشریعہ کیوں

تاج الشریعہ مقبولیت میں مثالی...

تاج الشریعہ حیات و خدمات

حضور تاج الشریعہ اور فتنوں...

تاج الشریعہ اور خطۂ چمپارن

سوشل میڈیا! فتنۂ عصر یا نخل عرفاں

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت و اہمیت

زوجین کے باہمی حقوق

اسلام اور نفسیات

قربانی کے معاشی و معاشرتی فوائد

بیماریوں سے کیسے بچیں؟

پہلگام کے بعد

مسلم مسائل پر کورٹ کا رویہ

کیا اسلام نے عورتوں کو...

امت مسلمہ پریشان کیوں؟

آتش ظلم کا بھڑکنا کیا بتا رہا ہے

متصوفین اور آرٹیفیشل صوفیا

خطرۂ ہستی سوز

مدیر: مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامية جامعة الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

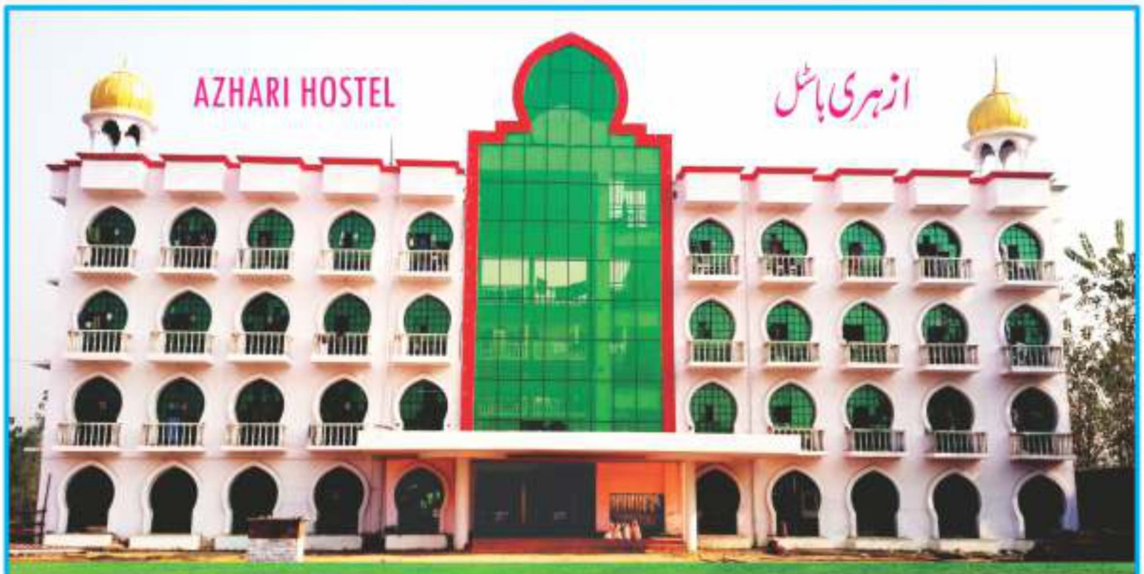

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

ماہنامہ سنی دنیا

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

جلد نمبر ۱۰ — Vol. 10

ذی قعدہ - ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ — مئی - جون ۲۰۲۵ء

شمارہ نمبر ۶/۵ — Issue No. 5-6

قیمت فی شمارہ ۳۰ روپیے	سالانہ ۳۵۰ روپیے سادہ ڈاک سے	سالانہ ۶۰۰ روپیے رجسٹرڈ ڈاک سے	پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپیے	امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

تزئین کار: عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا — محمد تمہید خان عرشی فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:

sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت واہمیت	مفتی ارشد نعیمی	۵
زوجین کے باہمی حقوق	مفتی اسلم رضا میمن	۹
اسلام اور فضیلت	پیر محمد اجمل رضا نعیمی	۱۷
قربانی کے معاشی ومعاشرتی فوائد	حافظ افتخار احمد قادری	۲۶
بیماریوں سے کیسے بچیں؟	محمد قمر رضا رضوی	۲۸
پہلگام کے بعد	مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی	۳۲
مسلم مسائل پر کورٹ کا رویّہ	مولانا زاہد علی مرکزی	۳۳
غزہ کا نوحہ! امت کا امتحان	پرویز عالم	۳۶
عہدۂ عثمانی رضی اللہ عنہ کے...	حافظ افتخار احمد قادری	۳۸
حضور صدر الافاضل کی سیاسی...	محمد علاء الدین قادری	۴۲
مولانا تحسین عالم تحسین رضوی	مولانا طفیل احمد مصباحی	۴۷
تاج الشریعہ! تاج الشریعہ کیوں	مفتی ارشد نعیمی قادری	۵۲
تاج الشریعہ مقبولیت میں مثالی...	مولانا مدثر حسین اشرفی	۵۴
تاج الشریعہ حیات وخدمات	مفتی اسلم رضا میمن	۵۶
حضور تاج الشریعہ اور فتنوں...	مفتی مشتاق احمد امجدی	۶۵
تاج الشریعہ اور خطۂ چمپارن	مولانا ولی اللہ قادری	۶۸
سوشل میڈیا! فتنۂ عصر یا نخل عرفاں	مولانا سبطین رضا	۷۰
فکر آخرت	مفتی صالح رضوی	۷۳
کیا اسلام نے عورتوں کو...	انس رضا حامی برکاتی	۷۸
امت مسلمہ پریشان کیوں؟	سید غلام استر شاد قادری	۸۵
آتش ظلم کا بھڑکنا کیا بتا رہا ہے	مفتی مقصود عالم فرحت	۸۸

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
متصوفین اور آرٹیفیشل صوفیا	مولانا خلیل احمد فیضانی	۸۸
خطرۂ ہستی سوز	غلام مصطفیٰ رضوی	۸۹
جن کی قسمت میں طیبہ میں...	منصور محور	۹۱
گلزار دیں میں برگ وثمر آپ ہی...	مولانا طفیل احمد مصباحی	۹۱
اتقیاء کی شان تھے اختر رضا...	علامہ سید اولاد رسول قدسی	۹۱
بہار حقیقت ہیں تاج الشریعہ	سید خادم رسول عینی	۹۲
ہے گل تر تو رضا کا مرشدی اختر رضا	قاری نعیم الدین قادری	۹۲
ہے جب محبوبیت محبوب خدا...	محمد فرقان فیضی	۹۲
اے صبا آکر سنادے داستان ازہری	مفتی ارشد نعیمی قادری	۹۳
اہل حق کے لب پہ تیرا نام ہے...	پھول محمد نعمت رضوی	۹۳
سلام اے غوث کے نائب...	مولانا سلمان رضا فریدی	۹۳
عرس تاج الشریعہ اور پیغام فخر مالوہ	سید محمد علی رضوی امجدی	۹۴
ناسک میں عرس صدر الشریعہ...	شیخ عبید رضا حنفی	۹۴
***	***	*
***	***	*
***	***	*
***	***	*
***	***	*
***	***	*
***	***	*
***	***	*

مہمان اداریہ

از: مفتی محمد ارشد نعیمی قادری*

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت و اہمیت

اس اللہ تعالیٰ کی ہی تعریفات ہیں جس نے اوقات و زمان کو پیدا فرمایا اور ان اوقات میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت ادا فرمائی اور کچھ مہینوں اور ایام کو خصوصی فضیلت اور امتیازی حیثیت بھی دی اور ایسے فضائل سے نوازا جس میں اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں پر فضل و کرم بڑھ جاتا ہے تاکہ انہیں اعمال صالحہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری کرنے میں اس سے تعاون مدد حاصل ہو اور نشاط و چستی کی تجدید ہوتی ہے تاکہ مسلمان ثواب کا وافر حصہ حاصل کر سکے اور وہ موت کے آنے سے قبل ہی اس کی تیاری کرتے ہوئے روز قیامت کے لیے بھی زاد اکٹھا کر سکے۔

اطاعت و فرمانبرداری کے مواسم کے فوائد یہ ہیں کہ جو کچھ رہ گیا اور عمل نہیں کیا جا سکا اس کمی کو پورا کیا جائے اور اس کے عوض میں کچھ اعمال کر لیے جائیں اور ان فضیلت والے موسموں سے ہر ایک موسم میں کوئی نہ کوئی ایسا کام پایا جاتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر بندے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا فیضان ہوتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ چاہے اس پر اپنے فضل و کرم اور رحمت سے مہربانی کرتے ہیں، لہٰذا وہ شخص بہت ہی خوش نصیب ہے جو ان موسموں اور مہینوں اور ایام و اوقات میں اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے اللہ رب العزت کا تقرب حاصل کرنے کو غنیمت جانتا ہے، لہٰذا ہو سکتا ہے ایسے شخص کو اس مہربانی کی خوشبو حاصل ہو اور وہ سعادت حاصل کرتے ہوئے جہنم کی آگ اور اس کے شعلوں سے محفوظ ہو جائے۔ (دیکھیں: اللطائف لابن رجب، صفحہ نمبر 40)

لہٰذا مسلمان کو اپنی عمر کی قدر اور زندگی کی قیمت پہچانتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کثرت سے کرنی چاہیے اور موت تک خیر و بھلائی کے کاموں پر ہمیشگی کرنی چاہیے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: {اور یقین آنے تک اپنے رب کی عبادت کیجئے} (الحجر 99)

مفسرین نے یقین کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مراد موت ہے۔ اطاعت فرمانبرداری کے عظیم موسموں میں ذوالحجہ کے پہلے دس دن بھی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے باقی سارے سال کے ایام پر فضیلت دی ہے اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث میں پائی جاتی ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ان دس دنوں میں کیے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، صحابہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد بھی نہیں! تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، لیکن وہ شخص جو اپنا مال اور جان لے کر نکلے اور کچھ بھی واپس نہ لائے۔ (صحیح بخاری، 2/457)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عشرہ ذی الحجہ میں کیے گئے عمل سے زیادہ پاکیزہ اور زیادہ اجر والا عمل کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ نہ ہی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ (سنن دارمی، 1/357) اس کی سند حسن ہے دیکھیں الارواء الغلیل (3/398)

مندرجہ بالا اور اس کے علاوہ دوسری نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن باقی سال کے سب ایام سے بہتر اور افضل ہیں اور اس میں کسی بھی قسم کا کوئی استثنا نہیں حتی کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ بھی نہیں، لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی دس راتیں ان ایام سے بہتر اور افضل ہیں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر شامل ہے اور لیلۃ القدر ایک ہزار راتوں سے افضل ہے، تو اس طرح سب دلائل میں جمع ہوتا ہے۔ (دیکھیں: تفسیر ابن کثیر، 5/412)

ان دس دنوں کی فضیلت بہت سے امور کی بنا پر واضح ہوتی ہے جن میں سے چند ایک ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

1-اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان ایام کی قسم کھائی ہے: اور کسی چیز کی قسم اٹھانا اس کی اہمیت وفضلیت اور اس کے عظیم نفع پر دلالت کرتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا: {قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی}

ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مجاہد اور کئی ایک سلف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ یہ عشرہ ذی الحجہ ہے اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اور یہی صحیح ہے۔ (دیکھیں: تفسیر ابن کثیر، 8/413)

2-نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی گواہی اور شہادت دی ہے کہ یہ دنیا کے ایام میں سب سے افضل ایام ہیں جیسا کہ حدیث بیان بھی کی جا چکی ہے۔

3-نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایام میں اعمال صالحہ کرنے پر ابھارا ہے: اس کی وجہ سے یہ ہے کہ باقی سارے ممالک میں بسنے والوں کو تو ان ایام کے شرف کی بنا پر اور جگہ کے شرف کی بنا پر جو حجاج کرام کے ساتھ خاص ہے۔

4-نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ایام میں زیادہ سے زیادہ حمد وثنا اور تکبیریں پڑھنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دس ایام سے عظیم ایام اور کوئی نہیں اور نہ ہی ان میں کیے گئے اعمال کے علاوہ کوئی اور اعمال اسے زیادہ محبوب ہیں، لہٰذا ان ایام میں لا الہ الا اللہ اور تکبیریں بکثرت پڑھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کثرت سے کیا کرو۔ (مسند احمد، 7/224)

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

5-اس عشرہ میں یوم عرفہ بھی آتا ہے اور یہ ایسا دن ہے جسے یوم مشہود کہا جاتا ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کیا اور اس دن کا روزہ رکھنے سے دو برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسی عشرہ میں یوم النحر (دس ذی الحجہ) بھی ہے جو علی الاطلاق سال بھر کے دنوں میں سب سے عظیم دن ہے اور یہی حج کا بڑا دن ہے جس میں ایسی عبادات اور اطاعات وفرمانبرداری اکٹھی ہوتی ہیں جو کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔

6-اسی عشرہ میں قربانی اور حج بھی آتا ہے۔ عشرہ ذي الحجہ (ذوالحجہ کے پہلے دس دن) کے اعمال میں یہ بھی شامل ہے کہ: ان دس دنوں کا ادراک اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لہٰذا بندے کو اس کی اس طرح قدر کرنی چاہیے جس طرح اس کا حق ہے اور جس طرح صالح اور نیک لوگوں نے اس کی قدر کی، تو مسلمان پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اس نعمت کا شعور پیدا کرے اور اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کرے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو اطاعت وفرمانبرداری کی طرف راغب کرے، خیر وبھلائی کے طریقے اور کئی طرح کی نیکیاں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے بندوں پر فضل وکرم اور عنایت ہے اور اس نے انہیں کئی ایک اقسام کی اطاعت وفرمانبرداری کے راستے دکھائے ہیں تاکہ وہ اپنے رب اور آقا کی عبادت میں لگے رہیں اور اعمال صالحہ کرنے سے اکتاہٹ محسوس نہ کریں، بلکہ وہ اس میں چست اور نشیط ہو کر عبادت میں مگن رہیں۔ ذوالحجہ کے ان دس دنوں میں مسلمان کو مندرجہ ذیل کام کرنے چاہیں:

1-روزے، مسلمان شخص کے لیے نو ذوالحجہ کا روزہ رکھنا سنت ہے کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دس ایام میں اعمال صالحہ کرنے پر ابھارا ہے اور روزہ رکھنا اعمال صالحہ میں سے سب سے افضل اور اعلیٰ کام ہے اور اللہ تعالیٰ نے روزہ اپنے لیے چنا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: (ابن آدم کے سارے کے سارے اعمال اس کے اپنے لیے ہیں لیکن روزہ نہیں کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب دوں گا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر، 1805)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نو ذوالحجہ کا روزہ رکھا کرتے تھے، ہنیدہ بن خالد اپنی بیوی سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ محترمہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ نے بیان کیا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نو ذوالحجہ اور یوم عاشورا اور ہر ماہ تین روزے رکھا کرتے تھے، مہینہ کے پہلے سوموار اور دو جمعراتوں کے۔ (سنن نسائی، 4 / 205) سنن ابوداود، علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ابوداود (2 / 462) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

2- تکبیریں کہنا: ان دس ایام میں مساجد، راستوں اور گھروں اور ہر جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جائز ہے وہیں اونچی آواز سے تکبیریں اور لا الہ الا اللہ اور الحمدللہ کہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا اعلان ہو۔ مرد تو اونچی آواز سے کہیں گے لیکن عورتیں پست آواز میں ہی کہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: {اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجائیں اور ان مقرر دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ تعالیٰ کا نام یاد کریں جو پالتو ہیں۔ (الحج، 28)

جمہور علمائے کرام کا کہنا ہے کہ معلوم دنوں سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایام معلومات سے مراد دس دن ہیں اور تکبیر کے الفاظ یہ ہیں: الله أكبر، الله أكبر لا إله إلا الله، والله أكبر ولله الحمد۔ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی تعریفات ہیں، اس کے علاوہ بھی تکبیریں ہیں۔

یہاں ایک بات کہنا چاہیں گے کہ موجودہ دور میں تکبریں کہنے کی سنت کو ترک کیا جاچکا ہے اور خاص کر ان دس دنوں کی ابتدا میں تو سننے میں نہیں آتی کسی نادر شخص سے سننے میں آئیں گیں، اس لیے ضروری ہے کہ تکبیروں کو اونچی آواز میں کہا جائے تاکہ سنت زندہ ہو سکے اور غافل لوگوں کو بھی اس سے یاد دہانی ہو۔ ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارہ میں ثابت ہے کہ وہ دونوں ان دس ایام میں بازاروں میں نکل کر اونچی آواز کے ساتھ تکبیریں کہا کرتے تھے اور لوگ بھی ان کی تکبیروں کی وجہ سے تکبیریں کہا کرتے تھے، اس کا مقصد اور مراد یہ ہے کہ لوگوں کو تکبریں کہنا یاد آئیں اور ہر ایک اپنی جگہ پر اکیلے ہی تکبریں کہنا شروع کردے۔

اس سے یہ مراد نہیں کہ سب لوگ اکٹھے ہو کر بیک آواز تکبیریں کہیں کیونکہ ایسا کرنا مشروع نہیں ہے اور جس سنت کو چھوڑا جاچکا ہو یا پھر وہ تقریباً چھوڑی جارہی ہو تو اس پر عمل کرنا بہت ہی عظیم اجر وثواب پایا جاتا ہے کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی اس پر دلالت کرتا ہے: (جس نے بھی میری مردہ سنت کو زندہ کیا اسے اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب دیا جائے گا اور ان دونوں کے اجر وثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی) اسے امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔ (دیکھیں سنن ترمذی، 7 / 443)

یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ حسن درجہ تک پہنچتی ہے۔

3- حج وعمرہ کی ادائیگی: ان دس دنوں میں جو سب سے افضل اور اعلیٰ کام ہے وہ بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنا ہے، لہٰذا جسے بھی اللہ تعالیٰ اسے اپنے گھر کا حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس نے مطلوبہ طریقہ سے حج کے اعمال ادا کیے تو ان شاء اللہ اسے بھی اس کا حصہ ملے گا جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے: (حج مبرور کا جنت کے علاوہ کوئی اجر وثواب نہیں)

4- ان دس ایام میں عموماً اعمال صالحہ کرنا: کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اعمال صالحہ محبوب ہیں اور اس وجہ سے یہ لازم ہے کہ اس کا اجر وثواب بھی اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ملے گا، لہٰذا جس کے لیے حج کرنا ممکن نہیں، اسے چاہیے کہ وہ ان افضل ایام واوقات کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزارتے ہوئے نماز اور قرآت قرآن کریم اور ذکر واذکار اور دعا وصدقہ وخیرات اور والدین سے حسن سلوک اور نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے اور اسی طرح دوسرے خیر وبھلائی کے موں کا خاص اہتمام کرے۔

5- قربانی: عشرہ ذی الحجہ کے اعمال صالحہ میں قربانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا بھی شامل ہے کہ قربانی کی جائے اور اللہ تعالیٰ

کے راستے میں مال خرچ کیا جائے۔

6- **سچی اور پکی توبہ جسے توبہ نصوحہ کہا جاتا ہے کی جائے:** ان دس دنوں میں جو چیز زیادہ تاکید سے ہونی چاہیے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے کیے کی توبہ ہے کہ جو کچھ معاصی وگناہ اور نافرمانی ہو چکی اس پر مسلمان توبہ کرے۔ توبہ اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع اور اس کی طرف واپس آنے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اسے ظاہری اور باطنی دونوں طرح ترک کرنے اور جو کچھ ہو چکا اس پر ندامت، فوری طور پر اسے ترک اور آئندہ نہ کرنے کے عزم اور اللہ تعالیٰ کے محبوب عمل کو کرتے ہوئے حق پر استقامت کو توبہ کہتے ہیں اور مسلمان پر واجب اور ضروری ہے کہ جب وہ کسی معصیت ونافرمانی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس جتنی جلدی ہو سکے توبہ کر لے اور اسے مہلت نہیں دینی چاہیے کیونکہ:

اول: اسے اس کا علم نہیں کہ موت کب اور کسی وقت اور کس لحظہ میں آ دبوچے۔

دوم: کیونکہ برائی اور بھی برائیوں کے ارتکاب کا باعث بنتی ہے اور پھر فضیلت کے اوقات میں توبہ کرنے کی شان ہی کچھ نرالی ہوتی ہے وہ اس لیے کہ اس وقت غالب طور پر نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف راغب ہوتا ہے اور خیر وبھلائی کرنے کی خواہش ہوتی ہے جس کی بنا پر اعتراف گناہ اور ندامت کا اظہار بہت جلد پیدا ہوتا ہے، وگرنہ توبہ تو ہر وقت اور ہر زمانے میں واجب اور ضروری ہے اور جب کسی مسلمان میں اعمال صالحہ اور سچی توبہ فضیلت والے اوقات اور موسم خیر میں جمع ہو جائے تو ان شاء یہ کامیابی وکامرانی کا پیش خیمہ اور زینہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ہاں جو شخص توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرے یقین ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ (القصص، 67)

لہٰذا مسلمان شخص کو خیر وبھلائی کے موسموں اور اوقات پر حریص ہونا چاہیے کیونکہ یہ بہت ہی جلد ختم ہو جاتے ہیں اور اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اعمال صالحہ کی طرف لائے تا کہ وہ اس کا اجر وثواب حاصل کر سکے اس لیے کہ اسے اجر وثواب کی اشد ترین ضرورت ہے اور اجر وثواب اور نیکیاں بہت کم ہیں، لیکن موت اور اس دنیا فانی سے کوچ کا وقت انتہائی قریب ہے اور راستہ بھی پر خطر اور پر پیچ ہے اور دھوکہ غالب ہے اور عظیم خطرے کا خدشہ ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اسی کی طرف واپس جانا ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی ٹھکانہ دینے والا نہیں: {جو بھی ذرہ برابر خیر وبھلائی اور نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو بھی ذرہ برابر برائی اور شر کا ارتکاب کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا}

اس فرصت کو غنیمت جانیں اور ان عظیم ایام میں اعمال کریں، اس کا کوئی عوض نہیں اور اس کی قدر وقیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، جتنی جلدی ہو سکے اعمال کر لو اعمال کر لو اور موت کے حملے سے قبل جلدی اور تیزی دکھا لو اور زیادتی کرنے والے کی ندامت سے قبل کچھ کر لو اور اس واپسی کے سوال سے قبل کچھ عمل کر لو جس کا جواب بھی نہیں دیا جائے اور اس کی بات تسلیم کرتے ہوئے اسے دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائے گا، امیدوں اور خواہشوں کے پورے ہونے میں حائل ہونے والی موت سے قبل اور اس سے قبل کہ وہ اپنے اس گڑھے میں اپنے اعمال کے ساتھ قید کر دیا جائے کچھ اعمال صالحہ کر لو۔

اے وہ شخص جس کا دل رات کی سیاہی کی مانند سیاہ ہو چکا ہے، کیا تیرا دل روشن اور نرم نہیں ہونا چاہتا اور کیا وہ نرم نہیں ہو سکتا؟ کیوں نہیں! ایسا ہو سکتا ہے، آؤ اور اس عشرہ ذوالحجہ میں اپنے رب اور مولا کی رحمت وفضل کے جھونکے سمیٹ لو کیونکہ یہ ایسے پر رحمت لمحات ہیں کہ نہ جانے پھر کب نصیب ہوں کچھ کہا نہیں جا سکتا، اللہم یزل اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم کو دارین میں اس کی مزید برکتیں عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ صحبہ اجمعین۔

◆◆◆

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

زوجین کے باہمی حقوق

اسلام دینِ فطرت اور ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات واَحکام میں زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق واضح رَہنمائی ملتی ہے، مرد وعورت کی اَزدواجی زندگی (Married Life) بھی انہی شعبوں میں سے ایک ہے، قرآن وحدیث میں زَوجین (میاں بیوی) کے حقوق کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے؛ تاکہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کا خاص خیال رکھیں اور باہم محبت، احترام، اِحسان، وفاشِعاری اور خوش اُسلوبی کے ساتھ زندگی گزاریں، کہ زَوجین کے مابین باہم محبت واُلفت اور حُسنِ سُلوک قدرت اکا ایک انمول تحفہ ہے۔

میاں بیوی کا رشتہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک

زَوجین کو ایک دوسرے کے حقوق کا خاص خیال رکھنا چاہیے؛ کیونکہ میاں بیوی کا رشتہ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے، اللہ رب العالمین نے اس رشتہ کو اپنی نشانیوں میں شمار فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ۔ (۱) اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے، کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے؛ تاکہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی، یقیناً اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔"

شوہر کے مال، گھر بار اور بال بچوں کی حفاظت

اپنے شوہر کے ساتھ وفاشِعار رہنا، اس کے مال، گھر بار اور بال بچوں کی حفاظت کرنا، شوہر کا حق اور عورت کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔ (۲) تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں"

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا:

"أَلا أُخۡبِرُكَ بِخَيۡرِ مَا يَكۡنِزُ الۡمَرۡءُ! الۡمَرۡأَةُ الصَّالِحَةُ، إِذَا نَظَرَ إِلَيۡهَا سَرَّتۡه، وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتۡه، وَإِذَا غَابَ عَنۡهَا حَفِظَتۡه. (۳) کیا میں تمہیں آدمی کا بہترین خزانہ نہ بتاؤں! وہ نیک عورت ہے کہ جب آدمی اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کردے اور جب اسے وہی حکم دے تو تعمیل کرے اور جب وہ غائب ہو تو پیچھے سے مُحافِظ رہے۔"

شوہر کی خوشنودی کا خیال رکھنا

بیوی کی طرف سے شوہر کی رضا وخوشنودی کا خیال رکھنا، شوہر کے بنیادی حقوق میں سے ہے اور اس کا بدلہ واِنعام عورت کے لیے جنّت ہے، حضرت سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"أَيُّمَا امۡرَأَةٍ مَاتَتۡ وَزَوۡجُهَا عَنۡهَا رَاضٍ، دَخَلَت الجَنَّةَ۔ (۴) جو عورت اس حال میں مَرے کہ اُس کا شوہر اس سے راضی ہو، وہ جنّت میں داخل ہوگی۔"

لہٰذا شادی شدہ عورت پر لازم ہے کہ ہر حال میں شریعت کے مُوافق اُمور میں، اپنے شوہر کی رضا وخوشنودی کا خیال رکھے، اس کی پسند کو ترجیح دے اور اُس کا دل جیتنے کی بھرپور کوشش کرے اور اگر کسی بات پر شوہر ناراض ہو جائے، تو اُسے جلد سے جلد راضی کرنے کی کوشش کرے اور اپنی غلطی کی اُس سے معافی چاہے، کہ ایسا کرنا ناراضگیوں اور رنجشوں کو جلد ختم کرتا ہے۔

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

اپنے شوہر کی اِطاعت

عورت پر مرد اِطاعت وفرمانبردار شوہر کے حقوق میں سے ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَوْ كُنْتُ آمِراً أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لأَحَدٍ، لأَمَرْتُ المَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔(۵) اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

لہٰذا عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کے حقوق میں کوئی کمی نہ آنے دے اور کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے، یہاں تک کہ دیگر کام کاج میں کتنی ہی مصروف کیوں نہ ہو، اپنے شوہر کا حکم پہلے بجا لائے اور دیگر کام بعد میں کرے، حضرت سیّدنا قیس بن طلق بن علی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا الرَجُلُ دَعَا زَوجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَنُّورِ۔(۶) جب شوہر بیوی کو اپنی حاجت کے لیے بلائے، تو فوراً اُس کے پاس آجائے چاہے تنّور پر ہو۔"

یعنی کتنے ہی ضروری کام میں مصروف ہو، سب کچھ ترک کر کے پہلے اپنے شوہر کی حاجت پوری کرے، اور اس کے بعد دیگر کام کاج دیکھے۔

عورت کے لیے نفلی روزے شوہر کی اجازت سے مشروط ہیں

شوہر کی موجودگی میں عورت کو چاہیے، کہ اُس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے؛ کہ نفلی روزہ کے باعث شوہر کی خدمت میں خلل واقع ہوسکتا ہے، اس کی حق تلفی ہوسکتی ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لا تَصُومُ المَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔(۷) شوہر کی موجودگی میں عورت اُس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔"

البتہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنے کی لیے شوہر کی اجازت ضروری نہیں، بلکہ اگر شوہر فرض روزے سے روکے، تو اس مُعاملے میں شوہر کی اِطاعت نہ کرے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی پر مشتمل کاموں میں، شوہر سمیت کسی کی اِطاعت وفرمانبرداری جائز نہیں۔

اسی طرح نفلی روزوں کے علاوہ دیگر نفلی عبادات میں شوہر کی اجازت لینا ضروری نہیں، لیکن اگر شوہر وقتی طَور پر منع کرے اور عورت کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہے، تو عورت کو چاہیے کہ اپنی بات پر اِصرار نہ کرتے ہوئے شوہر کی بات مان لے اور نفلی عبادت کو کسی دوسرے وقت کے لیے مؤخّر کردے۔

اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنا

عورت کا اپنے شوہر کے لیے بننا سنورنا اور اس کا مال سلیقے سے خرچ کرنا بھی شوہر کا حق ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ عورتوں میں کونسی بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ۔(۸) جسے دیکھ کر شوہر خوش ہو جائے اور کوئی حکم دے تو اِطاعت کرے اور اپنے (بناؤ سنگھار کے) بارے میں شوہر کی مخالفت نہ کرے اور خاوند کا مال سلیقہ سے خرچ کرے۔"

اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگار کرنا، عورت کے حق میں نفل نماز سے افضل ہے، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ "عورت کا اپنے شوہر کے لیے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا، باعث اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے، بعض صالحات کہ خود اور اُن کے شوہر دونوں صاحب اولیائے کرام سے تھے، ہر شب بعد نماز عشا پورا سنگار کرکے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں، اگر ان کی اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں، ورنہ زیور ولباس اُتار کر مصلّی بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں۔"(۹)

اپنی "پاکدامنی" کی حفاظت کرنا

عورت کا اپنی عزّت، عصمت اور پاکدامنی کی حفاظت کرنا بھی شوہر کے حقوق میں سے ہے، سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إذَا صَلَّتِ المرْأَةُ خمسَهَا وَصَامتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَها: ادْخُلي الجنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الجنَّةِ شِئْتِ۔(۱۰) جوعورت پنج وقتہ فرض نماز قائم کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے، تو اس سے کہا جائے گا کہ جنّت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔"

شوہر کا شُکر گزار اور احسان مند رہنا

عورت کا شوہر کے آگے احسان منداور شُکر گزار رہنا بھی شوہر کے حقوق میں سے ہے اور جو عورت اس حق میں کوتاہی بَرتے اور شوہر کا شُکر ادا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اُس عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلىٰ امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا، وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ۔(۱۱) اللہ تعالیٰ اُس عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا، جو اپنے شوہر کی ناشکری ہے، حالانکہ اسے اپنے شوہر کی ضرورت بھی ہے۔"

نیز شوہر کی ناشکری جہنم میں لے جانے کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"وَرَأَيْتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ كَاليَوْمِ مَنْظَراً قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ۔ میں نے جہنم کو دیکھا اور آج جیسا منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا، میں نے دیکھا کہ جہنّم میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہے۔"

صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"بِكُفْرِهِنَّ۔ اپنی ناشکری کے سبب۔"

صحابۂ کرام نے عرض کی: کیا وہ اللہ تعالیٰ کی ناشُکری کرتی تھیں؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"يَكْفُرْنَ العَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ۔(۱۲) وہ اپنے شوہر کی ناشکری کرتی تھیں اور اس کی بھلائی کا انکار کرتی تھیں۔"

لہٰذا شوہر امیر ہو یا غریب، ہر حال میں اُس کے احسان منداور شُکر گزار رہیں، کہ جو بندوں کا شُکر گزار نہیں ہوتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شُکر ادا نہیں کرتا۔

مشکل وقت میں شوہر کی ڈھارس بندھانا

مشکل وقت میں شوہر کی ڈھارس بندھانا اور اُسے حوصلہ دینا بھی عورت کی اَخلاقی ذمہ داری ہے، امّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی وحی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی:

"وَاللهِ مَا يخزنكَ اللهُ أَبداً! إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتحمِلُ الكَلَّ، وَتكْسِبُ المعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيفَ، وَتُعِينُ عَلى نَوَائِبِ الحقِّ۔(۱۳) بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز غمزدہ نہ کرے گا! کیونکہ آپ تو صلہ رحمی فرماتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، لوگوں کو (مال اور اَخلاق وغیرہ) عطا فرماتے ہیں جو اُن کے پاس نہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں پیش آنے والے مصائب میں مدد فرماتے ہیں۔"

بلاوجہ شرعی طلاق کا مطالبہ جائز نہیں

شوہر کے حقوق میں سے یہ بات بھی ہے، کہ عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ نہ کرے اور جو عورت ایسا کرے گی اُس پر جنّت کی خوشبو بھی حرام ہے، حضرت سیّدنا ثوبان سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"أَيُّما امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقاً فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الجنَّةِ۔(۱۴) جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، اُس پر جنّت کی خوشبو بھی حرام ہے۔"

اور جنّت کی خوشبو پانچ سو 500 / برس کی مسافت سے آتی ہے۔(۱۵)

بعد وفات شوہر کا حق

اگر شوہر وفات پا جائے تو عورت پر لازم ہے، کہ چار 4 ماہ

دس 10 دن اپنے شوہر کی موت کا سوگ منائے؛ کہ یہ بھی شوہر کے حقوق میں سے ہے اور دیگر حقوق کی طرح اس حق (سوگ) کی پاسداری بھی عورت پر لازم ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے فرمایا:

"لَا یحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ، أَنْ تحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰی زَوْجٍ، فَإِنَّھَا تحِدُّ عَلَیْهِ أَرْبَعَةَ أَشْھُرٍ وَعَشْرًا۔ (۱۶) جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اُس کے لیے جائز نہیں کہ کسی میّت پر تین 3/دن سے زیادہ سوگ کرے، سوائے اپنے شوہر کے، کہ اُس پر چار 4/مہینے دس 10/دن سوگ کرے۔"

عورتوں سے اچھے برتاؤ کا حکم

جس طرح قرآن وحدیث میں شوہر کے حقوق بیان کیے گئے اور عورت (بیوی) کو حکم دیا گیا کہ شوہر کے حقوق کی پاسداری کرے، اُس کی اِطاعت وفرمانبرداری کرے، اپنی عزّت و عصمت کی حفاظت کرے، شوہر کے گھر بار، مال ودولت اور بال بچوں کا خیال رکھے، اسی طرح اسلامی تعلیمات میں شوہر کو بھی اس بات کا پابند کیا گیا ہے، کہ اپنی عورتوں (بیویوں) کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آئے اور اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (۱۷) اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔"

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین ﷺ نے مَردوں سے فرمایا:

"اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ [خَیْرًا] (۱۸) عورتوں (بیویوں) سے خیر خواہی کرو۔"

ایک اَور مقام پر رحمتِ عالمیان ﷺ نے عورتوں سے اچھے برتاؤ کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"لَا یَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ کَرِهَ مِنْھَا خُلُقًا، رَضِيَ مِنْھَا آخَرَ۔ (۱۹) کوئی مسلمان مرد (شوہر) کسی مسلمان عورت (بیوی) سے متنفّر نہ ہو، اگر کسی ایک عادت سے وہ ناخوش ہے، تو اس کی کسی دوسری خصلت سے خوش بھی تو ہوگا۔"

فرائض وواجبات کی ادائیگی اور نیک کاموں میں مدد

فرائض وواجبات کی ادائیگی اور نیک کاموں میں مدد کرنا، شوہر پر بیوی کے حقوق میں سے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّ قُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (۲۰) اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ، جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"

لہٰذا مرد پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اچھے انداز سے اپنے گھر والوں کو نماز روزے اور ہر نیک کام کی تلقین کرتا رہے۔

حقِ مہر بخوشی ادا کرنے کی تاکید

عورت کے حق مہر کی بخوشی ادائیگی عورت کا حق اور مرد پر لازم ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِھِنَّ نِحْلَةً۔ (۲۱) عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دو۔"

عموماً لوگ حق مہر کو بہت معمولی سمجھتے ہیں اور اس کی ادائیگی نہیں کرتے، ایسا کرنا حکمِ الٰہی کی صریح خلاف ورزی ہے، اور ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہے۔

اہلِ بیت کرام کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی محبت اور حسنِ سلوک

اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت، شفقت اور حسنِ سلوک سے پیش آنا بھی عورتوں (بیویوں) کے بنیادی حقوق میں سے ہے، اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَھْلِهِ، وَأَنَا خَیْرُکُمْ لِأَھْلِي۔ (۲۲) تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم میں سب سے بہتر ہوں۔"

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَكْمَلُ المؤْمِنِينَ إِيماناً أَحْسَنُهُمْ خُلُقَاً، وَخِيارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسائِهِم۔(۲۳) تمام مسلمانوں میں ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جو اَخلاق میں سب سے اچھا ہےاورتم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہے۔"

مصطفٰے جانِ رحمت ﷺ نے اپنی اَزواجِ مطہّرات سے کمال درجے کی شفقت، مہربانی اور حُسنِ سُلوک فرمایا، حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"يجلِسُ عِندَ بَعيرِه فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضعُ صَفِيّةُ رِجْلَها عَلى رُكْبَتِهِ حَتّٰى تَرْكَبَ۔(۲۴) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے اونٹ کے پاس تشریف فرما ہوکر اپنا گھٹنا رکھتے اور حضرت سیّدہ صفیّہ رضی اللہ تعالٰی عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گھٹنے پر اپنا پاؤں رکھ کر اُونٹ پر سوار ہوتیں۔"

محبت، شفقت اور حسنِ سلوک سے پیش آتے ہوئے مصطفٰے جانِ رحمت ﷺ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو یوں مخاطَب فرماتے: یا عَائِشُ (۲۵) اے عائش! اور کبھی فرماتے: يَا بِنْتَ الصِّدِّيقِ (۲۶) اے صدیق کی بیٹی! یہ سب اُن کی اور اُن کے گھر والوں کی عزّت وتکریم، اُن سے انتہائی محبت اور قُربت کے اظہار کا بہترین نمونہ ہے۔

اَزدواجی مُعاملات کی پردہ پوشی

میاں بیوی کے اَزدواجی مُعاملات کی پردہ پوشی میاں بیوی کے مشترکہ حقوق میں سے ہے، حضرت سیّدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ مِنْ أَشرِ النَّاسِ عِنْدَ الله مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيامَةِ: الرَّجُلَ يُفْضِي إِلىٰ امْرَأَتِهِ وَتُفْضِيْ إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا۔(۲۷) اللہ تعالٰی کے نزدیک قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا، جو اپنی عورت کے قریب جائے اور عورت اُس کے قریب جائے، پھر وہ اس کا راز افشا کردے۔"

ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں عدل وانصاف کرنے کا حکم

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں، تو سب میں عدل وانصاف کرنا بھی اُن کا حق اور شوہر کی ایک بڑی ذمہ داری ہے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ المقسِطِينَ عِندَ اللهِ عَلى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، عَن يَمِينِ الرَّحمن، وَكِلتَا يَدَيهِ يَمِينٌ، الّذِينَ يَعدِلُونَ في حُكمِهِم وَأَهلِيهِم وَمَا وَلُوا۔(۲۸) عدل و انصاف کرنے والے اللہ تعالٰی کے نزدیک، اللہ کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالٰی کے ہاں دونوں طرف دائیں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اہل وعیال اور اپنے ماتحتوں میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے اپنی متعدد اَزواج ہوتے ہوئے سب کے درمیان عدل ومُساوات قائم رکھا، سب کی باریاں مقرّر فرما کر ان کے ساتھ برابر وقت گزارا، اور سب کی دِلجوئی فرمائی۔ اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ انصاف سے باریاں تقسیم کرتے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:

"اللّٰهُمّ هَذَا قَسْمِي فِيما أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِي فِيما تَملِكُ وَلَا أَمْلِكُ۔(۲۹) اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا مجھے اختیار ہے اور مجھے اُس پر ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے اور میں اس پر اختیار نہیں رکھتا۔"

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کو پیشِ نظر رکھیں

آج کل لوگ دو 2 بیویوں میں انصاف نہیں کرپاتے، کسی کے پاس زیادہ وقت گزارتے ہیں، کسی کے پاس کم اور بعض تو ایسے ہیں کہ دوسری شادی کرتے ہی پہلی بیوی کے حقوق کو یکسر نظر انداز کرنا شروع کردیتے ہیں، اُس کے گھریلو اِخراجات میں کمی کردیتے ہیں، اُس کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے، اس کے پاس وقت نہیں گزارتے، حتی کہ ہفتوں تک شکل ہی نہیں دکھاتے، ایسے لوگوں کا یہ رویہ کسی طور پر قابلِ قبول نہیں، نہ شریعتِ مُطہّرہ ہمیں اس بات کی اجازت دیتی ہے۔

اس مُعاملے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کہ تعدُّدِ اَزواج کے باوُجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح اپنی تمام اَزواجِ مُطہّرات کے ساتھ، یکساں سلوک اور عدل وانصاف سے کام لیا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اَزواجِ مُطہّرات کے ساتھ، کسی بھی نَوعیت کی حق تلفی کے ہرگز قائل ورَوادار نہیں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلے میں زندگی بھر، نہ خود کبھی حق تلفی کا مُظاہرہ فرمایا، نہ کسی زَوجۂ محترمہ کو اس بات کی اجازت دی۔

اپنی زوجہ کے لیے بننا سنورنا

جس طرح شوہر کا حق ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اُس کی بیوی اس کے لیے مزیّن وآراستہ ہو، اسی طرح عورت کا بھی حق ہے کہ اُس کا شوہر اس کے لیے اپنی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرے، صحابی جلیل حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"إني لأتَزَيّن لامرَأتي كما تتَزَيّن لي؛ لقوله تعالى: ﴿وَلهنَّ مِثْلُ الذي عَلَيْهِنَّ بِالمعْرُوفِ۔(۳۰) میں بھی اپنی بیوی کے لیے بنتا سنوَرتا ہوں، جیسے وہ میرے لیے بناوَ سنگھار کرتی ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ شریعت کے مطابق عورتوں کا بھی حق اَیسا ہی ہے جیسا اُن پر شوہروں کا حق ہے۔"

لہٰذا ہم سب پر لازم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک کو مشعلِ راہ بنائیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حقِ زوجہ سے متعلق ارشاد فرمایا:

"وَإنّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقّاً۔(۳۱) یقیناً تمہاری زوجہ کا بھی تم پر حق ہے۔"

گھریلو کام کاج میں اہلِ خانہ کی مدد کرنا سنّت ہے

گھریلو کام کاج میں اہلِ خانہ کی مدد کرنا سنّت اور اَخلاقی ذمہ داری ہے، حضرت اسوَد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا:

"كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ -تَعْنِي فِي خِدمَة أَهلِه- فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔(۳۲) اپنے اہلِ خانہ کے کام میں رہتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔"

اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ سبق حاصل کریں، جو گھریلو کام کاج میں اپنے اہلِ خانہ کا ہاتھ بٹانے میں، اپنی توہین سمجھتے ہیں اور اسے اپنی مردانگی کے مُنافی تصوُّر کرتے ہیں، بلکہ جو لوگ گھریلو کام کاج میں اپنے اہلِ خانہ کی مدد کرتے ہیں، انہیں طعنے دیتے اور عار (شرم) دلاتے ہیں، ایسوں کو چاہیے کہ اپنے طرزِ عمل پر غور کریں اور اپنی اصلاح کریں۔

خواتین کی ضروریات واخراجات کا حق

عورتوں کا نان ونفقہ (یعنی ضروریات واخراجات کا) پورا کرنا بھی شوہر پر لازم ہے؛ کیونکہ حقِ نفقہ بھی عورتوں کے حقوق میں سے ہے اور حدیثِ پاک میں اس کی خاص تاکید فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ؛ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ...، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ۔(۳۳) خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! کہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان میں لیا، اُن کی شرمگاہوں کو اللہ کے حکم سے اپنے لیے حلال کیا...، تم پر ان کا کھانا، پینا اور کپڑے مہیا کرنا لازم ہے۔"

اہل وعیال پر خرچ کرنا اجر وثواب ہے

اہل وعِیال کے کھانے پینے اور اُن کی دیگر ضروریات کو بوجھ ہرگز نہ جانیں؛ کیونکہ اہل وعِیال پر خرچ کیا گیا مال، راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کی بنسبت زیادہ اجر وثواب کا ذریعہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ.

(۳۴) اللہ کی راہ میں، یا غلام آزاد کرنے میں، یا کسی مسکین پر خرچ کرنے، یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے والے مال ومتاع میں، سب سے زیادہ اجر وثواب اُس کا ہے جو تم اپنے اہل وعِیال پر خرچ کرتے ہو۔"

بیٹیوں کی شادی بیاہ کے سلسلے میں حقِ مُشاورت

بیٹیوں کی شادی بیاہ کے سلسلے میں اُن کی ماں سے مُشاوَرت بھی عورت کے حقوق میں سے ہے، حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آمِرُوا النِّسَاءَ فِي بَنَاتِهِنَّ۔(۳۵) عورتوں سے اُن کی بیٹیوں کے بارے میں اجازت لیا کرو۔"

یعنی بیٹیوں کی شادی کے بارے میں عورتوں سے رائے لو، لہٰذا شوہر کو چاہیے کہ بیٹیوں کی شادی بیاہ کے سلسلے میں اپنی زوجہ پر اعتماد کرے اور اس سے مشورہ بھی لیتا رہے۔

ظلم وجبر کی ممانعت

شوہر پر لازم ہے کہ اپنی زَوجہ پر ظلم وزیادتی نہ کرے؛ کہ ایسا کرنا منع ہے اور یہ (ممانعت) بھی زَوجہ کے بنیادی حقوق میں سے ہے، حضرت سیّدنا عبداللہ بن زَمْعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا يجلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ العَبْدِ. (۳۶) تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ پیٹے۔"

ہاں اگر عورت نافرمان وسرکش ہوجائے، تو فوراً مارنے پیٹنے کے بجائے پہلے اُسے نصیحت کریں، اگر پھر بھی نہ مانے تو اپنا بستر اس سے جدا کرلیں اور اگر پھر بھی نافرمانی وسرکشی سے باز نہ آئے، تو بغرضِ اصلاح ہلکی ضرب سے مارنے کی اجازت ہے، لیکن اس مارنے میں بھی اس بات کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے، کہ اتنی زور سے نہ مارے کہ عورت کی کوئی ہڈی پسلی ہی ٹوٹ جائے، یا اُسے شدید چوٹ پہنچ جائے؛ کہ ایسا کرنا ظلم، جبر اور زیادتی ہے۔

نافرمان اور سرکش عورتوں کی اصلاح کا طریقہ

نافرمان اور سرکش عورتوں کی اصلاح کے لیے اللہ رب العالمین نے قرآنِ حکیم میں مختلف طریقے اور مراحل بیان فرمائے ہیں اور یہ طریقے یقیناً مفید اور حکمت پر مبنی ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالّٰتِي تخافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي المَضَاجِعِ وَاضرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا۔(۳۷) اور جن عورتوں کی نافرمانی وسرکشی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور (پھر بھی سرکشی سے باز نہ آئیں تو) انہیں (ہلکی ضرب سے) مارو، پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں، تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو، یقیناً اللہ بلند ہے بڑا ہے۔"

اگر ان تمام تدابیر (یعنی سمجھانے، علیحدہ سونے اور مارنے) کے باوُجود بھی مسئلہ حل نہ ہوا اور عورت نافرمانی وسرکشی سے باز نہ آئے اور زَوجین (میاں بیوی) کے مابین جھگڑا مزید بڑھنے کا اندیشہ رہے، تو فریقین کے گھر والے مثلاً ماں باپ، بہن بھائی یا خاندان کے دیگر بڑے لوگ، دونوں کے درمیان مُصالحت کے لیے اپنا کردار ادا کریں؛ تاکہ نَوبت طلاق تک نہ پہنچ جائے اور خاندان اُجڑنے سے بچ جائے!!

زَوجین کے درمیان مُصالحت کرانے کا حکم

ربّ تعالیٰ زَوجین کے مابین مُصالحت کرانے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۱ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا۔(۳۸) اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو، تو ایک فیصلہ کرنے والا، مرد والوں کی طرف سے اور ایک عورت والوں کی طرف سے بھیجو، یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں ملاپ کردے گا، یقیناً اللہ جاننے والا خبردار ہے۔"

خلاصۂ کلام

گھریلو زندگی کا دارومدار اور امن وسکون، رشتوں کے لحاظ اور باہم حقوق کی پاسداری میں منحصر ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان اُس وقت تک کامیاب گھریلو زندگی (Family Life) نہیں گزار

سکتا، جب تک وہ رشتوں کا لحاظ اور ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری نہ کرے، اللہ رب العالمین نے ہمیں قرآنِ حکیم میں رشتوں کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔ (۳۹) اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو! اور رشتوں کا لحاظ رکھو، یقیناً اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا، باہم حسنِ سلوک سے پیش آنا، ایک دوسرے کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کرنا، مشکل وقت میں ڈھارس بندھانا، فرائض وواجبات کی ادائیگی میں ایک دوسرے کی مدد کرنا اور باہم خیرخواہی کرنا بھی، رشتوں کے لحاظ و پاسداری کی مختلف صورتیں ہیں، لہٰذا زَوجین کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کریں، ان میں کوتاہی ہرگز نہ برتیں، آپس میں محبت ورَواداری سے پیش آئیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا خاص اہتمام کریں۔

اے اللہ! ہمیں فرائض وواجبات کی ادائیگی کا پابند بنا، اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، باہم محبت واُلفت میں اِضافہ فرما، ہمارے گھروں کو محبت ورَحمت کا گہوارہ بنا، خوش اُسلوبی کے ساتھ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین، وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقِه ونورِ عرشِه، سيّدِنا ونبيّنا وحبيبِنا وقرّة أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين۔

حوالہ جات: (۱) پ۲۱، الروم۲۱ (۲) پ ٥، النسآء ٤ ٣۔ (۳) سنن أبي داود، تاب الزا، باب في حقوق المال، ر٤ ١٦٦٦/ص ٢٤٧۔ (۴) سنن الترمذي، أبواب الرضاع، باب ماجاء في حق الزوج... الخ، ر: 1161، ص282۔ (۵) المرجع نفس، ر: 1159، ص281۔ (۶) المرجع السابق، ر: 1160، ص282۔ (۷) صحیح البخاري تابُ الناح، باب صوم المرأب إذن... الخ، ر: 5192، ص929۔ (۸) مُسنَد ال إمام أحمد مسند أبي رير، ر: ٩٦٦٤، ٣/٤٣٩۔ (۹) فتاوی رضویہ کتاب الحظر والِاباحۃ، عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا... الخ، 15/174۔ (۱۰) مُسنَد ال إمام أحمد حديث عبدالرحمن بن عوف الزُري، ر: ١٦٦١، ١/٦٠٤۔ (۱۱) السنن الرُللبَي قي، تاب القسم والنشوز، باب کراي فر... الخ، ٧/٢٩٤۔ (۱۲) صحیح البخاري تاب الناح، باب فران العشير... الخ، ر: 5197، ص930۔ (۱۳) المرجع نفس، تاب بدء الوحي، ر: 3، ص1۔ (۱۴) سُننُ أبي داود تابُ الطلاق، بابُ في الخُلع، ر: ٢٢٢٦، ص ٣٢٢۔ (۱۵) انظر: الترغيب والتريب للمُنذري، الترغيب في الجنّ، ر: 5619، 4/270۔ (۱۶) صحیح البخاري، تاب الجنائز، ر: ١٢٨٠، ص ٢٠٥۔ (۱۶) پ ٤، النساء: ١٩۔ (۱۷) صحیح مسلم باب الوصي بالنِّساء، ر: ٣٦٤٤، ص ٦٢٦۔ (۱۸) المرجع نفس، ر: ٣٦٤٥، ص ٦٢٦۔ (۱۹) پ ٢٨، التحريم: ٦۔ (۲۰) پ ٤، النساء: ٤۔ (۲۱) سنن الترمذي أبواب المناقب، ر: ٣٨٩٥، ص ٨٧٨۔ (۲۲) المرجع نفس، أبواب الرضاع، ر: ١١٦٢، ص ٢٨٢۔ (۲۳) صحیح البخاري تاب المَغازي، باب غزوة خيبر، ر: ٤٢١١، ص ٧١٥۔ (۲۴) المرجع نفس، تاب الأدب، ر: ٦٠١٦، ص ١٠٧٩۔ (۲۵) جامع الترمذي أبواب تفسير القرآن، ر: ٣١٧٥، ص ٧١٩۔ (۲۶) صحيح مسلم تاب الناح، ر: ٣٥٤٢، ص ٦٠٩۔ (۲۷) المرجع نفس، تاب ال إمار، ر: ٤٧٢١، ص ٨١٩۔ (۲۸) سنن أبي داود كتاب النكاح، ر: 2134، ص308۔ (۲۹) تفسير القُرطبي تفسير سورة البقرة، تحت الآیہ: ٢٢٨، الجزء ٣، ص ١١٨۔ (۳۰) صحیح البخاري تاب الناح، ر: ٥١٩٩، ص ٩٣٠۔ (۳۱) المرجع نفس، تاب الأذان، ر: ٦٧٦، ص ١١٠۔ (۳۲) صحيح مسلم تاب الحجّ، باب حَجِّ النّبي، ر: 2950، ص515۔ (۳۳) المرجع نفس، تاب الزا، باب فضل النَفَق... الخ، ر: ٢٣١١، ص ٤٠٣۔ (۳۴) سُننُ أبي داود تابُ الناح، بابُ في الاستيمار، ر: 2095، ص ٣٠٣۔ (۳۵) صحیح البخاري تابُ الناح، بابُ ما يرمن ضرب... الخ، ر: 5204، ص931۔ (۳۶) پ5، النساء: 34۔ (۳۷) پ5، النساء: 35۔ (۳۸) پ4، النّساء 1۔

◆◆◆

ص 41 / کا بقیہ ....

مدینہ کے لوگوں میں جن میں بہت سے لوگ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تھے سمجھ لیا اور بجا طور پر سمجھا کہ ان فتنوں کے دروازے کھل گئے ہیں جن کا تذکرہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش گوئی کے طور پر فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ایسے حالات میں ایمان کو سلامت رکھنے کی صورت فقط یہ ہے کہ انسان گوشہ نشین اور عزت گزین ہو جائیں۔ (تاریخ اسلام: 328)

◆◆◆

جماعت رضائے مصطفےٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

از: پیر محمد اجمل رضا قادری*

اسلام اور نفسیات

قرآن مجید، سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۲ میں اللہ کریم نے فرمایا، اے ایمان والوں، بہت سارے گمانوں سے، بہت سارے خیالوں سے بچو! فرمایا، بعض گمان بھی بعض خیال بھی گناہ ہیں۔ کیسے بچیں؟ فرمایا: وَّ لَا تَجَسَّسُوْا ۔ یہ جاسوسی چھوڑ دو۔ یہ کسی کی باتوں، چھپی ہوئی باتوں کو تلاش کرنا چھوڑ دو۔ اس سے تم گمانوں سے بچو گے، وسوسوں سے بچو گے، خیالات سے بچو گے۔

نفسیاتی طور پر جو لوگ پاک صاف ہوتے ہیں، ان کی زندگی مطمئن ہوتی ہے۔ بہت زیادہ مال، دولت، وجاہت، شہرت کے باوجود جو لوگ نفسیاتی طور پر کسی میل کچیل کا شکار ہوتے ہیں ذہنی طور پر، وہ ساری صلاحیتوں کے باوجود بھی کمزور، بے چین اور بے سکون رہ جاتے ہیں۔ زندگی میں گمان، سوچ، اپنی نفسیات کو ہمیشہ اچھا رکھیں۔ کبھی بھی اپنے آپ کو الجھاؤ کا شکار نہ ہونے دیں۔ جس آدمی نے سکون لینا ہے، اس نے بھی یہاں سے لینا ہے، اپنے اندر سے۔ جس نے مطمئین ہونا ہے اس نے بھی خود بہ خود ہونا ہے اور جس شخص نے بے سکون رہنا ہے، اس نے بھی خود بہ خود ہی رہنا ہے۔

میرے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو مطمئن زندگیاں فراہم کیں۔ اطمینان بخش رویے حضور ﷺ نے دیئے۔ آپ غور فرمائیں گے کہ غریب ترین صحابہ بھی جب کوئی ان سے پوچھتا تھا کیفیت کیا ہے؟ تو وہ کہتے تھے، الحمد للہ! اللہ نے ہمیں نبی کریم ﷺ کا غلام بنا دیا ہے۔

اب ہم خود اپنے آپ کو اتنا نفسیاتی طور پر کمزور کر لیتے ہیں سوچ سوچ کے کہ فلانا بڑا ہو گیا ہے، میں چھوٹا رہ گیا ہوں۔ فلاں آدمی آگے نکل گیا ہے، میں پیچھے رہ گیا ہوں، یہ چیز انسان کو کمزور کرتی ہے۔ انسان اگر یہ تصور کر لے کہ جو میرے حق میں بہتر تھا، میرے رب نے مجھے عطا کر دیا ہے۔ اسے سکون نصیب ہوتا ہے پھر نفسیاتی مسائل ختم ہوتے ہیں۔

بڑے بڑے سمجھدار لوگوں کو کالا جادو ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے عقل مند لوگ ہوتے ہیں جن کی بھابھی انہیں نظر لگا دیتی ہے۔ بڑے بڑے سمجھدار لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی دکان کے آگے کوئی تعویذ پھینک جاتا ہے۔ بڑے سمجھدار لوگ ہیں لیکن وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ سانپ سے ڈرتے ڈرتے رسیوں سے بھی ڈرنا شروع کر دیا ہے، وہ جی! میں کل صبح چل رہا تھا تو میرے پیچھے کوئی چل رہا تھا تو میں نے کہا، سایہ ہو گا آپ کا، وہ ہی ساتھ چلتا ہے!

ایک حدیث ہے ترمذی شریف کی، اسے یاد کر لیں، بڑا نفع دے گی۔ میرے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا، اگر ساری دنیا مل کے بھی تیرا نقصان کرنا چاہے تو جب تک رب کی مشیت نہ ہو، تیرا نقصان ہو نہیں سکتا۔ ختم ہو گئی بات! باہر آ جائیں اس چیز سے اور فرمایا، سارے زمانے کے لوگ مل کر تیرا نفع کرنا چاہیں تو جب تک اللہ نہ چاہے، وہ تیرا کوئی نفع کر نہیں سکتے۔

نقصان بھی اللہ کی مشیت پہ ہے، نفع بھی اللہ کی رضا پہ ہے تو پھر آپ بلا وجہ لوگوں کو دیکھ کر ٹینشن کیوں لیتے ہیں؟ پریشانی کا ہے کی؟ آزمائش کس بات کی ہے؟ اپنے آپ کو سکون دیں۔ اپنے آپ کو مطمئن کریں، کہیں، رب بڑا ہی مہربان ہے، اس نے جہاں اچھا سمجھا ہے، وہاں اس نے مجھے رکھا ہے، اپنے ذہن کو اطمینان دیں، سکون دیں۔

میرے نبی کریم ﷺ کی پوری حیات مبارکہ میں آپ کو شکوہ نہیں ملے گا، کہیں بھی! حضور ﷺ یتیم پیدا ہوئے۔ کتنی دفعہ آپ کو کتابوں میں ملتا ہے کہ حضور ﷺ روئے ہوں کہ میرا

باپ ہوتا تو ایسے ہوتا؟ میری اماں ہوتی تو ایسے ہوتیں؟

ہم روز نہیں روتے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی ساری آزمائشوں میں گزاری۔ کہیں آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی کے پاس بیٹھے ہوں اور فرمایا، آؤ! میں تمہیں اپنے دکھ سناؤں۔ ہمیں تو مسئلہ بن گیا ہے۔ ہم لوگوں نے اپنے آپ کو غیر مطمئن بنا لیا ہے، ہم ان ساری چیزوں کی ڈیمانڈ کرتے ہیں جو ہمارے مالک نے مناسب نہیں سمجھی ہمیں دینی۔ ہمیں اپنے آپ کو مطمئن کرنا چاہیے، سکون میں رکھنا چاہیے۔ اگر آپ تھوڑا سا اپنے آپ کو سکون دیں، اطمینان دیں، کہیں الحمد للہ! اللہ تبارک وتعالیٰ جہاں جس کو چاہتا ہے وہاں اسے بٹھا دیا کرتا ہے۔ پھر ہم لوگوں کا منصب چھیننا چاہتے ہیں، حسد کرتے ہیں، بغض پیدا ہوتا ہے، عداوت پیدا ہوتی ہے، نقصان ہوتا ہے، فطری طور پر جو صلاحیتیں اللہ نے دی ہوتی ہیں ان کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ زنگ لگنے لگتا ہے ان سب چیزوں کو جو اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں دی ہوتی ہیں۔

تو بات کو یاد رکھیں! زندگی میں آپ مطمئن ہو جائیں کہ رب کریم نے جو دیا ہے وہ کمال ہی دیا ہے۔ حضور ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ تھیں تو ان کے ہاتھ ذرا لمبے تھے، مومنوں کی ماں! بعض خواتین نے ان سے کہا کہ لمبے ہاتھوں والی! ہم بنا لیتے ہیں نا یہ بھی بات کہ اس کی ناک موٹی ہے، اس کی آنکھیں چھوٹی ہیں تو اس کے کان بڑے ہیں، تو اس کے ہاتھ کیسے ہیں۔ تو کہاں، لمبے ہاتھوں والی تو وہ پریشان ہو گئیں۔

نبی کریم ﷺ تشریف لائے، کیا ہوا؟ عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! مجھے لمبے ہاتھوں والی کہتے ہیں، تو حضور ﷺ فرمانے لگے، یہ پریشان ہونے والی بات ہے کہ خوش ہونے والی بات؟ یا رسول اللہ ﷺ! کیا مطلب؟ فرمایا، تو کہہ کہ رب نے لمبے ہاتھ اس لیے دیے ہیں تا کہ میں سخاوت زیادہ کر سکوں۔ یہ جو میرا چہرہ ہے، یہ جو آپ کا چہرہ ہے، یہ آپ کی چاہت ہے کہ اللہ کی؟

"فِیۡۤ اَیِّ صُوۡرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ۔ (سورہ انفطار، آیت نمبر ۸) اللہ فرماتا ہے، جیسے میں نے چاہا ہے ویسے تجھے بنایا ہے۔"

تو اگر میری موٹا ناک، میری چھوٹی آنکھیں، میری بڑی آنکھیں، میرے چپٹے کان، یہ میرے تو نہیں، یہ تو میرے رب کی چاہت ہے! مجھے اپنے موٹے ہونٹوں سے نفرت کرنی چاہیے کہ اللہ کی چاہت سے پیار کرنا چاہیے؟ مجھے اپنے کالے رنگ پر پریشان رہنا چاہیے کہ رب کی چاہت پر مجھے پیار آنا چاہیے؟ تو اللہ کی چاہت پر پیار کر، یہ چاہت ہے اللہ کی یہ چاہت ہے! تو اللہ کی چاہت سے محبت کر! تو پریشان ہو رہا ہے، فلانے کا رنگ گورا ہے، میرا کالا ہے! فلانے کا مکان بڑا ہے تو میرا چھوٹا ہے۔ فلاں بڑی گاڑی میں کیسے بیٹھ گیا؟ بھئی! اللہ نے چاہا تھا، بیٹھ گیا، اللہ نے میرے لیے سائیکل پسند کی ہے مجھے الحمد للہ! کہہ کے سائیکل پہ بیٹھنا چاہیے۔ اس نے پسند کہ ہے، اس کی رضا ہے کہ میں یہاں رہوں!

تو ایک بات تو یہ ہمیشہ یاد رکھیں! کہ آپ اپنے آپ کو مطمئن کریں زندگی میں، سکون دیں۔ نفسیاتی طور پر ہم بڑے ڈسٹرب اس لیے ہیں کہ ہم بے سکون رہتے ہیں، جان بوجھ کے! وجہ ہی کوئی نہیں! دیکھیں نا! جب تک زندگی ہے، اللہ نے زندہ رکھنا ہے اور جب وقت آ جانا ہے تو پھر کوئی ہمیں بچا سکتا نہیں! تو ٹینشن کس بات کی، ڈپریشن کس بات کا ہے؟

دوسری بات یہ کہ دوسروں کی نفسیات کا بھی تھوڑا تھوڑا خیال کریں۔ ہم پتہ ہے کیا چاہتے ہیں، سارے میرے مطابق چلیں! پھر نفسیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ساتھ اگر سو بندہ پیار کرتا ہے تو ان کے مطالبے الگ الگ ہیں۔ کوئی کہتا ہے، جناب! پیار ہی کرنا چاہیے، ہر ایک سے مسکرا کے ملنا چاہیے۔ کوئی کہتا ہے، حضرت صاحب! کتنا بھی پیار کریں تو لوگ نگل جاتے ہیں، تھوڑی ڈنڈی پٹی بھی ہونی چاہیے۔ دونوں قسم کے لوگ ہیں نا جی؟ ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے، اتنا بڑا مجمع ہے تو دو سیکیورٹی گارڈ بھی ہونے چاہیے۔ تیسرا کہتا ہے، جی اجیب اجیب لگتا ہے! کہ گارڈ رکھے ہوں کسی بندے نے، کسی بڑے آدمی نے!

تو یہ ہر بندے کا مطالبہ! اب آپ نے کیا کرنا ہے، آپ نے لوگوں کے مزاج کی رعایت کرنی ہے۔ جہاں تک آپ پیار

کر سکیں، آپ نے کرنا ہے! جہاں تک محبت کر سکیں، آپ نے محبت کرنی ہے۔

نبی پاک ﷺ بچوں کے مزاج کا خیال کرتے، چھوٹے بچوں! حضور ﷺ پاس سے گزرتے تو فرماتے السلام علیکم! ایک بچے نے حضور ﷺ کے کپڑوں پہ پیشاب کر دیا تھا۔ اس کی ماں پریشان ہو گئی۔ بخاری ہے! یارسول اللہ ﷺ! بچہ تھا، پتہ نہیں چلا۔ تو نبی پاک ﷺ فرمانے لگے، کیا ہو گیا وہ بچہ ہے! اللہ نے پانی پیدا کیا، ابھی اس پہ پانی بہائیں گے، سب ٹھیک ہو جائے گا، وہ بچہ ہے! لیکن حاجی صاحب گھر میں بگڑ جاتے ہیں، پوتا اگر پیشاب کر دے تو۔ کہتے ہیں، میں نے نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ پیر صاحب بگڑ جاتے ہیں اس بات پہ، علامہ صاحب بگڑ جاتے ہیں۔ سیٹھ صاحب کہتے ہیں، پتہ ہی نہیں بچے نے پیشاب کر دیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ بچہ بچہ ہوتا ہے، وہ چھوٹا ہے! اس کا ایک مزاج ہے، اس کا ایک مطالبہ ہے۔ اب آپ یہ کہیں کہ وہ بڑا مجھے پاک صاف سمجھتا ہے تو اس رویے سے وہ میرے ساتھ ملاقات کرے۔ آپ اس کے مزاج کی رعایت کریں گے۔

نبی کریم ﷺ کے غلام کے بیٹے ہیں، حضرت اسامہ بن زید! نواسوں کی بات نہیں سنا رہا۔ زید بن حارثہ حضور ﷺ کے غلام تھے، ان کے بیٹے ہیں، چھوٹی عمر تھی، ناک بہہ رہا تھا۔ ویسے دادا جی ناک صاف کر دیتے ہیں پوتے کا؟ ہو سکتا ہے وہ ڈانٹ دیں کہ چل دوڑ جا! کتنا گندا ہے، اماں سے کہہ ذرا ناک صاف کرے۔ چل نالائق! نانا بھی کہیں، چل بھاگ جا! کیوں کہ وہ حاجی صاحب نے وضو کرنا ہے، نماز پڑھنی ہے تو ان کے قریب یہ چیز آ گئی، تو بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے کہا، عائشہ! اسامہ کی ناک بہہ رہی ہے، صاف کر دو۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں، میں ذرا اٹھی کوئی کپڑا دیکھ لوں تو حضور ﷺ جلدی سے اٹھے۔

ایک روایت تو یہ کہ حضور ﷺ نے ناک پونچھ دی اور دوسری میں کہ نبی پاک ﷺ قریب پہنچ گئے۔ جنابِ عائشہ کہتی ہیں، میں نے ہاتھ پکڑ لیا، میں نے کہا، حضور ﷺ! کپڑا لینے گئی تھی، آ گئی! کہتی ہیں، میں نے اپنے ہاتھوں سے ان کی ناک صاف کر دی، ریشہ صاف کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ گویا میری طرف دیکھ کے مسکرائے، حضور ﷺ راضی ہوئے۔

بچے تو بچے ہوتے ہیں۔ اب آپ کو بچہ حاجی صاحب مانے پہلے، نمازی صاحب مانے آپ کو۔ آپ کو پہلے بچہ جو ہے، وہ بڑا سیانہ مانے، سمجھدار مانے، عقل مند مانے، پیر صاحب مانے، چھوٹا سا بچہ، تو وہ نہیں مان سکتا! آپ اس کی نفسیات کے مطابق اس کے ساتھ چلیں، آپ رویہ وہ رکھیں کہ وہ بچہ ہے، وہ چھوٹا ہے۔

حضور ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تھے تو انہیں سلام کہتے تھے! آپ بھی کہتے ہیں؟ آج سے کہیں گے؟ اور نبی پاک ﷺ کبھی کبھی بچے کھیل رہے ہوتے تو حضور ﷺ بیٹھ جاتے، فرماتے، یار! میرے سینے سے تو لگو۔ حضور ﷺ زمین پہ بیٹھ جاتے، بچہ دوڑ آتا، حضور ﷺ کے سینے سے جب لگتا تو نبی پاک ﷺ گر جاتے اور فرماتے، اوئے ہوئے! تم نے تو مجھے گرا ہی دیا ہے۔ یہ بچوں کے ساتھ آپ جو رویہ رکھیں گے، وہ میٹھا ہو گا۔ اب آپ کہیں گے، چونکہ اب میں ایک عہدے پہ ہوں، میں ایک منصب پہ ہوں تو یہ آپ کی نفسیاتی کمزوری ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے، بچوں کو ڈانٹ کے رکھا جاتا ہے، بے جا ڈانٹ ڈپٹ، بے جا سختی اور بے جا ان کے ساتھ رویے اور ان کے ساتھ بڑی عجیب و غریب قسم کی جو ہے وہ گھٹن! گیپ آ جاتا ہے بچوں کے درمیان۔ میں کہا کرتا ہوں پھر بچے ہمیں دکھ نہیں سناتے، وہ پھر غلط آدمی کو دوست بناتے ہیں۔ پھر اس غلط آدمی کو اپنی بات بتاتے ہیں۔ غلط آدمی راز دار بن جاتا ہے۔

آپ ان کی نفسیات کے مطابق ان سے پیار کریں، انہیں ٹائم دیں۔ آپ دیکھیں یہ کیا سوچتے ہیں، کیا کہتے ہیں، کس طرح کا ان کا رویہ ہے! پھر نوجوان جب کوئی ہو جاتا ہے تو اس کی سوچیں جوان ہو جاتی ہیں۔ نوجوانوں سے معذرت کے ساتھ! نبی پاک ﷺ نے نوجوانوں کی حکومت سے پناہ مانگی، اس لیے کہ نوجوان بڑی جلدی پیار بھی کرتا ہے اور بڑی جلدی نفرت

بھی کرتا ہے۔ سوچیں مضبوط نہیں ہوتیں۔ جوان آدمی! بکھری ہوئی سوچیں ہوتی ہیں۔

میرے رسولِ کریم ﷺ نوجوانوں سے ان کے مزاج کے مطابق ڈیل کرتے، ان کی طبیعت کے مطابق ان کی ذہن سازی کرتے۔ ہم جوانوں کو وقت نہیں دیتے، ہم مطالبہ کرتے ہیں نوجوان سے کہ وہ ہے نوجوان، باتیں بوڑھوں والی کرے۔ اگر جوانی میں بوڑھوں والی باتیں کرے تو پھر تو شیخ سعدی کہتے ہیں، سارے بوڑھے چھوڑ کے اس نوجوان کے پاس بیٹھو، اس کے پاس فیض زیادہ ہے! اگر ایسا ہو جائے کیونکہ در جوانی توبہ کردن، شیوائے پیغمبری! یہ تو اچھی بات ہے۔

لیکن میرے عزیز! اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر نوجوان کو آپ اس کی طبیعت کے مطابق ڈیل کریں، آپ اسکی سوچ دیکھیں، اس کا رویہ دیکھیں، اس سے پیار کریں۔ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نوجوان داخل ہوا، اندر داخل ہوتے ہی اس نے فٹافٹ بات کر دی۔ کہنے لگا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی اجازت دے دیں، میرے جذبات بہت بھٹک گئے ہیں، میں رک نہیں سکتا!

ہمارے یہاں ہمارے گھر میں کوئی فون کرے تو ہم غیرت مند بن جاتے ہیں، میری غیرت کو گوارا نہیں! کہ کوئی میرے گھر میں فون کرے اور اگر میں کسی کے گھر میں فون کروں تو؟ پھر غیرت کدھر گئی؟ پھر بھی آپ غیرت مند نہیں صاحب! اگر آپ کسی کے گھر فون کرتے ہیں تو آپ غیرت مند نہیں تو یاد رکھیں، اگر آپ یہ حرکت کر رہے ہیں تو پھر آپ کو بھی تھوڑا احساس ہونا چاہیے!

نبی کریم ﷺ سے اس نے کہا، مجھے زنا کی اجازت دے دیں، حضور ﷺ فرمانے لگے، آگے آجاؤ! حضرت عمر کہتے ہیں، مجھے بڑا غصہ تھا، میرا دل کر رہا تھا اٹھوں اور دو تھپڑ ماروں اسے، کوئی طریقہ ہے بات کرنے کا! حضور ﷺ نے بلایا، پاس بٹھایا، تھپکی دی۔ فرمایا، ایک بات تو بتا! تیرے سوال کا جواب پھر دیتا ہوں۔ ایک بات تو بتا، یارسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمائیے۔ حضور ﷺ فرمانے لگے، تو پسند کرتا ہے کہ تیری بہن کے ساتھ کوئی زنا کرے۔ کہنے لگا، حضور ﷺ! میں بات بھی سننا پسند نہیں کرتا، تیری بیٹی کے ساتھ؟ کہنے لگا، حضور ﷺ! زبان اس کی کھینچ لوں گا جو یہ بات کرے گا۔ کہا، تیری ماں، تیری پھوپھی، خالا؟ کہا، حضور ﷺ! کسی بندے کو میں اجازت نہیں دوں گا۔ تو رسول کریم ﷺ فرمانے لگے، جس سے تو زنا کی اجازت مانگ رہا ہے، وہ بھی تو کسی کی بہن ہے نا؟ وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے! جو غیرت، جو حمیت تجھے اپنے گھر کے بارے میں آتی ہے، وہ دوسرے کے بارے میں کیوں نہیں آتی؟ جب نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان کو اس کے مزاج کے مطابق سمجھایا، تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عرض کرنے لگا، یارسول اللہ ﷺ! زنا کا ارادہ تو ایک طرف، آج کے بعد میری زبان پر اس کا نام بھی نہیں آئے گا۔

آپ سامنے والے کی نفسیات کو دیکھیں، آپ اپنے موڈ میں نہ رہیں! مجھے بڑی اچھی طرح یاد ہے۔ ایک دفعہ مسجد میں ایک بچے نے آدھی بازوؤں کی شرٹ پہن کے نماز پڑھی۔ ایک باباجی نے ان کو منع کیا۔ بچہ کہنے لگا، نماز ہو جاتی ہے۔ بڑے بازو آپ فولڈ کر کے پڑھیں گے تو کراہت ہے لیکن ویسے بھی آدھے بازوؤں والی شرٹ میں نماز ہو جاتی ہے لیکن اچھا عمل نہیں! اچھا عمل یہی ہے کہ آپ کے بازو پورے ہوں۔ تو بزرگ ان سے کہنے لگے، پورے کپڑے پہنو! کہنے لگا، بھئی! ہو جاتی ہے نماز۔ میں بھی تھا تو مجھے انہوں نے کہا، جی حضرت صاحب! بات سننا۔ میں نے کہا، جی حکم! کہنے لگے، ان کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا، جی ہو جاتی ہے! کہتے، لگدا اے منڈا چودھریاں دا ہے! میں نے کہا، ہے واقعی چودھریاں دا بچہ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ دین چودھری کے لیے بھی وہ ہی ہے اور غریب کے لیے بھی وہ ہی! تو آپ اس بیچارے بچے کو آنے تو دیں، اس کو مسجد میں داخل ہونے دیں، ان شاء اللہ! کپڑے بھی ٹھیک پہن کے آ ہی جائے گا!

لیکن ہم نے تو ذہن بنا لیا ہے کہ ہم نے اپنی مرضی کے مطابق لوگوں کو قابو کرنا ہے۔ ہم لوگ، لوگوں کے ذہن کے مطابق اترنے کو تیار نہیں، بس سارے میرے مطابق چلیں! یہ تو بات کوئی پیشوا کرے گا، مقتدا کرے گا، وہ بھی سمجھائے گا۔ رسولِ کریم علیہ

الصلاۃ والسلام لوگوں کو جبراً نہیں جھکاتے تھے، حضور ﷺ دلائل دیتے تھے۔نوجوان بچوں کو موقع دیں، انہیں سمجھائیں، انہیں قائل کریں، ان سے پیار کریں، ان کی نفسیات کو سمجھیں، اس کے مطابق ان کے ساتھ آپ ڈیل کریں، پھر آگے بڑھیں۔

عورتوں کے بارے میں، میرے نبی کریم علیہ السلام نے بڑی نصیحت فرمائی ہے۔محبوب کریم ﷺ فرمانے لگے،عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، سیدھا کرنا چاہو گے،ٹوٹ جائے گی۔ یہ جیسی ہے اس کے ساتھ ویسا ہی گزارا کرو۔اس کی نفسیات کو سمجھ جاؤ۔عورت تھوڑا سا چاہتی ہے کہ وہ کھانا پکائے تو اس کی تعریف کر دی جائے۔تو بھئی! کھڑی ہے صبح سے باورچی خانے میں۔ دو لفظ بولنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کبھی نمک زیادہ ہو بھی جائے تو کیا خیال ہے بیوی جان بوجھ کے زیادہ ڈالتی ہے؟ اس کا شوق ہے کہ اس کی انسلٹ ہو؟ ہمارا رویہ اتنا سخت ہوتا ہے بعض اوقات، اتنا تکلیف دہ ہوتا ہے کہ اس سے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے، مزاج میں خرابی آتی ہے۔عورت چاہتی ہے تھوڑا سا کہ میرے خاندان والے، میرے سسرال والے میری تھوڑی عزت کریں تو وہ اگر سارا کچھ چھوڑ چھاڑ کے آگئی ہے تو جس طرح ہم اپنی بیٹی کے لیے ذہن رکھتے ہیں عزت کا، اگر تھوڑا اس کے لیے بھی بنا لیں گے تو میرا خیال ہے کوئی حرج والی بات نہیں!

ہم لوگوں کا خیال رکھنے کی بجائے لوگوں کو چڑھاتے ہیں۔ ناراض تو نہیں ہو جائیں گے آپ؟ کسی نے کہہ دیا، یہ میرے گھر نہ آئے آج کے بعد، باپ نے بیٹے کو کہہ دیا، یہ رشتے دار نہ آئے، وہ کہتا ہے، اب تو سویرے ضرور آئیں۔ وہ کسی نے کہہ دیا اس گلی سے نہ گزرنا! کہتا ہے، میں ابھی گزروں گا تو دیکھ لے جو تو نے کرنا ہے۔ بلکہ پتہ چل جائے فلانے کو فلانی چیز بری لگتی ہے، اس کو وہ زبردستی کرتے ہیں، چڑھاتے ہیں، نفرتیں پیدا کرتے ہیں، اس کے اندر غرور لاتے ہیں، مزاج کے اندر چڑچڑا پن پیدا کرتے ہیں۔ یہ کام نہ کریں! آپ اپنے لیے کیا گراؤنڈ بنا رہے ہیں کہ لوگ آپ سے نفرت کریں؟ لوگ تکلیف دیں آپ کو؟ یہ نوجوان بچے! کسی نے ہارن دے دیا گاڑی کا تو اب اس نے گاڑی پیچھے کرنی ہی نہیں! وہ مابدولت کوئی ہارن بجا دیا ہے۔

مہذب قوموں کا یہ رویہ نہیں ہوتا! یہ تو وہ قومیں ہیں جو مطلب بڑی تنگ ہیں اپنے آپ سے۔ ٹھنڈے رہیں، میٹھے رہیں، پیار کریں! دوسروں کے جذبات کا احساس کریں!

نبی کریم ﷺ نے ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا، عائشہ! تیرے ساتھ ایک بات نہ کروں؟ حضور ﷺ، کریں! فرمایا، جب تو ناراض ہوتی ہے، تب بھی مجھے پتہ چل جاتا ہے اور جب تو راضی ہوتی ہے، تب بھی مجھے خبر ہو جاتی ہے۔ اتنا دھیان رکھتے ہیں خاوند گھر میں؟ کہ اب اسکی پوزیشن کیا ہے اور اب یہ کیا سوچتی ہے اور کس بات پہ اس کو جو ہے وہ ناراضگی ہوتی ہے! تو حضرت عائشہ کہتی ہیں، نہیں نہیں حضور ﷺ! ایسی تو بات ہی کوئی نہیں! آپ بتائیں! تو حضور ﷺ فرمانے لگے، جب میں کسی اور زوجہ کے پاس تھوڑا وقت گزار لیتا ہوں زیادہ اور جب میں آتا ہوں تو تو ناراض ہوتی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے پتہ؟ فرمایا، بتاؤں؟ حضور ﷺ بتائیں! فرمایا: اس وقت جب تو قسم اٹھاتی ہے تو کہتی ہے لا و رب ابراہیم! مجھے ابراہیم کے رب کی قسم! اور جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو تو کہتی ہے، لا و رب محمد ﷺ! مجھے محمد ﷺ کے رب کی قسم! حضرت عائشہ کہنے لگیں، محبوبہ! قربان جاؤں! بات بالکل ٹھیک ہے، ایسے ہی ہے یا رسول اللہ ﷺ بالکل! جب تھوڑی خفگی ہوتی ہے تو میں یہ کام کرتی ہوں۔

تو حضور ﷺ تو لوگوں کے مزاج کا خیال کرتے۔ نبی کریم ﷺ کو تو پتہ ہوتا تھا، لیکن مابدولت کہتے ہیں، سارے میری مرضی کے مطابق چلیں! ہاں! میں نے زندگی میں یہ تجربہ بھی کیا ہے کہ آپ لوگوں کا خیال رکھنے لگ جاتے ہیں تو لوگ خراب بھی ہو جاتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں! وہ سمجھتے ہیں شائد میری ضرورت بڑی ہے۔ نہ نہ! یہ بات نہیں بھائی! بات کچھ اور ہے۔ حضور ﷺ رحمت للعالمین ہیں نا؟ تو کافر آئے، منافق آئے، حضور ﷺ کی تو ڈیوٹی ہے پیار کرنا۔ لیکن کافر کو تو چاہیے کہ کلمہ پڑھے۔ منافق کو تو چاہیے، مومن بنے۔ او بھائی!

میں نے کہا، وہ بزرگ ہیں، ان کی ذمہ داری ہی پیار کرنا ہے، وہ جو بھی جائے گا اس سے پیار کریں گے۔

لیکن تو بتا، تو نے پیار میں سے سیکھا کیا ہے، لیا کیا ہے؟ تیرے اوپر اثر کیا ہے؟ پیار کرنا، شفقت کرنا اور ہے۔ یہ جملہ میرا یادرکھنا! پیار کرنا کسی سے اور ہے اور اس سے راضی رہنا، یہ بات اور ہے۔ کسی پر شفقت کرنا اور ہے اور اس بندے سے راضی رہنا اور ہے۔ یہ آپ دیکھیں گے، وہ راضی ہے آپ سے کہ نہیں! کہ خالی پیار ہے، خالی شفقت ہے۔ شفقت تو مجبوری ہے کرنی ہے۔

تو میرے عزیز! یاد رکھیں! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھوڑا تھوڑا خیال کرتے، دیکھتے بندہ اس کے مزاج کے مطابق! دیہاتی آتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا بھی خیال کرتے۔ حضرتِ ظاہر دیہاتی تھے، وہ آتے تھے، ترکاریاں لے کے گاؤں سے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیار کرتے تھے، وہ کئی دفعہ عجیب وغریب باتیں بھی کرتے تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبت سے پیش آتے تھے۔

امام حسن کے پاس ایک بندہ آیا۔ بڑی مزے دار بات! داتا علی ہجویری نے لکھی ہے، مجھے پڑھ کے بڑا ہی مزہ آیا اور سمجھ بھی آئی کہ اہل بیت نبوت کی اصل مخالفت کون کرتا ہے۔ ایک شخص آیا، تو اس نے آ کے معاذ اللہ! حضرت مولیٰ علی شیر خدا کو، معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! امام حسن کے والد کو برا بھلا کہا۔ پھر امام حسن کو کہا۔ وہ برا بھلا کہتا جا رہا ہے، امام حسن مسکراتے جا رہے ہیں، ہنستے جا رہے ہیں۔ انجوائے کرنے کا آپ کا موڈ بن جائے تو سب کچھ انجوائے ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر آپ نے مرچی دانتوں کے نیچے رکھ کے اچھی طرح چبالی ہوں اور کانوں سے بھی دھواں نکل رہا ہو تو پھر تو بھائی، کوئی چیز بھی انجوائے نہیں ہوتی! پھر تو قصور یہ ہے کہ مرچے نہیں چبانی تھیں۔ آپ نے اپنا مزاج خود بڑا کڑوا کرلیا ہے۔ تو کیسے کام چلے گا؟

وہ آیا تو اس نے آ کے امام حسن کو، آپ کے والد کو، معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! برا بھلا کہا۔ وہ کہتا جا رہا ہے، امام صاحب ہنستے جا رہے ہیں۔ جب وہ تھک گیا تو امام حسن فرمانے لگے، روٹی کھانی ہے؟ بھوک تو نہیں لگی ہوئی؟ کہنے لگا، بڑی لگی ہوئی ہے! فرمانے لگے، اس کو روٹی کھلاؤ، اس کو روٹی کھلائی۔ فرمایا، تیرا حال؟ کہنے لگا، بڑا غریب ہوں۔ ایک پیالے میں چاندی بھر کے امام حسن نے اسے دی اور جب اس کو دے دی تو غور سے چہرہ دیکھنے لگا، کہنے لگا، آپ کا حلم دیکھ کے، سخاوت دیکھ کے مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ واقعی خونِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، امام صاحب فرمانے لگے، یہ بیچارہ اصل میں تنگ ہے اپنی زندگی سے، اصل اس کا حال کوئی نہیں تو میرے ساتھ یہ حرکتیں کر رہا ہے۔

تو یہ، آپ سمجھیں اس بات کو! کچھ لوگ بیچارے ویسے ہی تنگ ہوتے ہیں، پریشان ہوتے ہیں، ایسے ہی بلا وجہ معاملہ ہی کوئی نہیں۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں سبق دیا ہے۔ وہ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں کہ ایک مولانا میرے سامنے ایک بھوکے آدمی کو سامنے بٹھا کے حدیث پاک کا درس دے رہے تھے، وہ بندے کو بھوک بڑی لگی ہوئی تھی۔ وہ درس دیتا جا رہا ہے، دیتا جا رہا ہے، دیتا جا رہا ہے، تو اقبال کہتے ہیں، میں نے اس سے کہا کہ

فاقہ کش کو درس شریعت سے کیا غرض
اس کے شکم کی آگ کو تو روٹی چاہیے

او اسے روٹی کھلا، اسے کوئی سمجھ نہیں آ رہی، اسے تو بھوک لگی ہوئی ہے، پہلے کھانا کھلا لے پھر ذرا اس کے ہوش ٹھکانے آئیں گے پھر اسے دین کی بات بتانا۔

ہم لوگوں کا ذہن نہیں سمجھتے کہ بندہ کس قسم کا ہے۔ سارے ہی صحابہ حیا والے تھے، سارے ہی اکرام والے تھے پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ، میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پردے کے پیچھے دیکھ رہی تھی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تہمد مبارک پنڈلیوں سے ذرا اونچی ہوگئی۔ ٹخنوں تک مرد کا چھپا ہوا ہو تو وہ جائز ہے، اس سے نیچے ننگا نہیں کرنا چاہیے۔ اوپر ہی سے، ٹخنوں سے اوپر، نیچے ہو بھی جائے تو خیر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیاں تھوڑی سی چادر ہٹی ہوئی تھی۔ پنڈلیاں کہتے ہیں ہم پنجابی میں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لیٹے رہے آرام فرما رہے ہیں۔ فرماتی ہیں: باہر دستک ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کون

ہے؟ عرض کی، ابوبکر صدیق ہوں یا رسول اللہ ﷺ! اجازت ہو تو حاضر ہو جاؤں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، آ جاؤ! کہتی ہیں، حضور ﷺ لیٹے رہے۔ حضرت ابوبکر آئے، بات چیت ہونے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر دستک ہوئی، کون ہے دروازے پہ؟ یا رسول اللہ ﷺ! عمر بن خطاب ہوں! فرمایا، آ جاؤ، آ گئے۔ بات چیت ہوتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد عثمان غنی آئے۔ یا رسول اللہ ﷺ! آ جاؤں؟ فرمایا، عثمان! ذرا ٹھہر! حضرت عثمان ٹھہر گئے۔ نبی کریم ﷺ اٹھ کے بیٹھے، چادر مبارک پنڈلیوں کے گرد لپیٹی، اپنے کرتے کو سیدھا فرمایا۔ کہا، عثمان! آ جاؤ۔ تو حضرت عثمان آئے، بات چیت ہوئی، چلے گئے۔ سیدہ کہتی ہیں، میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! عثمان تو بڑی ٹھنڈی طبیعت کا بندہ ہے، وہ تو بڑا میٹھا آدمی ہے، حضور ﷺ کوئی جاہ و جلال نہیں، کوئی بات نہیں، وہ تو بڑا پیارا ہے۔ عمر آئے تو آپ لیٹے رہے، ابوبکر آئے تو آپ لیٹے رہے، تو عثمان؟ حضور ﷺ فرمانے لگے، عائشہ! عثمان سے تو فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، تو میں نہ حیا کروں؟

آپ اس بات کو سمجھیں، غور کریں کہ اگر ان کی طبیعت اس طرح کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وجود زیادہ چھپا ہوا ہونا چاہیے تو نبی پاک ﷺ نے ان کی طبیعت کا خیال کیا ہے۔ تو آپ کو نہیں پتہ ابا جی آپ کے کیا سوچتے ہیں، کیا چاہتے ہیں؟ آپ کو نہیں پتہ آپ کے استاد کا مزاج کیا ہے؟ آپ کو نہیں پتہ آپ کے مرشد کامل کی طبیعت کس طرح کی ہے؟ وہ کن باتوں میں راضی ہوتے ہیں، کن باتوں میں ناراض ہوتے ہیں؟ ہمیں سارا پتہ ہوتا ہے لیکن ہم چاہتے ہی نہیں صحیح کرنا معاملات کو۔ ہم اپنے وجود پر تھوڑا سا بوجھ ڈالنا ہی نہیں چاہتے۔ اپنی طبیعت کو تھوڑا سا تکلیف دینا ہی نہیں چاہتے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مالدار آدمی، کروڑ پتی شخص! لیکن انہوں نے ایک موقعے پہ پھر ٹاٹ کا لباس بھی پہن لیا۔ کسی نے ان سے کہا، ابوبکر! یہ کیا؟ فرمانے لگے، نبی کریم ﷺ کو، میرے آقا ﷺ کو غریبی پسند ہے تو ابوبکر غریب بن گیا ہے، ختم ہو گئی بات!

ٹھیک ہو گئی بات! وہ جس حال میں رکھے، اس حال میں راضی رہنا ہے۔ یہ جو مزاج ہے ہمارا کہ میں ڈھلنا نہیں چاہتا، میں بدلنا نہیں چاہتا۔ ہم تو غلام ہیں، پھر بھی نہیں بدلتے۔ تھوڑا سا خیال کریں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اماں کو زیادہ نہیں ضرورت پیسوں کی۔ ہاں ہاں! ماں تو ماں ہوتی ہے۔ وہ کوئی ریٹ لگا کے تیرے سے پیسے مانگے گی۔ اماں کو بس ضرورت ہے کہ ماں جو کہہ دے، جی کر دو! ماں کو تو اتنی ضرورت ہے کہ دو منٹ رات کو بیٹھ جاؤ پیروں میں، اماں! لا تیرے پیر دبا دوں، بس اتنا ہی کافی ہے۔ وہ کہے گی اوہو! میرا پتر بڑا ہی! ابا جی کو کوئی نہیں ضرورت تیرے پیسوں کی! ہاں ہاں! ان کو تو ضرورت ہے کہ کبھی کبھی تو ان کو موٹر-سائیکل پہ بٹھائے اور کہے ابا جی منڈی جانا تھا، میرا دل تھا اکٹھے چلیں گے۔ آئیں ذرا! کبھی ان سے پیار کریں، کبھی کہیں ذرا کندھے نہ دباؤں؟ او یارو! اس کی ضرورت ہے، نہیں ضرورت مرشد کامل کو کسی کے پیسوں کی! اللہ جانتا ہے، جو کامل آدمی ہوتا ہے اسے ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اسے تو اتنی ضرورت ہوتی ہے کہ اس نے کہہ دیا سیانے بن جاؤ تو سیانے بن جاؤ، اس نے کہہ دیا نیک ہو جاؤ تو نیک ہو جاؤ، اس نے کہا ہے کہ آج آ جانا تو پھر! اونا یار! کہاں ضرورت ہے تیری، بس اتنا ہی بڑا! ہم لوگ دوسروں کے بارے میں سوچتے ہی نہیں، بس میں، پھر میں! مجھے سکون دو، میرے مطابق ڈھل جاؤ، میری بات کرو! اونا یارو!

میرے رسولِ کریم، میرے نبی رحمت، سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوسروں کا خیال کرتے، ان کے مزاجوں کا خیال کرتے، ان کی طبیعت کا خیال کرتے، ان کے معاملات کو دیکھتے۔ میرے رسولِ پاک ﷺ تو دیکھتے کون شخص کس طرح کا ہے، کس رویے کا ہے، کس انداز کا ہے، اس کو اس کے مطابق عزت دیتے، وقار دیتے، نواز دیتے۔ اس شخص کا اس طرح کا اکرام کرتے۔

میرے نبی کریم فرماتے ہیں، میں نے معراج کی رات جنت میں ایک محل دیکھا۔ میرا دل کیا، میں اندر سے جا کے دیکھوں

پر اس کے دروازے کے قریب گیا تو عمر فاروق کا نام لکھا تھا۔ فرماتے ہیں، عمر ذرا طبیعت کا سخت ہے، اس نے کہنا ہے، قانون یہ ہے کہ پہلے اجازت لو پھر کسی کے گھر جاؤ، چلو! ہم نہیں جاتے، عمر سے پوچھ کے چلے جائیں گے، گھر جو عمر کا ہے!

نہیں آپ کو سمجھ آئی میری بات کی! جن کے قدموں کے صدقے گھر ملا ہے، اگر وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ سامنے والے سے پوچھ لینا چاہیے۔ او بھائی! جن کی برکت سے وہ مکان ملا ہے، اگر وہ مزاج کا اتنا خیال رکھتے ہیں تو پھر مزاج رسول ﷺ کا بھی تو خیال ہونا چاہیے! سنو پھر! نبی کریم ﷺ واپس آئے، حضور ﷺ نے بتایا، عمر! تیرا مکان بڑا پسند ہے یار، میں اندر جانے لگا تھا، دروازے پہ حور بھی بیٹھی تھی۔ میں اس لیے نہیں گیا کہ عمر قانون کا بڑا پابند ہے، اس نے کہنا ہے کہ قانون تو ہے اجازت لے کے جاؤ۔ حضرت عمر رو پڑے، عرض کرنے لگے، حضور ﷺ میں کہاں اور جنت کا مکان کہاں!

مختصر سی میری کہانی ہے
یہ جو بھی ہے آپ کی مہربانی ہے

تو حضرت عمر رو پڑے۔ لیکن میرے رسولِ کریم ﷺ اب اتنا حضور ﷺ خیال کرتے تو جنابِ عمر پتہ ہے کون تھے؟ جرات نہیں تھی کسی مائی کے لال کی کہ عمر کے سامنے کھڑا ہو سکے۔ ہاں ہاں! جس کے سامنے شیطان نہ ٹھہر سکے، نکل جاتا ہے شیطان بھی۔ لیکن صحابہ کہتے ہیں جب کبھی حضور ﷺ کے چہرے پہ شکن آتی تو اتنا وجود ہم نے کسی کا کانپتے نہیں دیکھا جتنا عمر کانپا کرتے، کپکپی طاری ہوتی تھی۔ وہ دلیر میں کہیں اور ہوں، یہاں تو میں غلام ہوں! یہاں تو میں نوکر ہوں۔

رو پڑتے اور طریقہ کیا ہوتا؟ زمین پہ کہنیاں رکھ کے، گھٹنے! حدیث صحیح میں موجود ہے۔ یہ کہنیاں زمین پہ رکھ کے جیسے بچے چلتے ہیں۔ کہنیاں دونوں زمین پہ حضرت عمر رکھ دیتے اور یوں ہاتھ باندھ دیتے حضور ﷺ کے سامنے اور پھر روتے جب حضور ﷺ ناراض ہوتے تو، کسی اور سے ناراض ہیں نبی پاک ﷺ، عمر سے نہیں! اور یوں دونوں ہاتھ بچھا دیتے، یوں ہاتھ باندھتے اور کہتے، رضیت باللہ ربا و بالسلام دینا وبنبینا محمد ﷺ! یا رسولا ﷺ! میں بڑا راضی ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، حضور ﷺ میں بڑا راضی ہوں کہ اسلام میرا دین ہے۔ وبمحمد نبیا ورسولا اور میں بڑا راضی ہوں کہ اللہ نے محمد ﷺ کو نبی اور رسول بنایا، حضور ﷺ بڑا راضی ہوں، مہربانی فرمائیں، بڑا راضی ہوں!

یہاں پیر سید علی حسین شاہ صاحب اشرفی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھا شریف کے بزرگ تھے اور شان یہ تھی کہ چہرہ غوث پاک سے ملتا تھا۔ وہ تھوڑا سماع کے قائل تھے۔ یعنی وہ والا سماع نہیں جواب ڈھول ڈھمکے کے ساتھ ہوتا ہے۔ کچھ اس میں اشعار پڑھے جاتے تھے اور بعض ایسے شعر تھے جن پر بعض بزرگ کہتے تھے، نہیں ہونے چاہیے، یہ رائے کا اختلاف ہے، ان کے یہاں ایک خلیفہ تھے سید ابو البرکات شاہ صاحب، مفتیٔ اعظم پاکستان، وہ خلیفہ ہیں لیکن بڑے عالم تھے، سید صاحب یہاں آئے تو لوگوں نے کہا، حضور! کوئی شعر پڑھیں! تو آپ فرمانے لگے، یہ میرا مرید مفتیٔ اعظم ہے، یہ منع کرتا ہے، یہ ان باتوں سے منع کرتا ہے تو یہاں نہیں پڑھنے، لوگوں نے کہا، حضور! مرید کی بھی ماننی ہے؟ فرمایا، نرا مرید نہیں، مفتی بھی تو ہے! قرآن وسنت کی روشنی میں منع کرتا ہے۔

تو اتنا لوگ خیال کر لیتے تھے دوسروں کے مزاج کا، او یارو! ہم تو بوجھ بنتے ہیں، ہم تو چڑھاتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں دنیا چڑھ چڑھ کے پاگل ہو گئی، چڑھاتے ہیں، ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہیں، اذیت میں مبتلا کرتے ہیں۔ ہم لوگوں نے اب تھپڑ مارنے بند کر دیے ہوئے ہیں، اب ہم ڈنڈے نہیں مارتے، اب ہم نفسیاتی تکلیفیں دیتے ہیں، نفسیاتی! ذہنی طور پر ٹارچر کرتے ہیں، ہم لوگوں کو اتنا تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں کہ لوگ پاگل ہونے کے قریب آ جاتے ہیں، خودکشیاں ہونے لگی ہیں۔

اگر ہم نفسیاتی طور پر پیار کریں، سامنے والے کو ذرا عزت دیں۔ ذرا اس کے جذبات کا خیال کریں، ذرا اس کی طبیعت کے مطابق چلیں، تھوڑا سا محبت کر لیں، پیار کر لیں، بڑی دنیا بچ جائے گی، بڑے سارے لوگ قریب آ جائیں گے، میرے رسولِ پاک علیہ الصلاۃ والسلام بمنزلہ طاقت کے بوجھ ڈالتے تھے، حضور

ﷺ نام لے کے بھی کہہ سکتے تھے، عبد الرحمن! تو مالدار ہے، دے اتنے پیسے جہاد میں، عمر! تو مالدار ہے، دے پیسے! عثمان غنی! دے پیسے! یہ نہیں کبھی حضور ﷺ نے فرمایا! اعلان کر دیا، بھئی! جہاد کا موقع ہے اپنا اپنا حصہ ڈالو، حضور ﷺ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتے۔ اپنے آپ کو بوجھ نہ بنائیں۔

اسلام نفسیاتی مسائل کا حل بتاتا ہے کہ آپ پیار کریں۔ میں اکثر کہتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں بہت سارے بیمار ایسے ہیں جنہیں دوائی کی نہیں، ہماری توجہ کی ضرورت ہے، بہت سارے بیمار اس قسم کے ہیں جنہیں صرف آپ کی مسکراہٹ کی ضرورت ہے، جنہیں صرف آپ کا دھیان رکھنے کی ضرورت ہے، آپ تھوڑا دھیان کریں، تھوڑا پیار کریں۔

اگر آپ کو لگتا ہے کہ سامنے والے کے مکان کے آگے کوڑا پھینکنے سے اس کو ذہنی اذیت ہوتی ہے تو خدارا! آپ کو پتہ ہے مسلمان خوش ہو جائے تو اللہ بھی خوش ہو جاتا ہے اور حضور ﷺ فرماتے ہیں، مسلمان کو تکلیف ہو تو مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے، اس لیے ایک تو اپنے آپ کو خود مطمئن کریں! دوسروں سے مطالبہ نہ کریں اور آپ کوشش کریں دوسروں کے مزاج کے مطابق، انکی طبیعت کے مطابق آپ شرعی تقاضوں کے اندر رہ کے آپ کوشش کریں کہ سامنے والا چڑھے نہ، اسے اذیت نہ پہنچے، اسے تکلیف نہ ہو۔

ہمیشہ مدحتِ خیر الانام مسیں گزرے
دعا ہے یہ عمر درود و سلام مسیں گزرے

◆◆◆

ص 27 کا بقیہ.................

رضا کے لئے اپنی خواہشات کو قربان کرنا چاہیے۔ اس سے انسان میں خود غرضی کی جگہ دوسروں کی مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ قربانی کا عمل انسان کو تکبر اور غرور سے بچاتا ہے کیونکہ جب انسان اپنی جائیداد میں سے کچھ حصہ قربان کرتا ہے تو وہ اپنی دولت کے غرور سے چھٹکارا پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کرتے وقت تمام حقوق کا خیال رکھنے اور عزیز و اقارب کے ساتھ الفت و محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

◆◆◆

ص 32 کا بقیہ.................

مسلمانوں کے لیے احساس شکر یہ تو دور خاموش رہ جانے تک کا جذبہ نہیں ہے، وہ مسلمانوں کی ہمدردی کو ناٹک، مدد کو لالچ اور دہشت گردی کی مذمت کو نوٹنکی قرار دے کر مسلمانوں کو سبق سکھانے کی اپیلیں اور کوششیں کر رہے ہیں۔

حیرت ہے کہ جو سلوک چند بیرونی دہشت گردوں نے سیاحوں کے ساتھ کیا وہی سلوک لاکھوں غیر مسلم اپنے ہی ہم وطن مسلم بھائیوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ آخر ان دہشت گردوں اور ان غیر مسلموں میں کیا فرق رہا؟ انہوں نے مارنے سے پہلے کلمہ پڑھوایا تو یہ بھی مارنے سے پہلے ہنومان چالیسہ اور جے شری رام پڑھوا رہے ہیں۔ انہوں نے نام پوچھ کر گولی چلائی تو یہ بھی نام چیک کر کے ہی مسلمانوں پر حملے کر رہے ہیں۔ حالانکہ جن غیر مسلموں نے کشمیری مسلمانوں کی مدد اور خلوص کو قریب سے دیکھا انہوں نے کشمیری مسلمانوں کے سلوک اور ان کے ہمدردانہ رویوں کی دل کھول کر تعریف کی ہے۔ اس کے باوجود گودی میڈیا اور حکومت کے حلیف سنگھٹن مسلمانوں کو پریشان کرنے سے باز نہیں آ رہے ہیں۔

مسلم دشمنی کی مذمت بھی کریں

ملک کے طول و عرض میں ہمارے بہت سارے مشائخ اور سوشل کارکنان اظہار دیش بھگتی میں بڑی شدت کے ساتھ دہشت گردی کی مذمت کر رہے ہیں۔ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ شدت پسندوں کی دوغلی پالیسی اور مسلم دشمنی کی بھی اتنی ہی شدت کے ساتھ مذمت کی جائے اور ایسے واقعات کے خلاف قانونی/سماجی کارروائی بھی کی جائے تاکہ ایسے عناصر پر لگام لگائی جا سکے۔ اگر ہمارے ذمہ داران سنجیدگی کا مظاہرہ کریں اور دوسرے پہلو پر بھی سخت رخ اختیار کریں تو شاید شر پسندوں کی بدتمیزیوں پر کچھ حد تک روک تھام ممکن ہے، ورنہ یک طرفہ مذمت سے فائدہ تو خیر کیا ہوگا ہاں اغیار کی ہمتیں اور بڑھتی جائیں گی۔

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

قربانی کے معاشی ومعاشرتی فوائد

اس دنیائے فانی میں انسانی ہمدردی کا حامل، فلاحی ومعاشرتی لحاظ سے صفوں میں سب سے آگے نمائندگی کرنے والا مذہب دین حق "مذہب اسلام" ہے، اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے دھاگے میں فرائض وعبادات کے ایسے ایسے موتی کو پرویا ہے جس پر عمل کر کے بندہ نہ صرف قرب خداوندی کو حاصل کرسکتا ہے بلکہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور فلاحی کاموں کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو بھی بہترین بنا سکتا ہے۔

قارئین! اس تمہید سے ہم جس عبادت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں اس سے ہماری مراد ماہ "ذوالحجۃ الحرام" کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو ہونے والی جانوروں کی قربانی کے بارے میں ہے جو ہر مسلمان بالغ مرد وعورت مالک نصاب پر واجب ہے، ان تین دنوں میں قربانی کے ذریعے حاصل ہونے والے ثواب کو سال کے کسی بھی دن کسی بھی وسائل سے کمایا نہیں جاسکتا، ان دنوں افضل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانوروں کی قربانی پیش کی جائے۔ اس قربانی کے ذریعے نہ صرف ثواب کا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے بلکہ لوگوں کو معاشی ومعاشرتی اعتبار سے فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جن کا ذکر ہم اس مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فصل لربك وانحر۔ ترجمہ: تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (الکوثر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالب ثواب ہوکر قربانی کی تو وہ آتش جہنم سے حجاب (یعنی روک) ہوجائے گی۔ (المعجم الکبیر، جلد: 3 صفحہ: 84 حدیث: 2736)

اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس موجود رہو کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرے گا تمہارے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد: 9، صفحہ: 476 حدیث: 19161)

قربانی عبادت کے ساتھ ساتھ لاکھوں لاکھ افراد کو کاروبار کا ذریعہ بھی فراہم کرتی ہے اور ملکی معیشت کو بھی اربوں روپے کا فائدہ پہنچاتی ہے یہی وجہ ہے کہ قربانی کے لئے بہت سے لوگ اپنے گھروں، باڑوں یا کیٹل فارمز میں جانور پالتے ہیں ان کی دیکھ بھال کے لئے ملازمین رکھے جاتے ہیں۔ کسان جانوروں کے چارے کے لئے کھیتی باڑی کرتا ہے۔ اگر جانور بیمار ہوجائے تو علاج کے لئے ڈاکٹرز سے مدد لی جاتی ہے۔ جانور بیچنے والے اسے بیچنے کے لئے منڈی لانے تک اور خریدار جانور کو اپنے گھر لے جانے کے لئے گاڑیوں کو کرایے پر لیتے ہیں۔ جانور کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانے کے لئے راستے میں حکومت کو ٹول ٹیکس ادا کیا جاتا ہے۔ منڈی میں جانور رکھنے کے لئے جگہیں کرائے پر لی جاتی ہیں۔ جانوروں کی حفاظت کے لئے ٹینٹ اور دیگر لوازمات کا کرایہ ادا کیا جاتا ہے۔ منڈی آنے والے افراد کے لئے منڈی میں مختلف کھانے پینے کے اسٹال لگائے جاتے ہیں، منڈی میں بچے اور بزرگ گھوم گھوم کر ماسک بیچ رہے ہوتے ہیں۔ جانوروں کو سجانے کے لئے سجاوٹ کا سامان خریدا جاتا ہے۔ چھری، چاقو تیز کرنے والوں کے کاموں میں تیزی آجاتی ہے۔ چھری، چاقو کی خرید وفروخت بڑھ جاتی ہے۔

قصابوں کو بھی تلاش کیا جارہا ہوتا ہے، قربانی کے بعد گوشت کو پکانے کے لئے مصالحہ جات کا استعمال، قربانی کے بعد لیدر انڈسٹری جانوروں کے کھالوں کی منتظر ہوتی ہے، قربانی کی کھالوں سے دینی مدارس اور فلاحی اداروں کو مالی مدد ملتی ہے، اس کے علاوہ اور بہت سے ایسے کاروبار ہیں جو عین قربانی کے دنوں میں عروج پر ہوتے ہیں جن کے ذریعے مالداروں کے ساتھ ساتھ زیادہ تر

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

غریبوں اور مزدوروں کو فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے۔

قربانی سے جہاں ثواب کا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے اور مالی مسائل حل ہوتے ہیں وہیں معاشرتی ماحول میں بھی درستگی آتی ہے۔ قربانی ہمیں بھائی چارگی اور اخوت کا پیغام بھی دیتی ہے جیسے قربانی کے جانور کی حفاظت میں دوست واحباب ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں، قربانی کے وقت خاندان کے چندلوگ دوست واحباب اکٹھے ہوکر جانور کونحر (ذبح) کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، جانور ذبح ہونے کے بعد کلیجی پکتی ہے جو گھر میں آئے مہمان ساتھ مل کر کھاتے ہیں۔ بعض مقامات پر پکی ہوئی کلیجی اپنے پڑوسیوں کو بھی بھجواتے ہیں جس سے ان کے دلوں میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ قربانی کے بعد گوشت باٹنے کا سلسلہ ہوتا ہے جو ایک رشتہ دار کو دوسرے رشتہ دار سے، ایک امیر کو ایک غریب سے ملانے کا سبب ہے کیونکہ بعض دفعہ مصروفیات کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے کئی کئی دن بلکہ کئی کئی مہینوں تک نہیں مل پاتے، رشتہ داروں میں ایک دوسرے کو دعوتیں دی جارہی ہوتی ہیں، قربانی کا گوشت ایسے غریبوں کے گھر بھی پہنچ رہا ہوتا ہے جو بیچارے پورے سال گوشت کھانے سے محروم رہتے ہیں اور گوشت دینے والا ان کی دعائیں لے رہا ہوتا ہے۔

الغرض قربانی معاشرے کے افراد میں ایک دوسرے کے لئے الفت و چاہت اور ادب واحترام پیدا کرنے، معاملات کو مشترکہ طور پر انجام دینے، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے، ایک دوسرے کو تحائف دینے اور صلہ رحمی کا بہترین ذریعہ ہے اور اس سے معاشرے پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اسی الفت اور باہمی تعلقات سے معاشرے تشکیل پاتے ہیں۔

قربانی نہ صرف اسلامی عقیدہ اور تہذیب کا حصہ ہے بلکہ اس کے ذریعے مسلمان اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہیں، دین اسلام میں قربانی کا عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے، قرآن وحدیث میں اس عبادت کا کئی بار ذکر آیا ہے، قربانی کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا، اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا اور دل ودماغ کی صفائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے جانور مقرر کئے ہیں تا کہ اللہ کے ذکر کے لئے ان پر اس کا نام لیا جائے۔ (الحج:34)

اسی طرح احادیث میں بھی قربانی کی اہمیت اور اس کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کا خون کسی عمل سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

قربانی کا عمل ایک روحانی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان اپنے اندر تقویٰ خشوع اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو بڑھاتا ہے، قربانی کے جانور کا خون اللہ تک نہیں پہنچتا بلکہ اس کے ذریعے انسان کا دل اور ذہن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تیار ہوتا ہے، قربانی کا اصل مقصد اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنا اور اس کی رضا کو حاصل کرنا ہے، قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی عیش وآرام سے دستبردار ہوکر اللہ کی رضا کے لئے اپنے مال کا ایک حصہ قربان کرتا ہے۔ قربانی کا نہ صرف فردی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی اہم اثر ہوتا ہے۔ یہ معاشرتی ہم آہنگی، تعاون اور غربت کا خاتمہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ قربانی کے گوشت کا بڑا حصہ غریبوں، یتیموں اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس سے معاشرتی سطح پر غربت میں کمی آتی ہے اور غریب افراد کو عید کی خوشیوں کا حصہ ملتا ہے۔ قربانی کا عمل معاشی انصاف کو فروغ دیتا ہے اور معاشرتی فرق کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ قربانی کا عمل مسلم کمیونٹی کے درمیان محبت، تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔ عیدالضحیٰ کے دن مسلمان آپس میں مل کر گوشت تقسیم کرتے ہیں جس سے بھائی چارے اور اخوت کو تقویت ملتی ہے۔ قربانی کے ذریعے انسان شکر گزار بنتا ہے اور اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے جو کہ اخلاقی اعتبار سے ایک بہتر معاشرتی عمل ہے۔ اس کے ذریعے لوگوں میں تعاون اور مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ قربانی انسان کو ایثار کی تعلیم دیتی ہے۔

قربانی کے جانور کی قربانی انسان کو سکھاتی ہے کہ دنیاوی مال ودولت کا تعلق عارضی ہے اور انسان کو اللہ کی رضا بقیہ ص 25 / پر

از: محمد قمر الزماں رضوی احسنی*

بیماریوں سے کیسے بچیں؟

دیکھنے کو مل رہا ہے کہ دن بدن مریضوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، بے شمار اسپتال ہو گئے مگر سب بھرے ہوئے ہیں، ڈاکٹروں کے یہاں کی بھیڑیں آج ہمیں کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی ہیں، اس سلسلے میں ہم اپنے بھائی بہنوں کو کچھ مشورے دینا چاہتے ہیں شاید وہ عمل کریں اور اپنی قبر کھودنے سے بچیں، موت کا تو کوئی علاج نہیں دنیا میں رہنے کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو اس کا کوئی بہانہ بن جاتا ہے۔ لیکن آپ ہمارے مشوروں پر عمل کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت ساری بیماریوں سے محفوظ رہ پائیں گے، بغیر بھوک کے کبھی کھانا نہ کھائیں اور جب کھائیں تو خوراک سے تھوڑا کم خواہ کھانا کتنا ہی ذائقے دار ہو، کسی بڑے بزرگ حکیم کا قول ہے کہ سب سے بڑا بے وقوف وہ ہے جو کھاتے وقت زبان پر نظر رکھے اور پیٹ کو بھول جائے۔ چٹورے لوگ ہی زیادہ تر خطرناک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔

زبان پر کنٹرول بیماریوں سے بچنے کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے اور یہ سنّت بھی ہے، زیادہ چکنے چپڑے لذیذ ذائقے دار کھانوں کی عادت نہ ڈالیں، خاص کر بوڑھوں اور کمزور معدے والوں کو تو ان سے پورا پرہیز کرنا چاہیے آج کل بیاہ شادی وغیرہ تقریبات میں جو کھانے بن رہے ہیں یہ تو زیادہ تر ایسے ہی ہیں کہ انہیں دھیما زہر کہا جائے تو بے جا نہیں تھوڑی دیر کا مزہ اور پھر سب دن ڈاکٹروں کے یہاں کے دھکے آج لوگوں کی قسمت بن چکے ہیں نرے مرچ مسالے روغن گھی رفائن تیل کھا نہیں بلکہ پی رہے ہیں اور پھر جب بیمار ہوتے ہیں تو دعا تعویذ کراتے پھرتے ہیں کہ دوا اثر نہیں کر رہی کوئی اوپر والا ہے یا جن بھوت جس کی وجہ سے دوا اثر نہیں کر رہی ہے یا کسی نے کچھ کرا دیا ہے۔

عام طور سے تقریبات میں کھلانے کی نیت سے نہیں بلکہ مالداری دکھانے کے لیے کھانے بنائے جاتے ہیں، باریک آٹے اور میدہ کی روٹی سے بچیں اس کا کھانا سنت کے خلاف بھی ہے اور سخت نقصان دہ بھی اور بے شک ہر سنت کی مخالفت میں نقصان ہی ہے دین کا بھی اور دنیا کا بھی لیکن کون کس کو سمجھا اور کون مانتا ہے ظاہری خوبصورتی روٹی کی چمک، شائننگ پر مر رہے ہیں اور اندر سے بیمار کرنے والی چیزیں کھا کر بیمار ہو رہے ہیں، ایک وقت میں بہت سارے طرح طرح کے کھانے نہ کھائیں، خاص کر سالن کہ زیادہ قسم کے سالن ایک وقت میں کھانا صحت کے لیے نقصان دہ اور سنت کے خلاف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کبھی کئی قسم [طرح طرح] کے کھانے جمع نہ ہوئے، کھڑے کھڑے کوئی چیز نہ کھائیں نہ پئیں کہ سنت کے خلاف ہے اور بہت سی مہلت بیماریوں کا سبب ہے۔ شام کا کھانا عشا کی نماز سے پہلے کھانا مناسب ہے اگر بعد میں کھائیں تو فوراً نہ سوئیں کچھ چہل قدمی کریں اپنی پچھلی کچھ قضا نمازیں پڑھیں یا نفل پڑھ کر سوئیں تو دین و دنیا دونوں کا فائدہ ہے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑا آرام کر لینا سنت بھی ہے اور صحت کے لیے مفید بھی، اسی کو قیلولہ کہتے ہیں، کھانا کھانے کے بعد جلدی پیشاب کرنا بھی طبی اعتبار سے بہت ساری بیماریوں کا علاج بتایا گیا ہے۔ پانی بہت زیادہ ٹھنڈا پینے کی عادت نہ ڈالیں بس اتنا ٹھنڈا جس سے پیاس بجھ جائے کچھ لوگ تو مرا برف پیتے ہیں یہ بیماریوں کا سبب ہے، ہفتے میں دو تین بار سے زیادہ گوشت نہ کھائیں اور جب بڑھاپا شروع ہو جائے تو اس میں کمی کرتے چلے جائیں اور جب گوشت کھائیں تو زیادہ بوٹیاں کھانے سے بچیں شوربے پر اکتفا کریں۔

ہمیشہ ذائقے دار چیزیں کھانے سے نفس موٹا ہوتا چلا جاتا

*مضمون نگار جامعہ احسن البرکات مارہرہ شریف کے طالب علم ہیں۔

ہے جو فقیری کے تو بالکل ہی خلاف ہے اور دیندار مسلمانوں کے لیے بھی مناسب نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیٹ کے تین حصے کرو ایک کھانے کے لیے، ایک پانی کے لیے اور ایک حصہ سانس کے لیے، کبھی کھانا زائد ہو جائے تو الگ بات ہے ہمیشہ خوب پیٹ بھر کے کھانا صحت کے لیے بہت مضر ہے۔ شگر، بلڈ پریشر، ہارٹ اور کینسر وغیرہ مہلت بیماریوں کے اسباب زیادہ تر یہی ہیں۔ پہلے ہی سمجھ کر ہوشیار ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ بعد میں ڈاکٹر لوگ اچھی طرح سمجھا دیں گے۔

ہفتے میں ایک دو فاقے کریں اور پیر یا جمعرات یا دونوں دن کے روزے رکھیں تو حضور کی سنت کا ثواب پائیں گے اور بیماریوں سے بچیں گے۔ کھانے سے فوراً پہلے ناشتے کے نام پر طرح طرح کے سامان کھا لینا بھی میرے خیال میں صحت کے لیے نقصان دہ ہے اور فضول خرچی بھی اور اس سے کھانے کا مزہ اور اس کی اہمیت بھی کم ہو جاتی ہے اور اس کی ناقدری ہوتی ہے۔ اگر کوئی مہمان یا آپ خود بہت زیادہ بھوکے ہوں اور کھانے میں دیر ہو تو تسلی کے لیے کچھ کھلایا یا کھایا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن اب تو ناشتہ کھانے سے پہلے ایک فیشن اور رواج بن گیا ہے کہ کھانا تیار ہے اور کھانے کا وقت بھی اور بھوک بھی ہے پھر بھی بے ضرورت بھاری بھاری ناشتے ہو رہے ہیں۔

البتہ کھانے سے پہلے کچھ پھل فروٹ کھا لینے کو اچھا بتایا گیا ہے۔ کھانے کے بعد تھوڑی سی میٹھی چیز کھا لینا صحت کے لیے مفید ہے اس کے بعد پھر کوئی تھوڑی سی نمکین چیز کھا لیں یا چکھ لیں تو سنت کا ثواب بھی ملے گا، اکثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ جب مالدار ہوتے ہیں تو ان کے دماغ میں یہ بات آتی ہے کہ اس دولت سے ہم کیا نہ کھا لیں اور کیا نہ پہن لیں بلکہ بعض تو اس چکر میں لگے ہیں کہ مال و دولت کے ذریعے کوئی ایسی ترکیب ہو جائے کہ ہم سب دن دنیا میں رہیں اور بے وقوف دولت مند ہر وقت زیادہ عمدہ لذیذ، ہائی لیبل کی ڈائٹ کھانے کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں مہلک بیماریاں غریبوں کے مقابل مالداروں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

ابھی حال میں جاری کورونا کی وبا میں مرنے والوں کی تعداد غریبوں کے مقابلے مالداروں کی زیادہ رہی، جس دولت کے بل بوتے پر کچھ لوگ سب دن دنیا میں رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں ایسا لگتا ہے وہ اور جلدی مر رہے ہیں، شراب و کباب، طاقتور دواؤں غذاؤں کی بنیاد پر عیاشی کرنے والے بادشاہوں، نوابوں، زمین داروں کی عمریں عام طور سے کم رہی ہیں۔ کھانے کے درمیان یا بعد میں فوراً زیادہ پانی نہ پئیں تھوڑا سا پی لیں زیادہ پانی کچھ دیر کے بعد پئیں۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ نہ نگلیں بلکہ چوس چوس کر پئیں ایک سانس میں پانی کبھی نہ پئیں تین سانسوں میں پئیں۔ اگر جگہ ہو تو بالکل بند مکان نہ بنائیں یہ فیشن ہے اور فیشن کی تقریباً ساری باتیں تباہی و بربادی کی نشانیاں ہیں گھر میں پہلے کی طرح برآمدے اور آنگن ضرور رکھیں بند مکان بنانے والے دکھی رہتے ہیں ہیں اور بیمار۔ اے سی، بجلی کے پنکھے، کولروں سے جہاں تک ہو سکے بچیں۔ بے خاص ضرورت ان چیزوں کا استعمال نہ کریں نہ ان عادت ڈالیں بس ضرورت بھر ضرورت کے وقت ہی۔ بجلی، پانی اور دوسری کھانے پینے، برتنے کی چیزیں یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں ان کا بے ضرورت استعمال کرنا فضول خرچی ہے جو گناہ ہے۔ قیامت کے دن ان سب کا حساب دینا پڑے گا، تھوڑی گرمی سردی برداشت کرنے کی عادت ڈالیں بدن سے پسینہ نکلنا بھی صحت کے لیے ضروری ہے میں سنا ہے کہ کچھ نوجوان گھروں، مسجدوں میں ٹھنڈے اے سی کولر، پنکھوں کے بغیر نہیں رہتے، ہر وقت انہیں میں دھیان لگا ہوا ہے اور جسم سے پسینہ نکالنے کے لیے جم وغیرہ میں جا کر اکسر سائز کرتے ہیں کتنی بڑی ناسمجھی ہے۔ ڈنلپ کے موٹے موٹے گدوں پر نہ سوئیں یہ صحت کے لیے نقصان دہ ہیں اور سنت سے تو بہت زیادہ دور حضور تو چمڑے کے بستر یا چٹائیوں پر آرام فرمایا ہے۔

روئی کے ہلکے گدے جو پہلے سے رائج ہیں یا بچھونے دری وغیرہ ہی سے کام چلائیں، جہاں تک ممکن ہو رات کو جلدی سونے کی اور صبح کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں رات کو دیر تک جاگنا اور صبح کو دیر سے اٹھنا صحت کے لیے نقصان دہ اور اسلامی مزاج کے خلاف ہے عشا کی نماز کے بعد بلا خاص ضرورت دنیوی باتیں یا

غیر ضروری کام کرنا، فالتو وقت کو ضائع کرنا منع ہے۔ جب سونے کے لیے لیٹیں تو موبائل ہاتھ میں بالکل نہ لیں یہ دیر تک جگانے کے لیے آج کل ایک شیطانی چال ہے نوجوانوں کو اس کے چسکے نے دیر تک جگا کر دل ودماغ اور جسمانی اعتبار سے کمزور اور بیمار بنا دیا ہے اور اس کی وجہ سے سنا ہے کہ گھریلو جھگڑے بھی پیدا ہو رہے ہیں آپس میں میں بات چیت کرنے کے بجائے میاں بیوی یا دونوں موبائل میں لگ جاتے ہیں۔

کمزور دل ودماغ کے بچے پڑھائی میں زیادہ کامیاب ہوتے نہ معلوم ہوتے ہوں تو ان کے اوپر کوچنگوں کا زیادہ لوڈ ڈالنے کے بجائے ضرورت کے لائق تھوڑا بہت پڑھا لکھا کر انہیں کوئی ہنر، دستکاری سکھا دیں، کمزور دل ودماغ کے بچوں پر لکھائی پڑھائی کے زیادہ بوجھ ڈالنے کا نتیجہ خطرناک ہوسکتا ہے، گھر مکان کپڑوں وغیرہ کی صفائی ستھرائی کے معاملے میں درمیانی راستہ اپنائیں، نہ میلے اور نہ گندے رہیں نہ وہم پرست، بیراگی کہ سارا دھیان ہر وقت کپڑوں میں ہی لگا رہے یا بدن کی دیکھ بھال، صفائی ستھرائی میکپ وغیرہ میں، اپنی ضروریات، گھر گرہستی کے سامان کم سے کم رکھیں۔ ان کی زیادتی دل ودماغ کو کمزور کرتی ہے اور بیمار بناتی ہے سامانِ زندگی جتنا زیادہ ہوگا دماغ اتنا ہی کمزور ہوتا چلا جائے گا اور یہ زیادتی سنت کے خلاف بھی ہے۔

دو تین جوڑی سے زیادہ کپڑے نہ رکھیں اگر نیا بنائیں تو پرانا کسی کو دیدیں، شوہروں، بیویوں کو ہفتے میں ایک دو بار سے زیادہ ہم بستر نہیں ہونا چاہیے اس کی زیادتی صحت کی دشمن ہے اور جو لوگ بوڑھے ہونے لگیں وہ دواؤں کے ذریعے اس قوت کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں، صبر کریں دنیاداری تھوڑی اچھی، اس کی اکثر دوائیں مہلک وخطرناک ہوتی ہیں۔ کچھ جوان بھی زیادہ موج مستی کے لیے ایسی دوائیں کھاتے ہیں یہ سب اپنی زندگی کے دشمن ہیں خدا انہیں سمجھ عطا فرمائے، نفسانی خواہشات کو ابھارنے اور قوت دینے والی دواؤں اور غذاؤں کے بل بوتے پر عورتوں کے ساتھ زیادہ عیش وموج مستی کرنے والوں کی عمر کم ہوتی ہے یعنی یہی چیز ان کے جلدی مرنے کا سبب بن جاتی ہے۔

جوان لڑکے لڑکیوں کی شادی جلدی کرو، رشتہ کرنے میں تھوڑا بہت دیکھو اور بھروسہ اللہ کی ذات پر کرو۔ دنیا ہے کچھ نہ کچھ الجھنیں، پریشانیاں بھی یہاں ہونا ضروری سا ہے۔ آج کل لوگ لڑکیوں کے لیے چاہتے ہیں کہ انہیں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو اور لڑکے چاہتے ہیں کہ دنیا ہی میں حوریں مل جائیں اور خوب جہیز مال ودولت۔ تو بھائیو دنیا جنت کیسے بن جائے گی؟ تھوڑے بہت مناسب رشتوں کو ٹھکراؤ نہیں، دلوں کو توڑنے کے نتیجے بھیانک ہیں۔ آج کل دل ودماغ کے مریضوں کی تعداد میں جو اضافہ ہوتا جا رہا ہے اس کی وجہ دنیاداری کی زیادتی ہے چند دن کی زندگی کے لیے انسان بہت زیادہ انتظامات اور سوچ وچار کرنے لگا ہے تھوڑا عیش وآرام کافی ہے زیادہ کے چکر میں یہ بھی جائے گا اور دکھی رہو گے اور یہ سب آج آنکھوں کے سامنے ہے پہلے کے مقابلے میں بیماریاں بڑھ گئیں اور دل ودماغ کے سکون واطمینان اٹھتے جا رہے ہیں اور اللہ ہر خیر کی توفیق دینے والا ہے، جس نے اس کو راضی کر لیا وہ دونوں جہاں کی کامیابی پا گیا۔

کچھ نہ کچھ پیدل چلنے کی عادت باقی رکھیں اپنی بستی یا محلے میں اپنے کام دھندوں یا ملاقاتوں کے لیے پیدل ہی چلنا چاہیے یا پھر سائیکلوں سے۔ موٹر سائیکلوں یا کاروں سے نہ چلیں پانچ وقت کی نماز کے لیے جہاں تک ہوسکے پیدل ہی جائیں ہر قدم پر نیکی ملتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم زیادہ مصروف ہیں پیدل چل کر سب کام نہیں کر سکتے تو یہ جب بیمار ہوجاتے ہیں تو انہیں خوب وقت ملتا ہے پھر تو فرصت ہی فرصت ہے اتنے کام ہی نہ بڑھاؤ کہ بہت زیادہ بزی رہنا پڑے زیادہ مصروف رہنا خود دل ودماغ کے مرض پیدا کرتا ہے۔ بہت زیادہ دماغی وجسمانی محنت بھی بیمار بناتی ہے اور خالی رہنا ہر وقت آرام کرنا عیش پرست ہونا بھی۔ اپنے اخراجات ہمیشہ آمدنی سے کم رکھیں اپنے شوق وارمان، حسرتیں کم کرو تا کہ کمانے کی زیادہ فکر نہ ہو آج کل طرح طرح کی فضول خرچیاں بہت بڑھ گئیں ہیں جن کی وجہ سے کمانے کی فکر نے ذہنی مریضوں کی تعداد کو بڑھا دیا ہے آمدنی سے زیادہ خرچہ کرنے والے دکھی پریشان اور بیمار رہتے ہیں۔

شراب، اسمیک، افیون، بھنگ چرس وغیرہ زیادہ نشیلی چیزیں ناجائز و گناہ ہیں اور صحت کی دشمن۔ اس کے علاوہ ہلکے نشے جیسے بیڑی، سگریٹ حُقہ، کرتی تمباکو کا پان، گٹکے وغیرہ سے خود بھی بچیں اور اپنے بچوں کو بھی بچپن ہی سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اسمارٹ فون کو بچوں سے دور رکھیں خود بھی اس کا زیادہ استعمال نہ کریں، کاریں موٹر سائیکلیں زیادہ تیز نہ چلائیں، گھر سے جلدی نکلیں اور سہولت سے سفر کریں سنّت سے بھی یہی ثابت ہے جلد بازی کو شیطان کا کام کہا گیا ہے۔

تین قسم کے لوگوں کو اگر پاگل کہا جائے تو بے جا نہیں، بہت تیز گاڑیاں چلانے والے، آمدنی سے زیادہ خرچہ کرنے والے، مالداروں کی شریکی کرنے والے غریب، ان کے حشر برے ہوتے ہیں انہیں کوئی سمجھائے تو کان بند کر لیتے ہیں، مالدار بننے کی کوشش نہ کریں اللہ تعالیٰ ایمانداری کے ساتھ بنا دے تو کچھ حرج بھی نہیں، جب کسی ایک ذریعے سے زندگی کی اہم ضرورتیں پوری ہوتی ہوں تو کمانے کے زیادہ طریقے اختیار نہ کریں تاکہ ذہنی سکون حاصل ہو زندگی غریبی میں بھی کٹ جاتی ہے اور کٹے گی تو مالداروں کی بھی۔ رہے گی ان کی بھی نہیں اور دنیا کی سب سے بڑی نعمت و دولت ذہنی سکون ہے جب وہ حاصل نہیں تو مالداری کس کام کی رہی اور اللہ چاہتا ہے تو کبھی غریبوں کو ہنساتا ہے اور کبھی مالداروں کو رُلاتا ہے۔ جو مالدار خود غریبوں کی سی زندگی گزارے اور اپنی مالداری سے دوسروں کو نفع پہنچائے تو یہ خدا والوں کا طریقہ ہے، پانچوں وقت نماز باجماعت کی پابندی کریں۔

نماز اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ اچھی عبادت ہے بیماریوں سے بچنے، تندرست رہنے کا بھی اس سے اچھا کوئی نسخہ نہیں وضو کر کے نماز پڑھنے سے پورے بدن کے ہر جوڑ کی شاندار ورزش [اکسرسائز] ہو جاتی ہے اس سے اچھا کوئی یوگ نہیں۔ جب خالی ہوں تو نفل نماز بھی پڑھنے کی عادت ڈالیں خوب پڑھیں دین و دنیا کے بے شمار فائدے ہیں لیکن نماز کبھی ورزش کی نیت سے نہ پڑھیں اللہ کی عبادت ہی کی نیت ضروری ہے۔ تندرستی، صحت اور بیماریوں سے بچانا تو اس کا علیحدہ سے ایک دنیوی فائدہ ہے۔

ادھار قرضے لینے کی عادت نہ ڈالیں کبھی بہت زیادہ مجبوری میں کچھ ہو تو حرج نہیں میں نے دیکھا ہے کہ روکھی سوکھی کھا کر اپنے شوق و ارمان کم رکھنے والے سادہ مزاج لوگ کچے مکانوں بلکہ جھوپڑیوں جھگیوں میں چین سے سوتے ہیں اور شان شیخ دکھانے والے قرضوں میں لدے ہوئے شوقین مزاج رات بھر کروٹیں بدلتے ہیں کبھی کبھی تو یہ اتنے دکھی رہتے ہیں کہ خودکشی تک کر لیتے ہیں۔ بے حیائی، بے شرمی والی فلموں، گندے گانوں، ناولوں کہانیوں سے بچنا بے حد ضروری ہے، ننگی تصویروں کو نہ خود دیکھیں اور نہ بچوں کو دیکھنے دیں ان سب میں دل چسپی رکھنے والے اپنی صحت کے دشمن اور اپنی قبر خود ہی کھودنے والے ہیں میں نے سنا ہے کہ کچھ لڑکے اور لڑکیاں شادی وقت پر نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے غلط طریقے جوانی کاٹنے کے لیے اپنا رہے ہیں اور ان طریقوں کی وجہ سے خاص کر آج کل موبائل فون میں کچھ گندی فلموں اور ننگی بے حیائی والی تصویروں کو مسلسل دیکھنے کی وجہ سے کچھ لڑکے شادی کے لائق نہ رہے، شادی کے نام سے گھبرانے لگے ہیں یا جوانی میں حکیموں ڈاکٹروں کے یہاں چکر کاٹنے لگے۔

تِر پھلے کا چورن کسی کمپنی کا بنایا ہوا تھوڑا تھوڑا حالت صحت میں استعمال رکھیں اس کے علاوہ شہد اور کلونجی کا استعمال بھی موت کے علاوہ ساری بیماریوں سے بچانے کے لیے کافی ہے، اللہ رب العزت ہر مرد و عورت اور بچوں کو صحت و سلامتی اور دونوں جہان کی عافیت اور آرام نصیب فرمائے، آمین۔

◆◆◆

امام احمد رضا نمبر

ماہنامہ سنی دنیا کا ایک عظیم صحافتی کارنامہ، امام اہل سنت کی حیات و خدمات کو ایک نئے زاویئے سے پیش کرنے والا ایک دستاویزی شمارہ، صرف ۲۰۰ روپئے ادارہ کو بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

احوال وطن

(از: مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی*

پہلگام کے بعد

کشمیر کے سیاحتی مقام پہلگام پر ہوئے دہشت گردانہ حملے کو ایک ہفتہ گزر چکا ہے، ملک بھر میں اس حملے کے خلاف بے حد غم وغصہ ہے، ہمیشہ کی طرح گودی میڈیا اور شدت پسندوں کے متعصب رویے کی وجہ سے اس غصے کا رخ مسلمانوں کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔ جس کی کچھ جھلکیاں اس طرح ہیں:

جے پور (راجستھان) میں بی جے پی ایم ایل اے بال مکند آچاریہ نے بھاری بھیڑ کے ساتھ جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بھڑکاؤ نعرے بازی کر کے ماحول خراب کرنے کی پوری کوشش کی۔

مہاراشٹر میں بی جے پی کے صوبائی وزیر نتیش رانے نے دھرم کی بنیاد پر مسلمانوں کو بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔ اس کا کہنا ہے کہ جب دہشت گرد دھرم پوچھ کر قتل کر سکتے ہیں تو ہم بھی دھرم پوچھ کر ہی سامان خریدیں گے۔

انبالہ [پنجاب] میں دہشت گردی کے خلاف احتجاج کر رہے لوگوں نے ایک مسلمان کی دکان میں توڑ پھوڑ کی۔

غازی آباد کے ایک گاؤں سرولی میں مسلم پھیری والوں کے سامان بیچنے پر پابندی لگا دی گئی۔ سوشل میڈیا پر گاؤں کے کئی نوجوانوں نے ویڈیو جاری کر کے اس کا اعلان کیا۔

دہلی میں ایک مسلم کیب ڈرائیور الامین کی رائڈ صرف مسلم نام کی بنیاد پر کینسل کر دی گئی، کینسل کرنے والوں میں ایک ہندو خاتون بھی تھی جو جامعہ ہمدرد دہلی کی ٹیچر بھی ہے۔

دہرادون (اتراکھنڈ) میں صادق خان نامی مسلم نوجوان کو شرپسندوں کی بھیڑ نے تشدد کا نشانہ بنایا۔

ممبئی میں سفیان نامی پھیری والے کے ساتھ بی جے پی نیتا اکشتا تندولکر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مار پیٹ کی۔

آسام میں یو ڈی ایف کے ممبر اسمبلی امین الاسلام کو پہلگام حملے پر تبصرہ کرنے کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا۔

کلکتہ میں ایک غیر مسلم ڈاکٹر نے مذہب کی بنیاد پر مسلمانوں کا علاج کرنے سے انکار کیا۔

آگرہ میں دو ہندو نوجوانوں نے ایک مسلم نوجوان کا قتل کیا اور سوشل میڈیا پر ویڈیو جاری کر دھمکی دی کہ پہلگام میں مارے گئے چھبیس لوگوں کے بدلے میں چھبیس سو مسلمانوں کو قتل کیا جائے گا۔

ہریانہ میں ہندوؤں کی ایک بھیڑ نے اسکوٹی سوار مسلم لڑکے کو روکا اور کہا کہ دہشت گردوں نے دھرم پوچھ کر گولی ماری تھی، ہم تجھے گولی تو نہیں ماریں گے بس ہنومان چالیسہ سنا دے۔ نہ سنانے پر اسے گندی گالیاں اور فوراً ہی دکان خالی کرنے کی دھمکی دی۔

گیا (بہار) میں دانش نامی صحافی کو مسلمان ہونے کی بنا پر دو درجن سے زیادہ شدت پسندوں نے گھیر لیا۔ مار پیٹ کی، فی الحال ملازمین گرفت سے باہر۔

ہریانہ/ پنجاب/ راجستھان اور کئی صوبوں میں زیر تعلیم کشمیری طلبہ وطالبات پر حملے کیے گئے ہیں۔ یہ فہرست صرف نمونہ بھر ہے ورنہ ملک کے طول وعرض میں ایسی کتنی ہی وارداتیں تو منظر عام تک ہی نہیں آسکیں۔

اس فہرست میں ممبر اسمبلی/سوشل ورکر/تعلیم یافتہ سے اَن پڑھ تک سبھی لوگ شامل ہیں، یعنی مسلم دشمنی میں کوئی ایک نہیں بل کہ سماج کے اکثر طبقات جان ومال کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔

اُن کا بدلہ ہم سے کیوں؟

پہلگام میں جو کیا دہشت گردوں نے کیا۔ عام ہندوستانی مسلمان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ کشمیری مسلمانوں نے سیکڑوں سیاحوں کی جان بچائی، ہزاروں کو محفوظ مقامات تک پہنچایا، اس کے باوجود بھارت کے ایک طبقے کی نگاہوں میں بقیہ ص 25 / پر

* مضمون نگار ماہنامہ سوادِ اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی*

مسلم مسائل پر کورٹ کا رویہ

احوال وطن

اس وقت ہندوستان نفرت کی سبھی حدود پار کررہا ہے، کشمیر دہشت گرد حملے میں اگر مارنے والے مسلم تھے تو حملے سے بچانے والے بھی مسلمان تھے لیکن کشمیریوں کے خلاف پورے ملک میں حملے ہورہے ہیں، 26 کا بدلہ 2600 سے لینے کی بات ہورہی ہے..... جگہ جگہ مسلمانوں کونشانہ بنایا جارہا ہے.... بازاروں میں مسلم دوکان داروں کواپنی دوکانوں پر نام لکھنے کو کہا جارہا ہے .... وقف املاک پر قبضے کا بلو پرنٹ تیار ہو چکا ہے، اتر پردیش اور اتراکھنڈ میں لگاتار مدارس بند اور ڈھائے جارہے ہیں، عدلیہ بھی اس پر خاموش ہے، عدالتوں میں عرضیاں داخل کی گئی ہیں لیکن فوری سماعت یا کوئی سخت حکم نہیں آرہا ہے، اگر عدالتی احکامات جاری بھی ہورہے ہیں تو ان کا اثر کہیں نہیں دکھ رہا اور عدالت اپنے احکامات پر عمل نہ کرنے پر کوئی سخت حکم نہیں دے پارہی ہے... ...تازہ معاملہ ہندوستانی عدلیہ کی وقف پر سماعت کا ہے، ویسے عدلیہ کو آئینی طور پر غیر جانبدار اور انصاف پسند ادارہ مانا جاتا ہے۔

تاہم حالیہ برسوں میں کئی ایسے مقدمات سامنے آئے ہیں جہاں مسلمانوں سے متعلق نہایت اہم اور حساس معاملات پر ججز نے یا تو سماعت سے انکار کردیا، یا کسی وجہ سے سماعت ملتوی ہوتی گئی، عدلیہ کے اس رویہ نے نہ صرف انصاف کے تقاضوں کو متاثر کیا بلکہ عدلیہ کی آزادی پر بھی سوالات کو جنم دیا۔ اس تحریر میں ہم ایسے ہی چند اہم مقدمات کا تجزیہ پیش کرنے جارہے ہیں جن میں ججز نے یا تو سماعت سے انکار کیا، یا ان کا رویہ عدالتی غیر جانبداری کے تصور سے ہٹتا نظر آیا۔

1. سنجیو کھنہ اور وقف بورڈ کیس (2024-2025): سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سنجیو کھنہ نے وقف جائیدادوں سے متعلق معاملے کی سماعت سے خود کو الگ کرلیا۔ اس کیس کے دوران بی جے پی رہنما نشیکانت دوبے، نائب صدر جمہوریہ جگ دیپ دھن کھڑ نے کھل کر بیان بازی کی اور عدلیہ کو اسمبلی کے فیصلوں پر دخل دینے پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا" کہ عدلیہ صدر جمہوریہ کو حکم نہیں دے سکتی، عدلیہ اسمبلی کی کام نہ کرے" اس بیان کے بعد بی جے پی گورنمنٹ کے وزرا اور اہم عہدوں پر فائز دیگر افراد نے ایسے بیانات دیے جنہیں عدلیہ پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کے طور پر دیکھا گیا۔ ملک بھر سے قریب سو عرضیاں سپریم کورٹ میں داخل کی گئیں تھیں کہ حکومت کا لایا ہوا موجودہ وقف بل مسلمانوں کی زمین چھیننے کے لیے لایا گیا ہے، پہلے تو کورٹ نے فوری شنوائی سے منع کیا، پھر پہلی سماعت 16-17 اپریل 2025 کو ہوئی جہاں جسٹس سنجیو کھنہ اور دو ججوں نے سماعت کی اور حکومت سے تیکھے سوال پوچھے، حکومت کی طرف سے سالسٹر جنرل تشار مہتا سے کچھ بن نہ سکا تو 7 دن کا وقت مانگ لیا۔

اس مدت میں حکومت نے جواب داخل کیا تو پانچ دنوں کا وقت عرضی گزاروں کو دیا گیا اور سماعت پانچ مئی کو مقرر ہوئی، 5 مئی کو سپریم کورٹ کی تین ججوں کی بینچ نے کہا کہ اتنے کم ٹائم میں 110-115 فائل پڑھنا ممکن نہیں ہے اس لیے اگر آپ لوگ چاہیں تو اس کیس کی سماعت نئے چیف جسٹس کریں... چوں کہ جسٹس کھنہ 13 مئی کو ریٹائر ہورہے ہیں اس لیے اب یہ معاملہ نئے چیف جسٹس بی آر گوَئی کے سامنے آئے گا.... جس کی سماعت پندرہ مئی کو ہوگی..... اس سے قبل بھی اہم معاملات میں ایسا ہی ہوتا دکھا ہے۔

The Hindu “Justice Khanna recuses from Waqf hearing amid political uproar December 2024. Bar Bench“,Political

* مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

statements pressure judiciary, say legal experts January 2025.

2. بابری مسجد کیس اور عدالتی رویہ (2019): بابری مسجد-رام جنم بھومی تنازع (1949-2019) تفصیل: 1949 میں ایودھیا کی بابری مسجد کے اندر رام کی مورتیاں رکھی گئیں، جس کے بعد مقامی انتظامیہ نے تالا لگا کر مسلمانوں کی عبادت پر پابندی لگائی۔ 6 دسمبر 1992 کو مسجد کو ہندو کارسیوکوں نے مسمار کر دیا، جس سے فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے، اس تنازع کی ملکیت کا مقدمہ دہائیوں تک عدالتوں میں چلتا رہا، 1949 میں سنی وقف بورڈ نے مسجد کی ملکیت کے لیے عدالت سے رجوع کیا، لیکن مقدمہ 1980 کی دہائی تک مؤثر سماعت کے بغیر التوا کا شکار رہا۔

2018 میں سنی وقف بورڈ نے سپریم کورٹ سے فوری سماعت کی درخواست کی، لیکن چیف جسٹس رنجن گوگوئی نے اسے "ترجیحی معاملہ نہیں" قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا، جس سے تاخیر میں اضافہ ہوا۔ 9 نومبر 2019 کو سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ مسجد کی زمین ہندو فریق کو دی جائے گی اور مسجد کی مسماری کو غیر قانونی قرار دیا، تاہم، فیصلے میں مسماری کے ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی کا ذکر نہیں تھا، جسے عدالتی خاموشی سمجھا گیا۔ سابق چیف جسٹس، جسٹس گانگولی نے فیصلے کو "قانون کے طالب علم کے طور پر تسلیم کرنا مشکل" قرار دیا، کیونکہ یہ تاریخی شواہد کے بجائے "اجتماعی ضمیر" پر مبنی تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ آئینی اصولوں سے متصادم ہے۔ (دی وائر اردو، 14 نومبر)

بابری مسجد مقدمے میں کئی ججوں کی تبدیلی اور بعض ججوں کی خود سپردگی نے عدالتی شفافیت کو متاثر کیا۔ جسٹس یوسف کمال کو بینچ سے الگ کیا گیا، جب کہ حتمی فیصلہ مکمل طور پر ہندو فریق کے حق میں آیا، باوجود اس کے کہ مجرمانہ انہدام کا ثبوت موجود تھا۔ کورٹ نے یہ مانا کہ انہدام غلط تھا لیکن سزا کسی کو نہ ہوئی، کیا یہ اس بات کی طرف اشارہ نہیں کہ ایسے اور بھی معاملات ہوں، لوگ قانون کی بالادستی کو طاق پر رکھ کر اپنے مذہب یا اپنی مرضی کے حساب سے کام کریں....

Supreme Court of India, Ayodhya Verdict, 2019.The Wire "Ayodhya Verdict: Faith over Facts Nov 2019.United Nations Special Rapporteur Report on Religious Freedom, 2020.

3. سی اے اے اور این آر سی مقدمات پر تاخیر (2019-2021): سی اے اے مخالف عرضیوں پر سپریم کورٹ کی جانب سے فوری سماعت نہ کرنے اور کئی بار ملتوی کیے جانے کو عدالتی خاموشی تصور کیا گیا، جسٹس بوبڈے کی زیرِ قیادت بینچ نے قانون پر عبوری حکم دینے سے انکار کیا۔ قریب تین سو عرضیاں آج بھی زیر غور ہیں لیکن سماعت کی نوبت نہیں آ رہی، یوں ہی الیکشن کمیشن کے خلاف متعدد شکایات ہیں لیکن کوئی ایکشن نہیں لیا جا رہا....

LiveLaw "Why is the Supreme Court silent on CAA Jan 2020. Amnesty International India "Judicial Delay Undermining Constitutional Guarantees 2020.

9 نومبر 2019: جہانگیر پوری، دہلی۔

4. غیر قانونی تعمیرات کے نام پر مسماری (2022-2025)

تفصیل: 2022 میں دہلی کے جہانگیر پوری اور مدھیہ پردیش کے کھرگاؤں میں فرقہ وارانہ تشدد کے بعد، حکومتی دعوؤں کے مطابق "غیر قانونی تجاوزات" کے خاتمے کے نام پر مسلمانوں کے گھر بلڈوزر سے مسمار کیے گئے۔ 2025 میں گجرات میں کشمیر حملے کے بعد 2,000 گھر مسمار ہوئے، جن میں سے صرف 450 غیر قانونی تھے۔

عدالتی خاموشی/سماعت سے انکار

21 اپریل 2022 کو سپریم کورٹ نے جہانگیر پوری میں مسماری روکنے کا حکم دیا، لیکن مقامی حکام نے تحریری حکم نہ ملنے کا بہانہ بنا کر کارروائی جاری رکھی۔ الٰہ آباد ہائی کورٹ میں وکلا نے مدھیہ پردیش میں مسماری کے خلاف درخواست دائر کی، لیکن عدالت نے فوری سماعت سے انکار کیا۔ 2025 میں گجرات کی مسماری

کے خلاف کوئی فوری عدالتی مداخلت رپورٹ نہیں ہوئی، جسے عدالتی خاموشی سمجھا جارہا ہے۔سینئر وکیل سنجے ہیگڑے نے کہا کہ " قانون میں مشتبہ افراد کے گھروں پر بلڈوزر چلانے کی کوئی شق نہیں " اور یہ اقدامات غیر آئینی ہیں۔

ناقدین نے اسے "مسلمانوں کو اجتماعی سزا" دینے کی کوشش قرار دیا۔حوالہ: بی بی سی اردو، 16 اپریل 2022؛ (نیویارک ٹائمز)

5۔ سنبھل مسجد تنازع (2024-2025) 2024 میں اتر پردیش کے سنبھل میں ایک مسجد کے سروے کے دوران ہلاکت خیز جھڑپیں ہوئیں، جس کے بعد مسلم املاک پر حملے کیے گئے، اسے گیان واپی اور بابری مسجد تنازعات سے جوڑا گیا، مقامی عدالت نے مسجد کے سروے کا حکم دیا، لیکن مسلم فریق کی درخواستوں پر فوری سماعت سے انکار کیا گیا۔ 2025 تک سپریم کورٹ نے اس معاملے پر کوئی واضح حکم جاری نہیں کیا، جسے عدالتی خاموشی سمجھا جارہا ہے۔

6۔ کرناٹک حجاب کیس اور اختلافی فیصلے (2022) کرناٹک میں طالبات کو حجاب پہننے سے روکنے کے خلاف درخواستوں پر سپریم کورٹ کی دو رکنی بینچ میں اختلاف سامنے آیا۔ جسٹس ہیمنت گپتا نے حجاب پر پابندی کو درست قرار دیا جب کہ جسٹس دھولیا نے مذہبی آزادی کے حق میں فیصلہ دیا۔

Supreme Court of India, Fathima vs. State of Karnataka, 2022.The Print",Split verdict in Hijab case: A constitutional dilemma Oct 2022.

7۔ دہلی فسادات اور جسٹس مرلی دھر کا تبادلہ (2020): دہلی فسادات کے دوران جسٹس ایس مرلی دھر نے بی جے پی رہنماؤں کے اشتعال انگیز بیانات پر سخت تبصرہ کیا۔ اسی رات ان کا تبادلہ پنجاب و ہریانہ ہائی کورٹ کر دیا گیا، جسے عدلیہ کی آزادی پر حملہ تصور کیا گیا۔ ایسے ہی سخت سوالات سپریم کورٹ نے وقف بل پر کیے، نتیجہ ایک بار پھر وہی رہا جو جسٹس مرلی دھر کا رہا....

NDTV",Justice Muralidhar Transferred After Hearing Hate Speech Case Feb 2020 Hindustan Times" ,Justice Muralidhar's midnight transfer triggers controversy 2020.

ہم نے یہاں چند معاملے آپ کے سامنے رکھے ہیں اس سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلم مسائل پر عدلیہ کس قدر دباؤ کا شکار رہتی ہے، دہلی فسادات میں ملوث کپل مشرا کو کورٹ سے کئی بار ایف آئی آر درج کرنے کا حکم ہوا باوجود اس کے کوئی کارروائی نہیں ہوئی، دھرم سنسد میں مسلمانوں کو کھلے عام مارنے کاٹنے کی باتیں آج بھی ہو رہی ہیں لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوتی، لنچنگ سے لے کر ریپ، فسادات تک اگر کچھ ہوتا ہے تو مسلمانوں کے خلاف کارروائی جلد ہوتی ہے جب کہ ان مسائل پر آواز اٹھانے والوں کو پانچ پانچ سالوں تک بغیر چارج شیٹ کے ہی جیل میں رکھا جاتا ہے، وقف مسئلے پر جس قدر بیان بازی ہوئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ عدلیہ بھی متاثر ہوئی ہے، سپریم کورٹ کو کیمپین چلا کر "سپریم کوٹھا" اور شریعہ کورٹ کہا گیا، نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے، بابری مسجد معاملے پر تو صاف کہا گیا ہے کہ "آستھا کے نام پر فیصلہ دیا جارہا ہے" ایسے میں مسلمانوں خصوصاً علما کو خاموش مگر اثر دار کیمپین چلانے کی ضرورت ہے.. یہ اعداد و شمار اس بات پر دال ہیں کہ جب تک آپ حکومت میں حصہ دار نہیں بنیں گے تب تک آپ کے ساتھ یہی ہونا ہے۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

رابطہ کا نمبر 8755096981

احوال وطن

از: پرویز عالم*

غزہ کا نوحہ! اُمت کا امتحان

احوال عالم

یہ تحریر غزہ کے حالیہ المیے پہ ایک فکری و قلبی ردِ عمل ہے، یہ صرف ایک مظلوم قوم کے دکھ کا نوحہ نہیں، بلکہ پوری اُمت مسلمہ کی غفلت، بے حسی اور بے عملی کا ایک آئینہ بھی ہے۔ یہ مضمون قارئین کرام کو جھنجھوڑنے، جگانے اور عمل پہ آمادہ کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔

المیہ غزہ! دل دہلا دینے والے لمحات

" کچھ ہی گھنٹے باقی ہیں اور غزہ کو دنیا کے نقشے سے مٹا دیا جائے گا، تم ہمیں اب صرف جنت میں ہی پاؤ گے۔" فلسطینی صحافی خلیل ابوالیاس کا یہ جملہ فقط ایک فقرہ نہیں، ایک صدی کی چیخ ہے۔ "میں نے ابھی اپنی بیٹی کو دفنایا ہے، بغیر سر کے۔" ایک فلسطینی شیخ کے یہ الفاظ کسی باپ کے نہیں، ایک قوم کے جنازے کی اذان ہیں۔ ہم جو ایک طویل فاصلے پہ آرام و سکون کے ساتھ بیٹھے ہیں، جنہوں نے ان دردناک سطروں کو محض ایک اور خبر یا پوسٹ سمجھ کر گذار دیا، ہم بھی اس المیے میں برابر کے شریک ہیں، غزہ کے معصوم صفت چہروں کے خون میں ہماری بے حسی کی سیاہی شامل ہے۔

دعاؤں کے دن گذر چکے، اب ہمارے لیے استغفار کا وقت ہے۔ غزہ صرف فلسطین کا ایک محاصرہ زدہ علاقہ نہیں، یہ پوری مسلم اُمت کے ضمیر کا آئینہ ہے، جہاں ایک طرف اسرائیلی افواج کی بمباری سے اسکول، اسپتال، مساجد اور پناہ گاہیں مٹی میں ملائی جا رہی ہیں، وہیں دوسری طرف نہتے فلسطینی اپنے ایمان اور استقامت سے تاریخ کا رخ موڑ رہے ہیں۔ ان کے بچے شہید ہو رہے ہیں، مائیں لاشوں کو چوم رہی ہیں، صحافی اپنے آخری کلمات نشر کر رہے ہیں اور علما اپنے سروں کو ہدف بنا کر اذان دے رہے ہیں۔ یہ صرف سانحے نہیں، ایمان کے استعارے ہیں۔ دنیا خاموش ہے۔ اقوام متحدہ کے اجلاس اور انسانی حقوق کی تنظیمیں صرف مذمت کے بیان تک محدود ہیں اور مسلم اُمت؟ وہ یا تو تماشائی ہے یا مصلحت پسند۔

عرب حکمرانوں کی وہ نسل جو کبھی قبلۂ اوّل کی حفاظت کا دم بھرتی تھی، آج مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ ایک فلسطینی لڑکی کا نوحہ گویا پوری دنیا پہ حجت ہے "اللہ اسے کبھی معاف نہ کرے جو ہمارے اوپر ہو رہے ظلم پہ خاموش رہا۔" اب دعا نہیں، استغفار کا وقت ہے، یہ وقت فقط آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے کا نہیں، بلکہ زمین پہ جھک کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کا ہے، یہ وقت ہے کہ ہم اپنی کوتاہیوں، بے عملی، خاموشی اور غفلت پہ روئیں۔ قرآن مجید ہمیں بار بار ظلم پہ خاموش رہنے والوں کو ظالموں کے ساتھ کھڑا کرتا ہے۔

سرور کائنات محمد عربی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم برائی دیکھو تو اسے ہاتھ سے روکو، نہ ہو سکے تو زبان سے اور وہ بھی نہ ہو سکے تو دل میں برا جانو اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ ہمیں اپنے ایمان کا درجہ جانچنے کا وقت آچکا ہے۔ ابھی دیر نہیں ہوئی ہے ضمیر کی بیداری کا وقت آچکا ہے اور ہم سے پیہم مطالبہ ہو رہا ہے، اگر ہم اب بھی بیدار نہ ہوئے تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ آج قلمکار کا قلم، خطیب کا منبر، تاجر کی دولت، نوجوان کا احتجاج، سب کو ایک سمت میں لگنا ہوگا۔ سوشل میڈیا کا استعمال فقط ریلز دیکھنے کے لیے نہیں، اُمت کی آواز بننے کے لیے ہونا چاہیے۔ اہل علم، اہلِ دانش، اہل ثروت، سب کی آزمائش ہے کہ وہ غزہ کے حق میں کیا کرتے ہیں۔"

روزِ محشر کی پکار! غزہ کے مظلوموں کی گواہی

کل قیامت کا دن ہوگا۔ اعمال نامے کھلیں گے، گواہیاں

*مضمون نگار روزنامہ قومی تنظیم لکھنؤ کے یونٹ ہیڈ ہیں۔

دی جائیں گی اور ہر مظلوم اپنی دادرسی کے لیے لب کشا ہوگا، ایسے میں اگر غزہ کی کوئی ماں، اپنی گود میں شہید بچے کو لیے، سرور کائنات شفیع محشر محمد عربی ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کرے: یارسول اللہ! یہ وہ لوگ ہیں، جو ہم پہ ظلم ہوتے دیکھتے رہے، مگر خاموش رہے، بے حس بنے بیٹھے رہے، کوئی چیخ نہ سنائی دی، کوئی مدد نہ آئی! آپ ان کی شفاعت نہ فرمائیں! تو ہم کہاں جائیں گے؟ کس آستاں پہ پناہ لیں گے؟ کس دلیل سے بچاؤ مانگیں گے؟

رب ذوالجلال کی عظمتوں کی قسم! یہ وہ لمحہ ہوگا جب صرف اعمال نہیں، دلوں کی حالت بھی تولی جائے گی، ہمارا خاموش رہنا، ہمارا بے اثر احتجاج اور ہمارے لفظوں کا خالی پن، سب آواز بن جائیں گے، سب کو زبان و بیان کی طاقت عطا کر دی جائے گی، سب کو لہجہ مل جائے گا! اور مظلوموں کا لہو بولے گا۔

ہم نے غزہ کے بچوں کی تصویریں دیکھیں، دل رنجیدہ ہوا، آنکھیں بھر آئیں پھر اگلے لمحے موبائل بند کر کے کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ہم نے سوشل میڈیا پہ کچھ پوسٹیں شیئر کر دیں اور سمجھ لیا کہ ہم نے فرض ادا کر دیا، کیا یہی وہ امتِ محمدیہ ہے، جس کے بارے میں فرمایا گیا تھا: المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضًا؟ مومن کے لیے مومن عمارت کی مانند ہے جس کا ہر حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

کیا ہمیں یاد ہے کہ سرور کائنات محمد عربی ﷺ نے فرمایا تھا" من لم یھتم بأمر المسلمین فلیس منھم۔ یعنی جو مسلمان دوسروں کے حال سے بے خبر ہو، وہ ہم میں سے نہیں" تو کیا ہم ان مظلوموں کے حال سے باخبر ہیں؟ یا ہم دنیا کی چکا چوند میں اپنے ایمان کے ساتھ سودے بازی کر چکے ہیں؟

آج اگر ہم نے اپنی زبانوں کو حق گوئی کے لیے، اپنے قلم کو صداقت کے لیے اور اپنی دعاؤں کو اخلاص کے لیے وقف نہ کیا، تو کل روزِ محشر ہمارے ہاتھ، ہمارے پاؤں اور ہماری خاموشی ہمارے خلاف گواہی دے گی اور غزہ کی فریاد ہمیں جہنم کے دہانے پہ کھڑا کر دے گی۔

خدارا! اب بھی وقت ہے اٹھو! لبیک کہو، مظلوموں کی پکار پہ دعا کرو، صدقہ دو، آواز بلند کرو اور جہاں ممکن ہو عملی قدم اٹھاؤ! شاید یہی نیکی ہمیں اس دن شرمندگی سے بچا لے، جب مظلوم کہیں گے: یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے ساتھ تھے، ہماری تکلیف پہ تڑپے تھے، مضطرب ہوئے تھے، بے چینی کا مظاہرہ بھی کیا تھا، آواز اٹھائی تھی، یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے سچے امتی ہیں۔

غزہ زندہ ہے، ہم مردہ نہ ہو جائیں، غزہ کے ملبے سے اٹھنے والی اذانیں، شہدا کے لبوں پہ جاری تکبیریں، ماؤں کی آہوں میں چھپا ایمان، یہ سب کچھ ہمیں پکار رہا ہے، غزہ آج بھی زندہ ہے، کیونکہ وہاں ایمان زندہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا ہم زندہ ہیں؟ اگر زندہ ہیں تو استغفار کریں، اپنی روش بدلیں، آواز بلند کریں اور تاریخ کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے پہلے ضمیر کی عدالت میں سر جھکا دیں کیونکہ اب دعا کا نہیں، استغفار کا وقت ہے۔

◆◆◆

ص 85 / کا بقیہ.........................

آج کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سب انفرادی اور اجتماعی سطح پر خود احتسابی کا آغاز کریں، ایمان کو مضبوط کریں، عمل کو خالص بنائیں، قیادت کو دیانت، عدل اور خدمت کا نمونہ بنائیں اور علما و مشائخ کو مصلحت سے بالا ہو کر امت کی عملی و فکری رہنمائی کے لیے میدان میں لائیں۔

خانقاہوں کو پھر سے روحانی تزکیہ، اخلاص اور امت کی تعمیر کا حقیقی مرکز بنانا ہوگا۔ ہمیں وہی سچائی، وہی قربانی اور وہی اخلاص اپنانا ہوگا جس نے صحابہ کی قلیل جماعت کو بدر میں فاتح اور اہلِ حق کو کربلا میں سرخرو بنایا۔

اگر ہم اللہ کی طرف پلٹ آئیں، اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور دین کی سچی خدمت کا عزم لے کر اٹھ کھڑے ہوں، تو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی اور وہ دن دور نہیں جب امتِ محمدیہ دوبارہ عروج و ارتقا کی منزل پر فائز ہوگی۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ (اور یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں)

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

عہدِ عثمان رضی اللہ عنہ کے فتوحات

خلیفہ سوم امیرالمومنین، امام المجاہدین، حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں 24ھ سے 32ء تک مشرق وسطی کی بڑی بڑی مہمات جاری رہیں۔ افریقہ میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ 25ھ سے آپ کے عہدِ خلافت میں مملکتِ اسلامیہ کی حدود ہندوستان، روس، افغانستان، الجزائر، مراکش اور بحیرہ روم کے جزائر تک وسیع ہوگئیں تھیں۔ فتوحات کا سلسلہ آرمینیا کے علاقہ سے شروع ہو کر بحیرہ روم کے جزایرہ اروا کی تسخیر پر ختم ہوا۔ مفاد عامہ کے کاموں میں سڑکیں بنوائی گئیں، مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں قائم کی گئیں، چراگاہوں میں مویشیوں کے لئے چشمے کھدوائے گئے، رعایا کی آسائش کے لئے سڑکیں اور مسافر خانے بنوائے گئے۔ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے محرم الحرام 24ھ سے ذی الحجہ 35ھ تک خلافت کے فرائض انجام نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے پورے کیے، آپ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں نے بہت ترقی کی، بہت سے ملک فتح کیے۔ آپ کے عہد کی مہمیں اور فتوحات کا ذکر تاریخ اسلام میں کچھ اس طرح ملتا ہے:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت تک عرب مسلمانوں کے لشکر ایران کی ساری مملکت پر قابض ہو کر کابلستان اور زابلستان کی ہندو ریاستوں کی حدود کے ساتھ اور ان کے اوپر ترکوں اور تاتاریوں کی مملکت کے ساتھ جاٹکرائی تھی، ملک ایران اور شام میں اسلام کے علمبرداروں کو زرتشتی دین اور دین مسیحیت کے پیروؤں سے مقابلہ پیش آیا، کابلستان، زابلستان اور سندھ کی حدوں پر پہنچ کر انہیں ایک ایسی قوم سے سابقہ بڑا جو ظہورِ اسلام سے پہلے عربوں کی طرح مشرک اور بت پرست تھے، ترکستانات میں ان کا واسطہ ایک ایسی قوم سے پڑا جو مظاہر پرست تھی اور اس عقیدہ کی مالک تھی کہ موجودات کی ہر شے ایک باطنی روح رکھتی ہے۔ لہٰذا! ان کو خوش رکھنے کے لئے ان کی بندگی کرنی چاہئے۔

645ء مطابق 24ھ میں عرب مسلمانوں کے ایک لشکر نے کابلستان کی ریاست پر چڑھائی کی کیونکہ اس ریاست کے ہندو حکمران ایران کی سرحدوں پر مسلمانوں کے ساتھ چھیڑ خانی کرنے لگے تھے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے اس لشکر کو شکست دی اور عرب مسلمانوں کا لشکر پسپا ہوگیا۔ یہ مہم ناکام رہی۔ زرتشتی ایران کا شہنشاہ یزدجرد مرو کے ترک حکمران کے ہاں پناہ گزین تھا اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے لگا۔ یزدجرد نے خاقان تاتار کی امداد سے خراسان کے علاقے پر ایک حملہ بھی کیا لیکن شکست کھائی، اس کی ریشہ دوانیوں کی بدولت ایران کے بعض صوبوں میں شورشیں بھی برپا ہوئیں جو عرب فاتحین نے کڑے ہاتھوں سے دبا دیں۔

کوفہ اور بصرہ کی چھاؤنیاں، ایران کی بغاوتیں اور شورشیں دبانے کے لیے مؤثر اقدامات کرتی رہیں۔ 652ء مطابق 31ھ میں عرب مسلمانوں کے ایک لشکر نے ترکستانات کی ولایتِ خرز کے ترکوں پر چڑھائی کی کیونکہ وہ بھی ایران کی سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے تھے۔ کابلستان کی مہم کی طرح اس مہم کو بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا کیونکہ خود اسلام لشکر میں خانہ جنگی واقع ہو جانے کا خطرہ لاحق ہونے لگا۔ اسلام لشکر ولایتِ خزر سے پسپا ہوا۔

شامی اور کوفی عربوں کے لشکر اپنی اپنی چھاؤنیوں میں چلے گئے۔ بدوی عربوں اور قریش کے درمیان رقابت کی جو حس عہدِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں پیدا ہو کر ترقی کر رہی تھی یہ اس کا پہلا افسوس ناک مظاہرہ تھا جو ایک بیرونی مہم کی ناکامی پر منتج ہوا۔

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بنوامیہ کے خاندان سے تھے، اس لئے ان کے عہد میں بنوامیہ اور دیگر قبائل قریش اپنے آپ کو دنیائے اسلام کا حکمران سمجھنے لگے۔ بدوی قبائل کے لوگ قریش کے اس قبیلوی غرور کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شام کے ملک میں معاویہ ابن ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد سے حکمراں چلے آرہے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی بنوامیہ کے ایک معزز خاندان کے فرد تھے جو فتح مکہ سے پہلے مشرکینِ مکہ میں سب سے زیادہ سر برآوردہ گھرانا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ قریش مکہ کے سردار تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس وقت قبول کی جبکہ دس ہزار قدسیوں کے لشکر نے مکہ کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے تھے۔

حضرتِ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے گھرانے کے افراد نے اس موقع پر اسلام قبول کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو ممتاز حیثیت والے شمار کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ عربوں کی سرداری کرنے کا حق قریش کا اور قریش میں سے بنوامیہ ہی کا ہے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بشام کا حام ہونے کے باعث اپنی قبیلوی طاقت کو بڑھانے کے لئے عربوں کے انہیں خاندانوں کو شام میں آباد کرنے کی ترجیحی پالیسی اختیار کی جو قریش تھے یا ان سے نسبی علاقہ رکھتے تھے۔ کوفہ کی چھاؤنی میں عرب کے عام بدوی قبائل آباد ہوئے جنہوں نے شیخین رضی اللہ عنہم کے عہد میں اسلام کی جابزانہ خدمات انجام دیں۔ یہ واقعہ 32ھ میں یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے آٹھ سال بعد رونما ہوا۔ (تاریخ اسلام:308/309)

25ھ سے 28ھ تک حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال یعنی 25ھ میں ایشیائے کوچک کے رومی لشکر نے شام پر چڑھائی کی۔ شام کے حاکم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقابلے کے لئے فوج بھیجی اور کوفہ (عراق) کی چھاؤنی سے آٹھ ہزار سپاہ کی کمک بھی بروقت پہنچ گئی۔ اسلام کے لشکر ان کے تعاقب میں ایشیائے کوچک کے ملک میں یلغار کرتے ہوئے ارمنستان تک پہنچ گئے اور ان فوجیوں سے جاملے جو ولایت خرز بحیرہ خرز (کیسپین) کے کنارے ترکوں سے لڑ رہی تھے۔ یہ افواج مل کر طفلس کی طرف بڑھیں اور بحیرہ اسود کے ساحل تک پہنچ گئیں اس طرح ایشیائے کوچک اور ملک قفقاد کا ایک حصہ اور ارمنستان بھی اسلام کی وسیع مملکت میں شامل ہو گئے۔ مشرق ادنیٰ میں اس بڑی مہم کے علاوہ لبنان، لیوانٹ اور ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحلی علاقہ پر فوج کشی جاری رہی اور اسلامی مملکت کے حلقہ اثر کوان اطراف میں بھی بہت توسیع دی گئی۔ ساحلی مہموں میں مسلمانوں کا بحری بیڑا بھی حصہ لیتا رہا جو مصر میں تیار کیا گیا تھا۔

649ء مطابق 38ھ میں حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم شام کو جزیرہ قبرص کی بحری مہم اختیار کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی بحری بیڑہ تیار کرنے اور قبرص پر چڑھائی کرنے کی اجازت مانگی جو اُنہوں نے نہیں دی۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بحری مہم اختیار کرنے کے معاملے میں احتیاط کے مسلک پر عمل پیرا تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بحری بیڑہ تیار کیا اور قبرص پر چڑھائی کر دی۔ مصر سے وہاں کے حاکم عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے بھی ایک بحری بیڑا بھیجا۔ ابوقیس نامی ایک شخص "امیر البحر" مقرر کیا گیا۔ اسلامی لشکر نے جزیرہ قبرص کو سر کر کے اس پر قبضہ جما لیا۔ چونکہ قبرص کے باشندوں کے جان و مال کی حفاظت کا مستقبل بندوبست کرنا یقینی امر تھا، اس لئے ان سے جزیہ نہ لیا گیا صرف خراج لینے پر اکتفا کر لیا گیا۔ ابوقیس نے بحیرہ ابحین نے دوسرے جزیروں کو بھی مملکت اسلامی میں شامل کرنے کے لئے مہمیں اختیار کیں جن کی مجموعی تعداد پچاس بتائی جاتی ہے۔ اسلام کا یہ پہلا "امیر البحر" یونان کی ایک بندرگاہ میں فرد کش تھا کہ ایک یونانی عورت نے اسے شاہانہ طریق سے خیرات کرتے ہوئے دیکھا اور پہچان لیا۔ عورت نے شور مچایا لوگ جمع ہوئے

اسلاف و اخلاف

جنہوں نے حملہ کر کے ابوقیس کو شہید کر دیا۔ (تاریخ اسلام:310)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے وقت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے حاکم تھے جنہوں نے خلیفہ دوم کے عہد میں مصر کی مملکت سر کر کے اس کے طول و عرض میں اسلام کی حکمرانی قائم کی تھی۔ 25ھ میں بازنطینی رومیوں کے ایک بحری لشکر نے اسکندریہ کی بندرگاہ پر حملہ کر دیا اور شہر پر قبضہ جما لیا۔ عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے جوابی حملہ کر کے رومیوں کو سمندر میں دھکیل دیا رومی بھاگ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہر کی فصیل گرا دی تا کہ آئندہ رومیوں کو ساحل پر اتر کر قلعہ نشین ہونے کا موقع نہ ملے۔ عمرا بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ مہم سر کر کے خلیفہ وقت کے ایک رشتے دار عبداللہ ابن ابی سرح کو شمالی مصر کی ولایت کا حکم مقرر کر دیا یہ عبداللہ ابن ابی سرح وہی شخص تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کاتبین وحی میں سے ایک شخص تھا لیکن اس نے ایک دفعہ وحی کی کتابت کرتے وقت خیانت سے کام لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لکھنے سے روک دیا۔ فتح مکہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس خائن کو موت کی سزا دینا چاہتے تھے لیکن حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سفارش کر کے اسے بچا لیا۔

عبداللہ بن ابی سرح شمالی مصر کا حاکم مقرر ہونے کے بعد مصر کے حاکم اعلیٰ عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے باغی ہو گیا اس نے کوئی جھگڑا کھڑا کر کے دربار خلافت میں عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے خلاف رپورٹیں بھیجیں حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دونوں کے بیانات سننے کے بعد عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کو خاطی قرار دے دیا اور ملکی اختیارات اس کے ہاتھ سے چھین کر عبداللہ ابن ابی سرح کو سارے مصر کا حاکم مقرر کر دیا، عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت کے حکم کو قبول کرتے ہوئے ان سے کہہ دیا کہ آپ عبداللہ بن ابی سرح کو حاکم بنا کر گائے کے سینگوں سے دودھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ مصر میں مقیم مسلمانوں کو عبداللہ ابن ابی سرح کا حاکم بنایا جانا پسند نہ تھا کیونکہ یہ شخص دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معتوب تھا۔ لیکن خلیفہ کے حکم پر کسی نے حرف گیری نہ کی۔

647ء مطابق 27ھ میں ابن ابی سرح نے شمالی افریقہ کے ساحل کے ساتھ ساتھ مغرب کی طرف بڑھنے کی مہم اختیار کر لی تا کہ لوگوں کی توجہ اس طرف لگ جائے اور اس کے تقرر کے خلاف جوش نہ پھیلے۔ برقہ اور طرابلس تو عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے خلیفہ دوم کے عہد ہی میں سر کر لیے تھے۔ عبداللہ ابن ابی سرح نے قرطاجنہ یعنی تیونس پر چڑھائی کی۔ شمالی افریقہ کا یہ ملک بھی قسطنطنیہ کی بازنطینی رومی سلطنت کا ایک جزو تھا۔ جرجیس نامی جرنیل ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر جرار لے کر عربوں کے مقابلے کے لیے آ گیا عرب سے محمد ابن ابوبکر عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن زبیر بھاری کمک لے کر عبداللہ ابن ابی سرح کی مدد کے لیے پہنچ گئے۔ شدید معرکہ آرائی ہوئی، گھمسان کا رن پڑا، جرجیس کی جوان بیٹی سپاہیانہ لباس میں فوج کے ایک حصے کی کمان کر رہی تھی اور سپاہیوں کے دل بڑھا رہی تھی، جرجیس نے اپنی فوج میں اعلان کر دیا جو سورما عرب لشکر کے سردار کا سر کاٹ کر لائے گا اسے ایک لاکھ دینار انعام میں دیا جائے گا۔ عبداللہ ابن ابی سرح نے یہ سن کر اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ جو مجاہد جرجیس کو قتل کرے گا اسے ایک لاکھ دینار کے ساتھ جرجیس کی حور وش بیٹی بھی انعام کے طور پر دی جائے گی۔ لڑائی کا میدان عربوں کے ہاتھ رہا اور عبداللہ ابن زبیر نے جرجیس کو قتل کر کے انعام حاصل کیا ابن زبیر جرجیس کی بیٹی کو مدینہ لائے اس لڑکی نے دین اسلام قبول کر لیا۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ نکاح کیا اور اسے اپنی بیوی بنا لیا۔

عبداللہ ابن ابی سرح کی اس مہم کو مسلمانان مصر کا ایک طبقہ غیر اسلامی یا غیر شرعی قرار دینے لگا ان کا اعتراض یہ تھا کہ ابن ابی سرح نے یہ مہم کسی شرعی ضرورت کے بغیر محض اظہار شجاعت کے لیے اختیار کی اور مسلمانوں کی جانیں فضول ضائع کیں۔ اس کے علاوہ ان کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ مال غنیمت کا خمس عبداللہ ابن ابی سرح نے بیت المال میں جمع نہیں کرایا بلکہ اپنے پاس رکھ لیا اور غنیمت کا بہت سا مال سستے داموں اپنے رشتہ دار مروان کے

ہاتھ بیچ دیا جو حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا کاتب یعنی سکریٹری تھا اور بہت سا مال اسے مفت دے دیا۔

قسطنطنیہ کے بازنطینی رومی قیصر قسطنطین دوم نے عربوں کو پریشان کرنے کے لیے پانچ چھ سو جہازوں کا ایک بحری بیڑہ تیار کیا جو مصر وافریقہ کے ساحلی شہروں پر اکثر چھاپے مارتا تھا۔ عبد اللہ ابن ابی سرح نے بھی ایک بحری بیڑہ تیار کیا جس کے جہاز اگرچہ ہلکے تھے لیکن اس کے جانباز ملاح عرب تھے۔ 652ء مطابق 31ھ میں اسکندریہ کی بندرگاہ کے قریب رومیوں اور عربوں کے بحری بیڑوں کے درمیان جنگ ہوئی رومی رات بھر اپنے جہازوں پر ناقوس اور گھنٹے بجاتے رہے، مسلمان اذانیں دیتے رہے، صبح کے وقت لڑائی ہوئی، رومی بیڑے نے شکست کھائی، قسطنطین ایک کشتی پر جزیرہ سسلی کے شہر سیراکوس کی طرف بھاگ گیا جہاں لوگوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ یہ قسطنطین اس ہرقل کا پوتا تھا جس نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عہد پایا اور جس نے شام وفلسطین میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسلام کے لشکروں کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ (تاریخ اسلام:313)

آخری خطبہ

ایک روز حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور گھر سے باہر نکل کر ان سے ملے۔ تھوڑی دیر ان سے بات چیت کرنے کے بعد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گئے اور وہاں کھڑے ہو کر خطبہ دیا لوگ گھر سے باہر جمع ہو گئے۔ ان میں معترضین بھی تھے اور مدینہ کے حیران وپریشان لوگ بھی، حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پہلے سب سے بیٹھ جانے کو کہا سب بیٹھ گئے اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا اور اپنے خلیفہ بننے کا حال بیان فرمایا۔ آپ نے باغیوں سے کہا: جان لینا صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔ اول: ارتداد دوم: قتل سوم: زنا۔ میں ان میں سے کسی جرم کا مرتکب نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا: باغی سرکشی سے باز آجائیں ورنہ بغاوت اور خون ریزی مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے جاری رہے گی کبھی ختم نہ ہوگی۔ ہجوم میں سے آوازیں آئیں کہ جان لینا ایک چوتھی صورت میں بھی ضروری ہے۔

سچائی کو فریب سے چھپانا اور حق کو تشدد سے مٹانا بھی انسان کو سزائے موت کا مستوجب بنا دیتا ہے۔ تمہارے ظلم وطغیان کا تقاضہ یہ ہے کہ خلافت چھوڑ دو یا قتل کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خاموش رہے تھوڑے وقفے کے بعد آپ نے سب لوگوں کو جانے کے لئے کہا اور خود بھی گھر کے اندر چلے گئے۔ اس خطبہ کے بعد باغیوں نے حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور محاصرہ اس قدر شدید تھا کہ باغی پانی تک باہر سے اندر لے جانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ایک روز حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کی ایک خادمہ ام حبیبہ خچر پر پانی کے مشکیں لاد کر اندر لے جا رہی تھی باغیوں نے خچر کی لگامیں کاٹ دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو بہت سمجھایا کہ ایسا نہ کرو لیکن وہ نہ مانے۔ محاصرہ چالیس روز تک جاری رہا اسی اثنا میں مدینہ کے لوگ اپنے اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور کچھ باہر چلے گئے اسی حالت میں خلیفہ نے عبداللہ ابن عباس کو امیر حج بنا کر مکہ بھیج دیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حج کے ارادے سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئیں وہ اپنے بھائی محمد ابن ابی بکر کو بھی ساتھ لے جانا چاہتی تھیں لیکن وہ نہ مانے۔ مدینہ کے لوگوں کی خانہ نشینی ان کی حیرانی اور پریشانی ظاہر کر رہی ہے وہ دیکھتے تھے کہ شورشیں کی شکایات بھی درست ہیں اور وہ محسوس کرتے تھے کہ خلیفۃ المسلمین سے اس قسم کا سلوک نہ کرنا بھی جیسا کہ باغی کر رہے ہیں درست نہیں۔

ان حالات میں نہ تو وہ باغیوں کا ساتھ دے سکتے تھے نہ وہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خاطر ان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار تھے جن کی شکایات غلط نہ تھیں اور جن کا یہ مطالبہ کہ پراسرار مکتوب کی جعلسازی کرنے والے شخص کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے سولہ آنے درست تھا۔ بقیہ ص16 پر

از: محمد علاء الدین قادری مصباحی*

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی سیاسی بصیرت

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله. [الترمذي، جامع الترمذي، رقم الحديث: 3127] ترجمہ: مومن کی فراست سے بچو اس لیے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے جن محبوب بندوں کو یہ نعمتِ عظمیٰ عطا فرمائی ہے، وہ جذباتی دور میں بھی مومنانہ فراست سے درست سمت کا انتخاب کر لیتے ہیں اور راہِ حق پر گامزن ہوتے ہوئے ہزاروں گم گشتہ راہ افراد کے لیے سببِ ہدایت بن جاتے ہیں۔

انیسویں صدی ہجری کی ایک عظیم عبقری شخصیت حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی ذات ایسے ہی صفات سے متصف ہے۔ جنھوں نے اپنی مومنانہ بصیرت و فراست سے بروقت معاملے کو پرکھا، درست سمت کا انتخاب فرمایا اور تاریک راہوں میں بھٹکنے والوں کو ہدایت کی روشنی فراہم کی۔

آپ کا دور اہل سنت و جماعت کے لیے انتہائی نازک اور سیاسی اعتبار سے ناگفتہ بہ تھا۔ شعائر اسلام کو مٹانے کی ناپاک کوشش کی جارہی تھی، مسلمانان ہند جوق در جوق مرتد ہو رہے تھے اور سب سے زیادہ صبر آزما بعض علماے اہل سنت کا دانستہ و نادانستہ طور پر دشمنانِ اسلام کی سازشوں کا حصہ بننا تھا۔

ایسے پرفتن اور پرخطر دور میں آپ نے دشمنانِ اسلام کی سازشوں کو عین موقع پر بھانپ لیا اور حضور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضِ صحبت سے وابستہ رہتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں دشمنانِ اسلام کی سازشوں کا انتہائی گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا اور ان کے فریب اور دسیسہ کاریوں سے امت مسلمہ کو باخبر کیا اور بے شمار فریب خوردہ مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے نجات دلائی، آپ کے سیاسی بصیرت کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

تحریکِ خلافت:

تحریکِ خلافت کا آغاز 1919ء میں ہوا، اس تحریک کا مقصد سلطنت عثمانیہ اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت تھا، علمائے اہل سنت بالخصوص حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے خلفا حضرات جن میں حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ سرفہرست ہیں، ان مقدس ہستیوں کو اس تحریک سے قطعاً کوئی بھی اختلاف نہیں تھا بلکہ آپ حضرات نے اپنے جیب خاص سے بھرپور تعاون پیش کیا۔ لیکن موردالزام ٹھہرائے گئے اور انگریزوں کے تنخواہ خور کہے گئے اور یہ سب کرنے والے دراصل خود ہی انگریزوں کے تنخواہ خور تھے۔

ہاں اگر اختلاف تھا، تو ان کے طریقۂ کار سے تھا اور کیوں نہ ہو آپ اور آپ کے خلفا بالخصوص حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ ہندوؤں کے مخفی عزائم سے خوب اچھی طرح باخبر تھے، اسی بنا پر ان سے شدید اختلاف کیا کیونکہ سیاست جدیدہ میں صرف مقاصد پر نظر ہوتی ہے، ذرائع کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے، لیکن اگر اسلامی نقطۂ نظر سے سیاست کو دیکھا جائے تو اسلام میں مقاصد کے ساتھ ساتھ ذرائع پر بھی نظر ہوتی ہے۔

قارئین خود ہی غور کریں! سلطنت عثمانیہ اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کی خاطر چلائی گئی تحریک اور مسٹر گاندھی کی قیادت، یہ دونوں خود ہی متضاد باتیں ہیں۔ اگر ہم قرآنی نظریہ سے اس کو دیکھیں تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ

مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ وَ مَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ قَدۡ بَیَّنَّا لَكُمُ الۡاٰیٰتِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔ (النساء: 118) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے بَیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔"

انہی اسباب کی بنیاد پر آپ (اعلیٰ حضرت) اور آپ کے خلفا بالخصوص حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کو تحریک خلافت سے اختلاف تھا چوں کہ جذباتی طور پر مسلمانانِ ہند جوق در جوق تحریک میں شامل ہو رہے تھے اور مسٹر گاندھی کو اپنا حامی و ناصر سمجھ رہے تھے۔ موقع غنیمت سمجھ کر دشمن نے چال چلنی شروع کی؛ اس تحریک کے ساتھ دو اور تحریکوں کا 1920ء میں مسٹر گاندھی نے آغاز کیا۔

تحریک ترکِ موالات:

جب مسٹر گاندھی مسلمانوں کی تحریکِ خلافت کے ذریعہ حمایت اور اعتبار حاصل کر کے ان کا لائقِ اعتبار اور حامی و ناصر لیڈر بن گیا؛ تو اس نے اپنے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے اس تحریک کو شروع کیا، تحریک کے شروع ہوتے ہی مسلمانانِ ہند کثرت سے اس میں شامل ہونے لگے اس طرح ایک جذباتی تحریک کے ذریعہ دشمن اپنے مقاصد کے حصول یابی میں کامیاب نظر آ رہا تھا۔

حالات کے اس تناظر میں حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے بے باکانہ اور مجاہدانہ طور پر تاریخی اور سیاسی حیثیت سے نہایت ہی اہم پیغام جاری کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہندو نادان نہیں؛ ان کی کوئی حرکت عبث و بے کار نہیں؛ وہ ہر کام کے لیے کوئی مقصد رکھتے ہیں، ان کا ہر عمل اسی کے محور پر گردش کرتا ہے۔ جب تم نے انھیں پیشوا بنایا، تو وہ اپنے مقصد کو مقدم رکھیں گے۔" (السواد الاعظم، شوال المکرم 1338/ھ، ص:17، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ص:220)

مزید آگے چل کر یوں رقم طراز ہیں:

"میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ترک تعاون کا خیال مسٹر گاندھی کے دماغ میں مدت دراز سے مرکوز ہے، ان کے کارنامۂ زندگی سے اس کے دلائل ملیں گے، لیکن وہ اپنے اس مقصد میں اپنی خواہش کے موافق کامیابی سے محروم رہے ہیں۔" (السواد الاعظم، شوال المکرم 1338/ھ، ص:19، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ص:221)

دشمن کے مزید چال بازیوں کی پردہ دری کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"ایک طرف تو مسٹر گاندھی مسلمانوں سے یہ خطاب کرتے ہیں کہ تمہارے مطالبات بالکل بجا ہیں اور تم حق بجانب ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ دوسری طرف مسٹر گاندھی لب و لہجہ بدل کر یہ فرما دیتے ہیں کہ دیکھو خبردار! قانون کی حدود سے باہر قدم نہ رکھنا امن عامہ میں خلل اندازی کرنے سے باز رہنا ورنہ میں تمہارے ساتھ نہیں۔

جس سے گورنمنٹ کو مسلمانوں کی شوریدہ سری اور قانون شکنی اور امن عامہ میں فساد انگیزی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو امن عامہ اور قانون کا حامی ظاہر کرتے ہیں۔" (السواد الاعظم، شوال المکرم 1338/ھ، ص:20، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ص:221)

قارئین حضرات ذرا غور کریں! مسٹر گاندھی کس طرح مسلمانوں سے ایک طرف ہمدردی اور یکجہتی کا اظہار کر رہے ہیں "میں تمہارے ساتھ ہوں" تم حق بجانب ہو، تمہارے مطالبات بالکل بجا ہیں" اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں دیکھو خبردار! قانون کی حدود سے باز رہنا ورنہ میں تمہارے ساتھ نہیں۔

جب کہ مسٹر گاندھی کو یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ مسلمان فطرتاً جذباتی ہوتے ہیں اور جذباتی تحریکوں میں ان کا قانون کی حد بندی کا خیال رکھنا انتہائی مشکل ہے اگر یہ ایسا کچھ کرتے ہیں جو قانوناً جرم ہے تو ہم ان سے صاف صاف کہہ دیں گے کہ کیا ہم نے نہیں کہا تھا کہ قانون کی حدود سے باز رہنا ورنہ میں تمہارے

ساتھ نہیں ہوں۔ اسے کہتے ہیں سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ جیسا فریب شناس کیسے ان کی فریب کاریوں کو سمجھتے ہوئے ان کا ساتھ دیتا اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتا۔

آپ نے اس تحریک کی بھرپور مذمت کی اور پرزور اختلاف کیا، تحریک ترک موالات کے مضر اثرات ونقصانات قلم بند کیا اور کفار ومشرکین کے ساتھ میل جول موالات وتعلقات کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان تحریکات سے دور رہنے کا سختی کے ساتھ حکم دیا۔ اس سلسلے میں آپ نے "ترک الموالات عن جمیع الفرو ائل الضلالات" نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

کفار کے ساتھ دوستی وموالات کی چند صورتیں ہیں۔

کافر میں دو حیثیتیں ہیں۔(1) مذہبی (2) شخصی

(1)... مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت و وداد، ربط و اتحاد، دوستی و یکدلی تو مومن سے ممکن ہی نہیں۔ بالفرض کسی شخص کو کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنی میل ورغبت ہو یعنی اس وجہ سے کہ یہ اس کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو وہ مومن نہیں۔"

قرآن وتفسیر سے آیات وعبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر سے اس کے دین کی وجہ سے دوستی کرنا، یا اس کے دین کو پسند کرنا، یا اس کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے اور کسی مومن سے بحالت ایمان ممکن نہیں کہ ایسی دوستی کر سکے اور اگر بالفرض کسی نے ایسا کیا تو وہ مومن نہ رہا۔

(2)... حیثیت شخصی وذاتی ہے، یعنی کافر کے ساتھ اس کے دین وملت کی وجہ سے تو دوستی نہیں ہے مگر اس کی ذات کے ساتھ انس ومحبت ہے، یہ محبت بھی اگر اس درجہ پر پہنچ جائے کہ کافر دوست کے دین اور شعار دین کی نفرت قلب سے نکل جائے، یا کم ہو جائے، یا وہ دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزا کرے اور یہ اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے، یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان ہے۔ اور آیت مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔" (سوانح صدر الافاضل، ج:2، ص:72)

تحریک ہندو مسلم اتحاد:

تحریکِ ہندو مسلم اتحاد کا نقطۂ آغاز مسٹر گاندھی کا تحریکِ خلافت کی حمایت سے ہی ہو چکا تھا؛ اس حمایت کو اس قدر پذیرائی حاصل ہوئی، جس کا وہم وگمان بھی نہ تھا، لیکن علمائے اہل سنت نے اس اتحاد سے مجموعی طور پر اختلاف کیا، اس کی وجوہات مذہبی اور سیاسی دونوں تھی، وہ اس اتحاد کو فی نفسہ ناممکن سمجھتے تھے۔

اس اتحاد پر حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے جن تاثرات کا اظہار فرمایا ہے؛ وہ بصیرت افروز اور حقیقت پسندانہ ہیں، آپ یوں فرماتے ہیں:

"مسلمانوں نے ان مساعی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے لئے ضروری سمجھا کہ ہندوؤں کو اپنے ساتھ شریک کریں اور اپنا ہم آواز بنائیں تا کہ ان کی صدا میں زور آئے اور سلطنت ان کی درخواست کان لگا کر سنے، مذہب کا فتویٰ اس کو ممنوع اور ناجائز نہیں قرار دیتا اور اس قدر جد وجہد جواز میں رہتی، لیکن صورتِ حال کچھ اور ہے؛ ہندو امام بنے ہوئے آگے آگے ہیں اور مسلمان "آمین" کہنے والے کی طرح ان کی ہر صدا کے ساتھ موافقت کر رہے ہیں، پہلے مسٹر گاندھی کا حکم ہوتا ہے، اس کے پیچھے مولوی عبد الباری کا فتویٰ مقلد کی طرح سر نیاز خم کرتا چلا جاتا ہے، پہلے تو ہندوؤں نے سود کے پھندوں میں مسلمانوں کی دولتیں اور جاگیریں لے لیں، اب وہ مفلس ہو گئے اور کچھ پاس نہ رہا تو مقامات مقدسہ اور سلطنت اسلامیہ کی حمایت کی آڑ میں مذہب سے بھی بے دخل کرنا شروع کر دیا۔" (السواد الاعظم، شوال المکرم 1338/ھ، ص: 15، 16، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ص: 224، 225)

سلطنت اسلامیہ کی اعانت اور مقامات مقدسہ کی حمایت و حفاظت کے لئے مسلمان ہر ممکن تدبیر عمل میں لائیں لیکن اپنے دین ومذہب کو محفوظ رکھیں، اپنے آپ کو ہندوؤں کے ہاتھوں میں نہ دے ڈالیں، اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں، اپنے عقل وحواس کو

اسلاف و اخلاف

معطل نہ کریں، اپنے ہوش وخرد کو کام میں لائیں، نہایت فرزانگی کے ساتھ اپنے نیک و بد، اپنے انجام و مآل پر نظر ڈالیں۔

ایسی بے رائی کہ ہر بات میں گاندھی پر نظر ہے، کچھ کام نہیں آسکتی۔ فرض کرو آج گاندھی موافق ہیں اور تم ہر مشورے میں ان کی رائے کے محتاج ہو، کل اگر گاندھی کا رنگ بدل جائے، تم کیا کر دو گے؟ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم میں کوئی ایک بھی مدبر نہیں، اگر ایسا ہے تو خاموش رہنا چاہیے۔ (السواد الاعظم، شوال المکرم 1338 / ھ، ص:21، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ص:226)

مسلمانوں کی اس بے راہ روی اور ناقبت اندیشی نے جو گل کھلائے اس کا نقشہ حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

" کہیں ہندوؤں کی خاطر سے قربانی اور گائے کے ذبیحہ ترک کرنے کی تجاویز پاس ہوتی ہیں، ان پر عمل کرنے کی صورتیں سوچی جاتی ہیں، اسلامی شعائر کو مٹانے کی کوششیں عمل میں لائی جاتی ہے، کہیں پیشانی پر قشقہ کھینچ کر کفر کا شعار نمایاں کیا جاتا ہے، کہیں بتوں پر پھولوں اور ریوڑیاں چڑھا کر توحید کی دولت برباد کی جاتی ہے۔ معاذ اللہ! کروڑوں سلطنتیں ہوں تو دین پر فدا کی جائیں، مذہب کسی سلطنت کی طمع میں برباد نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا سلیمان اشرف صاحب نے خوب فرمایا: کہ لعنت اس سلطنت پر جو دین بیچ کر حاصل کی جائے، ترکی کی سلطنت کی بقا کے لئے مسلمان کفر کرنے لگیں، شعائر اسلام کو مٹادیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ: اسلام ہی کے صدقہ میں اس سلطنت کی حمایت کی جاتی ہے ورنہ ہم سے اور ترکوں سے واسطہ؟ مطلب جو کوشش کی جائے اپنا دین محفوظ رکھ کر کی جائے۔" (السواد الاعظم، شوال المکرم 1338 / ھ، ص: 17،16، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ص:226، 227۔)

مزید برآں جب آپ سے ہندو مسلم اتحاد وغیرہ تحریکات کے حوالے سے محمد مشتاق حسین فاروقی مرادآبادی کی طرف سے 8 صفحات پر مشتمل استفتا کیا گیا، تو آپ نے اس کے جواب میں 15 صفحات پر مشتمل ایک مفصل و مدلل فتویٰ تحریر فرمایا۔ جس پر 7 صفحات میں علمائے کرام کی تصدیقات و تائیدات ثبت ہیں، آپ کا یہ فتویٰ بنام "مسلمان اور کانگریس، اتحاد مسلم پر شریعت اسلام کا حکم مبین" شائع ہوا۔

تحریک شدھی:

یہ تحریک پنڈت سوامی شردھا نند کی ناپاک نتیجہ فکر میں باضابطہ 1923ء میں معرض وجود میں آئی۔ اس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو مذہب اسلام سے منحرف کر کے ہندو مذہب میں شامل کرنا تھا۔ بدقسمتی سے دیکھتے ہی دیکھتے یہ تحریک ہندوستان کے طول و عرض میں آگ کی طرح پھیل گئی اور ہزاروں مسلمان اس کے دام تزویر میں پھنس گئے اور ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے، مسلمانوں کو اس طور پر ہندو مذہب کا حصہ بنانے کی کوشش کرتے کہ "پہلے یہ ہندو ہی تھے، اب ہم انھیں پاک و پوتر کریں گے۔

ایسے نازک وقت میں علمائے اہل سنت نے قوم مسلم کی صحیح رہنمائی فرمائی، انھیں اسلام کی حقانیت سمجھائی، دولت ایمان کی اہمیت بتائی، کفر و شرک کی تباہی سے آگاہ کیا، حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے اس بدنام زمانہ تحریک کے سد باب میں کلیدی کردار ادا کیا، مکمل تندہی کے ساتھ اس تحریک کی بیخ کنی میں مصروف عمل رہے۔

تحریکِ شدھی کے خلاف آپ کا خطاب:

8 جمادی الآخرہ 1341ھ مطابق 26 جنوری 1923ء بروز جمعہ بریلی شریف میں جماعت رضائے مصطفی کے زیر اہتمام علمائے کرام اور مشائخ عظام کی ایک ہنگامی مجلس پر منعقد ہوئی، جس میں علمائے مفکرین و مدبرین نے مل کر کے شدھی کے سد باب اور مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے لائحہ عمل تیار کیا۔ علاوہ ازیں عوامی سطح پر بھی ایک جلسہ مذکورہ بالا تاریخ میں مغرب کی نماز سے رات دس بجے تک بی بی جی صاحبہ مسجد میں منعقد کیا گیا، جس میں اہل سنت کے مشاہیر علمائے کرام کے خطابات ہوئے۔

آپ نے بھی مسلمانوں سے ایک ایسا بہترین، روح پرور اور رقت آمیز خطاب فرمایا جسے سن کر مسلمانوں کی آنکھیں اشک

باراور قلوب جذبہ ایمانی سے سرشار ہو گئے۔ (سوانح صدر الافاضل، ج: 2، ص: 90)

علاقۂ ارتداد میں آپ کی رواداری:

9 جمادی الآخرہ 1341ھ مطابق 27 جنوری 1923ء بروز ہفتہ بوقت صبح جماعت رضائے مصطفی کے زیر اہتمام بریلی سے روانہ ہونے والے 10 علمائے مشاہیر پر مشتمل پہلے وفد میں آپ نے بھی شرکت فرمائی، آپ نے ۲۷ جنوری سے 30 جنوری تک میرٹھ اور مضافات میرٹھ کے متاثرہ علاقوں میں تبلیغی دورے فرمائے۔ (سوانح صدر الافاضل، ج: 2، ص: 91)

آپ اپنی زندگی کے آخری ایام تک ان باطل تحریکات کے خلاف نبرد آزما رہے اور ان کا استیصال کر کے ہی دم لیا۔ آپ نے بے شمار تبلیغی دورہ کیا، اسلام کی حقانیت سے لوگوں کو روشناس کرایا، جس وقت بہت سے علما دشمن کے ارادے سے غافل رہتے ہوئے ان کے دامن فریب میں آ گئے تھے، اس وقت آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے دشمن کے ارادوں کو بھانپ لیا اور اس انتہائی نازک مرحلے میں مسلمانوں کی درست رہنمائی کی۔

یہ آپ کے سیاسی بصیرت کے چند نمونے تھے، حق تو یہ ہے کہ اگر آج ہمارے پاس اسلام اپنے صحیح شکل میں موجود ہے، تو یہ انھیں بزرگوں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے، ان کی اخلاص وللّٰہیت کا ثمرہ ہے۔

دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ہمارے اس قائد کی تربت پر انوار وتجلیات کی بارش فرمائے اور ہمیں بھی اس مرد میدان کے صدقے سیاسی شد بد عطا فرما، آمین۔

◆◆◆

ص 51 کا بقیہ ....

غرض کہ ’’بھاگل پورنامہ‘‘ والد گرامی حضرت مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی کی ایک عمدہ شعری مجموعہ اور زبان و بیان کا خوب مرقع ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ کی ادبی مہارت اور شعری حذاقت کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔ بطور نمونہ اس کے چند اشعار یہاں پیش کیے جاتے ہیں ؎

خوب ہے محبوب ہے اے ارضِ بھاگل پور تو
عالمانِ دینِ حق سے ہے بہت معمور تو

اہلِ علم و دین سے تیرا جہاں پُرنور ہے
ناز ہے جس پر فلک کو تو وہ بھاگل پور ہے

عالمِ بالا کے نادیدہ خزانے تجھ میں ہیں
یعنی سرِّ حق کے پوشیدہ خزانے تجھ میں ہیں

تجھ میں اہلِ دین کی اک انجمن آباد ہے
علم و حکمت، فکر و دانش کا چمن آباد ہے

تجھ میں یوں اللہ کے مقبول ہیں بکھرے ہوئے
گلشن ہستی میں جیسے پھول ہیں بکھرے ہوئے

غرض کہ ایک عظیم اور قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے آپ کی ایک منفرد شناخت ہے، ان شاء اللہ العزیز آئندہ شمارے میں آپ کے نثری کارناموں اور ”شاہنامۂ رضا“ پر تفصیلی گفتگو آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جائے گی، اللہ رب العزت اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے صدقے آپ کے صغائر و کبائر کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۹۰ کا بقیہ ....

تخلیقِ کائنات ضیائے مہ و نجوم
بی آمنہ کے لختِ جگر آپ ہی سے ہے

اے گل عذار گلشنِ دنیائے ہست و بود
شاداب باغِ دل کا شجر آپ ہی سے ہے

انسانیت کو آپ نے بخشی ہے آبرو
معراجِ انس خیرِ بشر آپ ہی سے ہے

ایوانِ فکر روئے منوّر سے ضوفشاں
روشن ہماری راہ گذر آپ ہی سے ہے

اک چشمِ التفات ادھر بھی مرے حضور
احمدؔ کی شامِ غم کی سحر آپ ہی سے ہے

◆◆◆

ضلع بانکا کی ایک مایۂ ناز علمی و ادبی شخصیت

مولانا تحسین عالم تحسین رضوی

از: مولانا طفیل احمد مصباحی*

صوبۂ بہار کا مشہور علمی و روحانی خطّہ بھاگل پور ہندوستان کے مایۂ ناز اضلاع میں سے ایک ہے جو اپنے دامن میں علم و حکمت، فکر و دانش، تصوف و روحانیت، صنعت و حرفت اور تہذیب و ثقافت کی ایک حسین اور سنہری تاریخ رکھتا ہے۔ ضلع بانکا اسی علمی و روحانی خطے کا چھوٹا بھائی ہے جو آج سے تقریباً دو دہائی قبل جسمِ بھاگل پور کا ایک مضبوط عضو تھا اور اس کو وہ ساری علمی و روحانی خوبیاں حاصل تھیں (اور آج ہیں) جو شہر بھاگل پور کا طرۂ امتیاز ہیں۔ یہ وہ علمی و زرعی اور ادبی شہر ہے جس کے بارے میں راقم الحروف نے آج سے ایک سال پیشتر کہا تھا:

دبستانِ عظیم آباد نے اس کو ضیا بخشی
ادب کی روشنی پھیلی ہوئی ہے شہر بانکا میں

نظر اٹھا کے جدھر دیکھیے طفیل احمدؔ
شعور و فکر کی جلوہ گری ہے شہر بانکا میں

بھاگل پور کے مقابلے میں ضلع بانکا قدرے پسماندہ ضرور ہے، بایں ہمہ اس کے مختلف علاقوں اور گاؤں میں ایک سے ایک علمی و ادبی ہیرے جواہرات موجود ہیں۔ تفصیل سے گریز کرتے ہوئے سرِ دست یہاں میں اپنے گاؤں "سبحان پور کٹوریہ عمر پور ضلع بانکا" کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ الحمد للہ! راقم الحروف کا گاؤں علما و مشائخ، مفتیانِ کرام، حفاظ و قرّا، ادبا و شعرا اور انجینئر حضرات کا مسکن ہے۔ مختلف اہلِ علم نے میرے گاؤں کو "مدینۃ العلماء" کہا ہے جو حقیقت پر مبنی ہے۔ راقم الحروف کی معلومات کے مطابق یہاں تین درجن سے زائد علما و حفاظ اور شعرا و ادبا موجود ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ محمد منور حسین شاہ نقشبندی، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ظل الرحمٰن رحمتؔ ضیائی، خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ قاری سہیل احمد رضوی نعیمی، صوفی با صفا حضرت مولانا محمد ادریس القادری ایوبی، استاذ العلماء حضرت مولانا محمد امام الدین، حضرت مولانا مصلح الدین صاحب، جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا محمد خورشید عالم عزیزی علیہم الرحمہ وغیرہم ہمارے گاؤں کی مایۂ ناز ہستیاں گذری ہیں۔

اسی زرخیز اور علمی گاؤں سے تعلق رکھنے والی مایۂ ناز شخصیت حضرت مولانا حافظ و قاری محمد تحسین عالم تحسینؔ رضوی مرحوم (وفات 9 / فروری 2022ء) کی بھی ہے، آپ کا اصل نام محمد زین العابدین ہے، لیکن اپنے مشفق استاذ صدر العلماء حضرت علامہ محمد تحسین رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے غایت درجہ قرب و عقیدت کی بنیاد پر اپنا نام "محمد تحسین عالم" رکھ لیا اور تحسینؔ تخلص اختیار کیا، انتقال کے وقت تقریباً ۶۵-۶۸ سال عمر تھی۔ 1955ء کے قریب اپنے آبائی وطن سبحان پور کٹوریہ عمر پور ضلع بانکا بہار میں پیدا ہوئے۔ ناظرۂ قرآن اور حفظ کا آغاز دار العلوم خیر المدارس عمر پور میں کیا اور دار العلوم خیریہ نظامیہ سہسرام میں حفظِ قرآن مکمل کیا۔ لکھنؤ کے کسی بڑے ادارے میں قرأت کا کورس کیا۔

بعد ازاں اپنے بڑے بھائی خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ حافظ و قاری محمد سہیل احمد رضوی نعیمی علیہ الرحمہ کے ہمراہ ناگ پور مہاراشٹر تشریف لے گئے اور وہیں جامعہ عربیہ اسلامیہ اور جامعہ امجدیہ میں درسِ نظامی کا آغاز فرمایا، بعد ازاں دار العلوم محمدیہ گرلا ممبئی میں داخلہ لیا۔ اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف کچھوچھوی و دیگر اساتذہ سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں۔ درسِ نظامی کی تکمیل دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف میں فرمائی۔ یہاں کے دیگر اساتذہ کے علاوہ صدر العلماء حضرت علامہ محمد تحسین رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے خصوصی طور پر اکتسابِ فیض کیا، یہاں تک کہ اپنے اس مشفق و مہربان استاذ

کے نام پر اپنا نام رکھ لیا۔
جس وقت راقم الحروف کی عمر لگ بھگ ۱۵ ر سال رہی ہوگی ، اس وقت صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ میرے گاؤں تشریف لائے تھے اور اپنے ہونہار شاگرد مولانا تحسین عالم رضوی کے بارے میں لوگوں سے پوچھا، حسنِ اتفاق دیکھیے کہ میں بھی اس وقت حضرت کی زیارت کے لیے گیا ہوا تھا، لوگوں نے میرے بارے میں جب حضرت کو بتایا کہ یہ مولانا تحسین عالم رضوی کے صاحب زادے ہیں تو آپ بہت خوش ہوئے ، سینے سے چمٹا لیا، میری پیشانی کو بوسہ دیا اور دعاؤں سے نوازا۔ میں اس وقت حفظ کر رہا تھا، ایک دو رکوع پڑھ کر حضرت کو سنایا، آپ نے بطورِ انعام دس روپے عنایت کیے اور فرمایا کہ محنت سے پڑھو، تم کو دینی وعلمی کام انجام دینے کے لیے ماریشش (ساؤتھ افریقہ) لے کر جاؤں گا۔

اوصاف وخصوصیات

ہر باپ اپنے بیٹے کے لیے عظیم اور قابلِ قدر ہوتا ہے، چاہے باپ کی حیثیت اور پوزیشن کچھ بھی ہو۔ عام بیٹوں کی طرح راقم الحروف کو بھی ایک بیٹا ہونے کی حیثیت سے اپنے عظیم باپ پر فخر ہے۔ آج میرے پاس جو کچھ بھی تھوڑا بہت علمی اور ادبی سرمایہ ہے، وہ میرے والد گرامی کے فیضانِ نظر اور والدہ محترمہ کی دعاؤں کا نتیجہ وثمرہ ہے۔ مقامِ شکر وافتخار ہے کہ مجھے ایک عظیم باپ کی علمی وادبی آغوش میں پل کر جوان ہونے کا موقع ملا اور ان کے علمی وادبی فیضان سے مالا مال ہونے کا موقع میسر آیا، اللہ رب العزت نے والد گرامی کو بہت ساری علمی اور اخلاقی خوبیوں سے نوازا تھا اور یہ ایسی خوبیاں ہیں جو ہمارے گاؤں کے دو تین بزرگ علما کو چھوڑ کر آپ کے علاوہ دوسروں میں نظر نہیں آتیں۔ شخص واحد میں علم وحکمت، فکر ودانش، اخلاق وکردار اور ادب وفن کا ایک حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔

والد گرامی حضرت مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی اپنے وقت کے جیّد عالم دین مدرّس حافظ قرآن قرأتِ سبعہ کے منجھے ہوئے قاری، ایک درجن کتابوں کے مصنف حکیم وطبیب، ادیبِ عصر اور قادر الکلام شاعر تھے۔ عربی فارسی اور اردو تینوں زبان پر قدرت حاصل تھی، دینی علوم وفنون کے علاوہ ہندی، انگریزی اور حکمت وطبابت سے بھی واقف تھے۔ ایک زمانے کے تک آپ نے طبابت (حکیمی) کا پیشہ بھی اختیار کیا۔ خودداری اور غیر مستقل مزاجی کے سبب کسی ایک جگہ سکون کے ساتھ بیٹھ کر آپ کو دین ومذہب اور تصنیف وتالیف کا کام انجام دینے کا موقع نہیں ملا ورنہ آپ کی ذات سے بڑے بڑے علمی وتحقیقی کام سرانجام پاتے۔ گاؤں کے ہم عمر وہم عصر علما کے علاوہ بزرگ علما بھی آپ کی علمی وادبی صلاحیتوں کے معترف ومداح تھے اور آج بھی اہلِ علم آپ کی علمی فضلیتوں کے قائل ہیں۔

دین ومذہب اور مسلک ومشرب کے معاملے میں سخت اور نہایت متصلب قسم کے سنی ورضوی عالم دین تھے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے نقیب وترجمان تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند کے مرید تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی اور خانوادۂ رضویہ کے افراد کو دل وجان سے عزیز رکھتے تھے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فدائی وشیدائی تھے۔ بدمذہبوں اور بدعقیدوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ طبیعت میں دین داری، خودداری، بے نیازی اور صبر وقناعت کوٹ کوٹ کر بھری تھی، گندی سیاست سے کوسوں دور رہتے تھے۔ کم گو تھے، لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے اور اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ علم دوست، علما نواز اور درس ومطالعہ کے شوقین تھے، میں نے اپنی زندگی میں والد گرامی سے زیادہ کثیر المطالعہ کسی کو نہیں پایا۔ دن میں اکثر مطالعۂ کتب میں مشغول ومنہمک رہا کرتے اور رات کے وقت اندھیرے میں لالٹین اور موبائل کی لائٹ جلا کر کتابیں مطالعہ کیا کرتے تھے۔ کسی بھی موضوع کی کتاب از اوّل تا آخر اس کا مطالعہ فرماتے۔ جناب سید بدرِ عالم رضوی رجھتی مرحوم راقم کے خسر جناب اُورسیئر اسلام انصاری صاحب اور جناب قاری ثناء اللہ صاحب کا شمار آپ کے مخلص احباب میں ہوتا ہے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ظل الرحمٰن رحمتؔ ضیائی علیہ الرحمہ نے متعدد بار مجھ سے فرمایا کہ "مولوی طفیل! آپ کے

والد صاحب بڑے کمال کے آدمی تھے۔ اچھی علمی صلاحیت کے مالک تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں مجھے فارسی میں خط لکھا کرتے تھے۔ آپ کے والد نے" جواباتِ رضویہ برخرافات......" نامی جو کتاب لکھی ہے، اس میں انہوں نے اپنے مدِّ مقابل کو قینچی کی مانند کتر کر رکھ دیا ہے۔" اسی کتاب (جواباتِ رضویہ) کے متعلق صوفی با صفا حضرت مولانا محمد ادریس القادری ایوبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ" اب تک اس کتاب کا پانچ بار مطالعہ کر چکا ہوں، لیکن مزید مطالعہ کی خواہش ابھی بھی باقی ہے۔"

شاعری ونثر نگاری

جیسا کہ ماقبل میں بیان ہوا کہ والد گرامی حضرت مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی بہت ساری علمی خوبیوں کے مالک تھے۔ شاعری ونثر نگاری (تصنیف و تالیف) آپ کی علمی و ادبی شخصیت کے نہایت درخشاں پہلو ہیں۔ آپ فطری شاعر اور پیدائشی ادیب تھے۔ آپ کا شمار شہر بھاگل پور و بانکا کے قدر آور علما وشعرا اور مایۂ ناز ادبا و مصنّفین میں ہوتا ہے۔ سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میناۂ ولایت، جواباتِ رضویہ، شمعِ فروزاں، خانوادۂ رضویہ کی علمی و دینی خدمات وغیرہ آپ کے نثری کارنامے ہیں اور نظم وشاعری میں "نغماتِ اسعدؔ" شاہنامۂ رضا ومناقب ازہری و بھاگل پور نامہ" اور" ترانۂ تحسین" خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ شاہنامۂ رضا امام احمد رضا محدث بریلوی کی منظوم سوانحِ حیات ہے جو چار ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔

ایک عظیم اور قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ پہلے" اسعدؔ" تخلص کرتے تھے، بعد میں" تحسین" تخلص کرنے لگے۔ شعر وسخن کے معاملے میں آپ" ہر فن مولیٰ" واقع ہوئے تھے۔ حمد ونعت، منقبت، غزل، مثنوی، سہرا اور قطعہ جیسی اصناف میں آپ نے طبع آزمائی کی ہے اور اپنے فکر وفن کے جوہر دکھائے ہیں۔ میرے گاؤں (سبحان پور کٹوریہ) کے جو چند علمائے کرام شاعری و نثر نگاری اور تصنیف و تالیف میں منفرد شناخت اور بلند مقام رکھتے ہیں، ان میں آپ سرِ فہرست ہیں۔ شہرو ناموری اور نام ونمود سے آپ ہمیشہ دور رہے۔ اپنے کلام کو محفوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کیا، اس لیے آپ کے بہت سارے کلام ضائع ہو گئے۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی آپ شاعری کرتے تھے، جناب سید بدرِ عالم رضوی رجھتی (جو آپ کے مخلص رفیق تھے) کے سفر نامۂ حرمین" ہند سے دیارِ حرم تک" میں آپ کا ایک عربی کلام بھی موجود ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربی شاعری میں بھی آپ عاجز نہیں تھے اور اس کی قدرت رکھتے تھے۔

حضرت مولانا قاری میکائیل احمد ضیائی (استاذ مدرسہ احسن المدارس وصدر نعت اکیڈمی کان پور) نے راقم الحروف کے نعتیہ مجموعۂ کلام" حرفِ ثنا" پر تبصرہ کرتے ہوئے عمِ مکرّم کے علاوہ ہمارے والد معظّم کا تذکرہ کچھ اس طرح کیا ہے:

'' تقدیسی شاعری کرنے والوں کی صف میں مشہور ومعروف ادیب، شاعر، صحافی، ناقد وتجزیہ نگار مولانا طفیل احمد مصباحی صاحب نمایاں حیثیت سے شامل ہیں۔ مولانا موصوف ایک قابل قدر عالمِ دین، حافظِ قرآن، عمدہ مدرس اور منجھے ہوئے ادیب وشاعر اور صحافی ہیں۔ علم وادب کی یہ قیمتی دولت انہیں وراثت میں ملی ہے۔ ان کے بڑے ابّو خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ حافظ وقاری سہیل احمد صاحب نعیمی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے عظیم عالم و فاضل اور ادیب و مصنف تھے اور ان کے والد گرامی حضرت مولانا زین العابدین المعروف بہ تحسین عالم رضوی مرحوم بھی بڑے پایہ کے عالم وادیب اور شاعر ومصنف تھے۔''

نعت گوئی

آپ نے شاعری کا آغاز نعت گوئی ومنقبت نگاری سے کیا، بعد میں غزل، نظم، قطعات وسہرا اور ہجو یہ وطنزیہ کلام بھی کثرت سے لکھے۔ آپ کا پہلا نعتیہ مجموعۂ کلام" نغماتِ اسعدؔ" ہے جو آپ کے زمانۂ طالب علمی کی یادگار ہے اور اس پر آپ کے استاذِ گرامی صدر العلماء حضرت علامہ محمد تحسین رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی '' تقریظِ جلیل'' موجود ہے، اس تقریظ میں آپ نے لکھا ہے کہ '' عزیزم مولوی محمد زین العابدین اسعدؔ بھاگل پوری سلمہ الباری (عرف تحسین عالم) کی زبان اتنی صاف ستھری اور نکھری ہوئی ہے

کہ لگتا نہیں کہ وہ یوپی کے علاوہ کہیں اور کے رہنے والے ہوں۔
ایک صاحبِ زبان مستند عالم و فاضل کا یہ جملہ آپ کی شاعرانہ مہارت کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے۔"نغماتِ اسعدؔ" سے نمونتاً دو شعر پیش کرتا ہوں ؎

مجھ کو اچھا مرے خدا کر دے
میرے دکھ درد کی دوا کر دے

عالمِ بیکسی میں وہ اسعدؔ ہے کون
غم زدوں کا سہارا ہمارا نبی

آپ کی مندرجہ ذیل نعتِ پاک حسنِ زبان ولطفِ بیان کا حسین اور پُر کیف نمونہ ہے ؎

مثلِ حضور کوئی بھی انسان نہیں ہے
خِلقت میں اُن سا کوئی بھی ذیشان نہیں ہے

وصفِ نبی میں یوں تو کتابیں ہیں بے شمار
قرآن جیسا نعت کا دیوان نہیں ہے

کیا وہ سمجھ سکیں گے شہِ دیں کا مرتبہ
خود جن کو اپنے آپ کی پہچان نہیں ہے

اہلِ زبان رہتے تھے یوں پیشِ مصطفیٰ
لگتا تھا ان کے جسم میں کچھ جان نہیں ہے

شاہانِ زمانہ کی عدالت میں آج کل
قرآن جیسا عدل کا فرمان نہیں ہے

سرکار کو جو کہتا ہے اپنی طرح بشر
اس سے بڑا تو کوئی بھی نادان نہیں ہے

وہ دل کبھی کیا لذتِ ایمان پائے گا
جس دل میں حبِ صاحبِ قرآن نہیں ہے

جو عیب گو نبی کا ہے مسلم کے نام پر
وہ مرتبہ میں کچھ ہو مسلمان نہیں ہے

میرے عمل میں عشقِ شہِ دین کے سوا
بخشش کے واسطے کوئی سامان نہیں ہے

تحسینؔ دل وہ زندہ نہیں مُردہ ہے محض
جس دل میں ان کی دید کا ارمان نہیں ہے

منقبت نگاری

نعت گوئی کے علاوہ منقبت نگاری میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا، سلطان العارفین سرکار سیدنا شہباز محمد بھاگل پوری اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی، اپنے پیر و مرشد حضور مفتیِ اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، حضور تاج الشریعہ علیہم الرحمہ کی شان میں آپ نے کثیر منقبتیں لکھی ہیں۔ رئیس المحدثین حضرت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ (سابق صدر شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کی بارگاہ میں عقیدت کا خراج پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

بحمد اللہ مری نوکِ زباں پر کس کا نام آیا
کہ جس کے ذکرِ شیریں سے مسرت کا پیام آیا

وہی سید سلیمان اشرف النورانی شخصیّت
مکمل دین سے آراستہ عرفانی شخصیّت

انہیں کے ذکرِ عالی سے طبیعت مسکرا اٹھّی
وہ یاد آئے تو کھیتی سنیت کی لہلا اٹھّی

تھا ان کو جو بھی حاصل فضلِ ربانی مسلّم تھا
کہ علمِ دین کا "تاجِ سلیمانی" مسلّم تھا

عجب ہی آن تھی ان کی عجب ہی مان تھی ان کی
علی گڑھ" میں بڑی ہی عالمانہ شان تھی ان کی

وہ حنفی مذہباً تھے مشرباً چشتی نظامی تھے
سلوک و معرفت میں ایک میخانے کے جامی تھے

لکھے تحسینؔ کیا توصیف میں حضرت سلیماںؔ کی
قلم قاصر ہے لکھنے کو مدح موصوف انساں کی

بھاگل پور نامہ

وہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ" مادرزاد ولی" تھے، شعر و ادب کے معاملے میں کچھ یہی حال آپ کا بھی تھا کہ آپ" مادرزاد شاعر" تھے، زمانۂ طالب علمی سے ہی آپ کا شعری جوہر نکھرنے لگا تھا، جو امتدادِ ایام کے ساتھ مزید گہرا ہوتا گیا۔"نغماتِ اسعدؔ، شاہنامۂ رضا" اور"مناقبِ از ہری" کے علاوہ" بھاگل پور نامہ" بھی آپ کی خوب صورت شعری یادگار ہے۔ عصرِ حاضر کے مشہور محقق و ناقد

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی (مالیگاؤں) آپ کے شعری مجموعہ ''بھاگل پور نامہ'' پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :

''مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی بھاگل پوری ایک بہترین عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ شاعر بھی ہیں، زمانۂ طالب علمی ہی سے ان کا اشہبِ قلم میدانِ شعر و ادب میں اپنی فکری جولانیاں دکھاتا رہا ہے۔ آپ مذہب اور ادب دونوں سے اپنا رشتہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اب تک آپ کی کئی کتب منظرِ عام پر آ کر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ شعر گوئی میں آپ کو کافی ملکہ حاصل ہے۔ تقدیسی شاعری آپ کا پسندیدہ موضوع ہے۔

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری برکاتی ازہری میاں دام ظلہٗ کی شان میں آپ کی تحریر کردہ مناقب کے مجموعے نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا۔ تحسینؔ صاحب کا شعری و نثری سفر مسلسل جاری و ساری ہے۔ اس وقت میرے مطالعہ کے میز پر آپ کی ایک منفرد کاوش'' بھاگلپور نامہ'' سجی ہوئی ہے۔ ۱۵ ؍عنوانات پر مشتمل ۳۴۰ / اشعار کے اس بصیرت افروز شعری مجموعے کو پڑھنے کے بعد بے ساختہ شاعرِ محترم کے لیے دل سے داد نکلتی ہے۔

بھاگل پور نامہ'' کی فہرستِ عنوانات سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر نے کس قدر حُسنِ انتخاب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جذبات کا والہانہ اظہار اشعار کی صورت میں قارئین کی نذر کیا ہے۔ اس مجموعے میں شامل منظومات پر خالص مثنوی، قصیدہ، منقبت، مرثیہ، شعرِ آشوب یا شہرِ آشوب کا ٹھپہ لگا کر کسی ایک صنف سے معنون نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ'' بھاگلپور نامہ'' میں شامل منظومات کی زیریں رَو میں قصیدہ کا آہنگ بھی ہے اور منقبت کا رنگ بھی، مثنوی کا انداز بھی ہے اور مرثیہ کا کرب بھی، شعرِ آشوب اور شہرِ آشوب کا الم انگیز اظہاریہ بھی۔ غرض یہ کہ'' بھاگلپور نامہ'' شاعر کے تنوعِ خیال کو ظاہر کرتا ہے۔ اس نظم میں شاعر نے علما و صلحا سے جس عقیدت و محبت کا والہانہ اظہار کیا ہے، اُس میں افراط و تفریط کا شائبہ بھی نہیں گذرتا۔

تحسینؔ صاحب نے اپنی عقیدت کو محتاط وارفتگی کا مظہر بنایا ہے۔ اس ضمن میں'' عالمانِ دیں نواز، گلشنِ شہباز، شانِ شہباز'' اور'' سجادگانِ شہباز'' کے علاوہ'' دمڑیا پیر کی حسین جاگیر، دمڑیا پیر کی مشہور کرامت'' اور'' دمڑیا پیر کے سجادگان'' کا مطالعہ ہمارے دعوے کی توثیق کے لیے کافی ہے۔ ان منظومات میں آپ نے بھاگل پور کے اولیا، صوفیا، علما، صلحا، حفاظ، قرا، شعرا، ادبا، اطبا، اساتذہ، صحافی نیز جملہ شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے حضرات اور دیگر اکابر کے ناموں کو اشعار میں نگینے کی طرح اس چابک دستی سے جڑ دیا ہے کہ فنّی سقم کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ کہیں کہیں ان ناموں سے تجنیس کا کام بھی لیا گیا ہے۔''

''پیغامِ امروز، جسم اور روح کی بیماری، صوفی اور کوفی مسلم کا وجود، نفسِ امارہ کی شیطنت'' اور'' اصلی اور نقلی پیروں کی روایت و درایت'' جیسی نظمیں تو خاصے کی چیز ہیں۔ ان نظموں سے تحسینؔ صاحب کی انقلابِ امت، اصلاحِ معاشرہ، تزکیۂ باطن اور بیداریِ ملت کے تئیں سچی تڑپ اور کسک کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ نظمیں ہر اعتبار سے لائقِ تحسین و آفرین ہیں، شعری و فنّی خوبیوں حسنِ تراکیب، ایجاز، معنیٰ آفرینی، حُسنِ تخیل، اظہارِ صداقت اور سلاست و روانی سے مملو مختلف نظموں سے چنیدہ اشعار نشانِ خاطر فرمائیں اور شاعرِ محترم کو ایسے نفیس اور عمدہ منظوم تذکرے پر مبارک باد پیش کریں ؎

مصلحِ دیں ہیں، امامِ دیں ہیں تیری خاک میں
اور قمر الدین ہیں تیرے دلِ نمناک میں

''انتم الاعلون'' کتنا صاف ہے اعلانِ حق
شرط یہ ہے تو رہے مومن یہ ہے فرمانِ حق

اے مسلماں آج تیرا رنگ ہے بدلا ہوا
طَور ہے بدلا ہوا اور ڈھنگ ہے بدلا ہوا

شکل فاسق میں یہ تیری زندگی اچھی نہیں
مصطفیٰ والے کی ایسی بندگی اچھی نہیں

بقیہ ص ۴۶ / پر

از: مفتی ارشد نعیمی قادری ککرالوی*

تاج الشریعہ! تاج الشریعہ کیوں؟

اس فرش گیتی پر لاتعداد افراد اپنے وجود کی نمائش کر کے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے مگر ان کا کوئی نام ونشان اس دار الحزن میں باقی نہ رہا مگر جب ہم اوراق کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ بات اظہر من الشّمس واجلی من الامس ہوتی ہے کہ اللہ لم یزل جل مجدہ نے اپنے کارخانہ قدرت سے کچھ ایسے نفوس قدسیہ کو بھی اس دنیا میں بھیجا جن کی چمک دمک سے پوری انسانیت روشن وتابناک ہوگئی ان نفوس قدسیہ کے علم وفضل زہد و ورع کا خورشید جہاں جہاں طلوع ہوگیا وہاں وہاں سحر ہوگئی تنہا ان کی ذات علم وحکمت فضل وعزت اخوت ومروت خلوص ومحبت کا ایسا مہکتا ہوا انقلاب بر پا کرگئی جس کے شامیانے تلے لاکھوں لاکھ افراد چین وسکون کی سانس لیتے رہے انہی ذوات قدسیہ میں اک نام نامی اسم گرامی ایسی ذات بابرکات کا بھی آتا، ہے جس کو دنیائے سنیت مُظہرِ شریعت مکسّر بدعت غواص بحار التحقیق کاشف اسرار التدقیق تاج الشریعہ بدر الطریقہ پیر شرع خیر ورع نبیرۂ اعلیٰ حضرت سیدی وسندی مرشدی اقائی حصنی وحرزی وذخری وکنزی ذی القدر السنی والفخر السمی مفتی محمد اختر رضا خان قادری رضوی ازہری نوری برکاتی افاض اللہ علینا فیضہ للامتناہی کے نام سے یاد کرتی ہے حضور تاج الشریعہ جن کی خدمت جلیلہ اوج ثریہ پر کمند ڈالے ہوئے ہے۔

جن کے نورانی عرفانی شاف وشفاف صاف وصفاف چہرہ پر ضیاء کی اک جھلک پانے کے لئے عشاق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پروانوں کی مانند ان کے ارد گرد حلقہ بگوش رہتے تھے جن کا جود و نوال فضل وکمال جاہ و جمال گم گشتہ بادہ ضلالت کے لئے ضیاء صراط ثابت ہوتا تھا جن کی تصنیفات میں جمل تنقیح عاطر وتوضیح ماطر کو دیکھ کر ہند و بیرون ہند کے مفتیان کرام انگشت بدنداں رہ گئے بیشمار علماء وفضلاء جن کے کرم فیض سے خوشہ چیں ہوئے آپ کی زندگی پاک کا ہر لمحہ شجر اسلام کی آبیاری کے لئے وقف نظر آتا ہے ہند بیرون ہند کے بے شمار مفتیان کرام مشائخ عظام علمائے عظام آپ کے خوان علم وفضل سے سیرابی کرتے ہوئے نظر آئے اعلی حضرت روح اللہ روحہ وعاطر ضریحہ کا یہ شہزادہ جدھر بھی قدم رنجہ ہوگیا ابر کرم وابستگان خدا ہر برسنے لگا آپ نے ہر محاذ، پر احقاق حق ابطال باطل کا سد باب کرنے کے لئے خود کو ڈھال بنا کر اسلام وحامیان اسلام کو سکون وچین عطا فرمایا۔

آپ کی زندگی پاک کا وہ دور جس میں مذاہب فاسدہ و عقائد کاسدہ پیش از پیش مجتمع ہوئے اوراسی کے ساتھ فرق ضالہ کا انشعاب بکثرت موجود رہا ایسے پر آشوب ماحول میں آپ کا وجود ہم سب کے لئے اللہ لم یزل کی طرف سے تحفہ شاداب رہا کہ آپ نے تحریر وتقریر تصنیف وتالیف بیعت وارشاد کے ذریعہ مذہب حق احق کو معاندین ومنکرین پر خوب ظاہر فرما کر اسلامی علم کو سرخروئی عطا فرمائی آپ کے کثیر فضائل محمودہ اوصاف مشہورہ میں جو سب سے اعلیٰ واکرم وصف پاک ہے وہ آپ کا علم وفضل تھا جس کی بدولت آپ حلقہ اہل سنت کے علما وفضلا پر تفوق وتفضّل حاصل کئے رہے، اہل سنن کے لئے آپ کی صحبت ومعیت و ایتلاف وموانست کسی لعل وگوہر سے کم نہیں تھی آپ کے نوک کلک سے نکلے ہوئے کواکب حسنہ ایسے جامع ومانع ہوئے کہ جن کو اختلاف امصار تبدل اعصار نہ بدل سکے جب بھی آپ نے شرع مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے قلم کو حرکت دے دی تو آپ کے نوک کلک سے نکلے کوئے کواکب حسنہ ایسے جامع و مانع ثابت ہوئے کہ پھر اس پر تردید وتنقیر کرنا بڑے بڑے علم کے جیالوں کے لئے محال ثابت ہوگیا۔

* مضمون نگار مدرسہ قمر العلوم اسلامیہ، ککرالہ بدایوں کے ناظم تعلیمات ہیں۔

آپ اپنے جد اعلیٰ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم عالم اسلام رضی اللہ عنہم وارضی ورحمنا بھم یوم تعرض الاعمال عرضا کے مسلک پر بحسن خوبی فائز المرام رہے کروڑ سے زائد افراد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے جو کہ آپ کے ولی وقت صوفی وقت قطب وقت ہونے کا اشارہ کرتے ہیں جس قدر اللہ لم یزل نے خصائص وافرہ اوصاف ظاہرہ علوم باہرہ تاج الشریعہ کو عطا فرمائے آپ کے معاصرین اس سے محروم سمجھے گئے تاج الشریعہ ایسے فائق الاقران ہوئے کہ ہندو بیرون ہند میں آپ کے عاشقین ومریدین محبین ومتوسلین کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے جو آپ کی بارگاہ خدا و رسول جلت عظمتہ وصلی اللہ علیہ وسلم میں مقبولیت کی علامت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے در دولت پر حاجت مندان عالم اپنے مطالب و مقاصد میں آپ کو اپنا پیشوا سمجھ کر آستان فیض نشان پر سر ارادت دھرتے رہے آپ کا تفقہ فی الدین وخدمت دین متین وعشق سید المرسلین دیکھ کر مفتیان عظام مشائخ کرام نے آپ کو تاج الشریعہ کے لقب سے ملقب فرمایا یہاں تک کہ حلقہ اہل سنت میں تاج الشریعہ لقب آپ کا مشہور ومعروف ہو گیا اور ازہری میاں کا غلغلہ سمک سے سماک تک جا پہنچا جسے دیکھ کر علمائے اہل سنن عش عش کر اٹھے آئے دن آپ کی زیادت اعزاز وفور امتیاز منازل بمنازل طے کرتی گئی جس سے خلق خدا مستفید و مستنیر ہوتی رہی ہے فقیر اس لائق نہیں کہ آپ کے فواضل بحار کو دائرہ احصار میں لا سکے جو کچھ بھی بحمدہ تعالیٰ لکھا، آپ اس سے لاتعداد اوصاف وخصائل کے بحر عمیق تھے۔

آپ کا فیض حسنہ ملت اسلامیہ کے لئے قانع رنج ومحن ساطع شر وفتن ثابت ہوتا رہیگا تاج الشریعہ یقیناً ہم سب کے لئے اللہ حق سبحانہ کی طرف سے اعظم وافضل اتم واکمل نعمت رہے مگر افسوس ہم کما حقہ اس فیض بحر سے مکمل فیضیاب نہ ہو سکے اور آپ ہم سب کو کرب واضطراب رنج ومحن میں روتا بلکتا چھوڑ کر اس دار فانی سے دار الخلد کی طرف راہی ہو گئے ایسی نعمت عظمی کے لئے ہم سب کو چاہئے کہ آپ کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھ کر آپ کے لئے بارگاہ لم یزل میں دعا بلندی درجات وایصال خیر و برکات کرتے رہیں تا کہ آپ کے فیوض و برکات ہم سب کے لئے ذریعے نجات ثابت ہوتے رہیں۔

مولیٰ کریم قادر قیوم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور قبلہ جان ودل بے لوث آب وگل سر السر نور النور سیدنا حضور غوث اعظم جیلانی قدسنا اللہ بسرہ الکریم ورحمنا بہ یوم لا ولی ولا حمیم کے واسطے ہمارے تاج الشریعہ کے بلندی درجات میں خوب اضافہ فرما اور ہم سب پر آپ کا فیضان گہر بار ابر نیساں کی طرح برساتا رکھ، آمین آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

ص ۹۳ / کا بقیہ ....

اکابر نے تجھے اپنے کمالوں کا امیں مانا
اصاغر نے تری دہلیزِ فن پر رکھی پیشانی

عدو کے چاہنے سے تیرے چرچے گھٹ نہیں سکتے
تری عظمت ہے پائندہ، تری شوکت ہے لافانی

سلام اے وہ کہ مانا فخر ازہر، جس کو ازہر نے
سلام اے وہ، جسے حاصل ہوئی کعبے کی مہمانی

ترے الفاظ ہیں یا معرفت کے لعل وگوہر ہیں
ادب کے سَعدِ دوراں، سخن کے جامیِ ثانی

قدم اٹھے تو کوہ و بحر نے بھی دے دیا رستہ
جہاں پہنچے تو اُس خطے پہ برسا فضلِ ربانی

تری نسبت کو اپنائے، جسے اعزاز پانا ہو
ترے دامن سے لگ جائے، جسے قسمت ہو چمکانی

ترا نقشہ نگاہِ دہر نے محفوظ رکھا ہے
ترے حُسنِ اَتم کی آج بھی دنیا ہے دیوانی

سلام اے مَردِ مومن، رہبرِ حق، پاسبانِ دیں
ترے حصے میں آئی باغِ ملت کی نگہبانی

بچا لو ہم کو آ کر وقت کی بیداد لہروں سے
سفینہ بیچ دریا میں ہے اور آئی ہے طغیانی

ترے گھر کی بہاریں دن بدن ہوں اوج پر شاہا
مہکتا ہی رہے یہ علم وفن کا باغِ نورانی

فریدی سے نہ ہو پایا رقم یہ نغمۂ مدحت
خوشا تیرے فضائل آہ اپنی تنگ دامانی

از: مولانا محمد مدثر حسین اشرفی*

تاج الشریعہ! مقبولیت میں مثالی شخصیت

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ کی ذات کسی تعارف کا محتاج نہیں، دنیا جانتی ہے کہ آپ ملک عزیز ہندوستان کی عظیم ریاست اتر پردیش کے شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے، مگر آپ کا قلب ہمیشہ مرکز عقیدت مدینہ منورہ میں حاضری کے لیے بیتاب رہتا، سرکار دو عالم ﷺ کے عشق ومحبت میں اس درجہ اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ ناموس رسالت پر کسی کی پرواہ نہیں کرتے، خواہ کسے باشد! اسی خانوادہ کی ایک عظیم الشان شخصیت وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم، شہزادۂ مفسر اعظم ہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری قدس سرہ کی مختصر سوانح رقم کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت 24/ذی القعدہ 1362 ہجری 23 نومبر 1943 عیسوی کو بریلی شریف میں ہوئی، مرکز علم وادب بریلی شریف میں علوم وفنون سے فراغت کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے آپ جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے، یہاں پوری محنت ولگن سے حصول علم میں مشغول رہے، پھر امتیازی نمبرات سے فارغ ہوکر 17 نومبر 1966ء 1386ھ بروز منگل حسین اور سہانہ وقت صبح کو بریلی شریف جلوہ افروز ہوئے۔

یہاں عالم اسلام کی عظیم المرتبت شخصیت، آپ کے نانا جان، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان مفتی اعظم ہند بریلوی قدس سرہ، دار العلوم منظر اسلام کے اساتذہ وطلبہ ودیگر معتقدین نے آپ کا شایان شان استقبال کیا، آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے، مولانا اختر رضا خان ابن مولانا ابراہیم رضا خان ابن مولانا حامد رضا خان ابن مولانا احمد رضا خان ابن مولانا نقی علی خان ابن مولانا رضا علی خان (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا - (پ16/سورۂ مریم) ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا۔" (کنز الایمان)

تفسیر: یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا، بخاری شریف ومسلم شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے کہ فلانا میرا محبوب ہے، حضرت جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں، تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے، مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مؤمنین صالحین واولیائے کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین اولیاء اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر حضرات اولیائے کاملین کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔ (خزائن العرفان)

آیت مذکورہ اور تفسیر وحدیث پاک میں جن مقدس وپاکیزہ گروہ کی تعریف وتوصیف بیان کی گئی ہے، حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کی مقبولیت ومحبوبیت دیکھنے کے بعد یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ یقیناً آپ کا بھی شمار انہیں مقدس گروہ میں ہے، حضرت تاج الشریعہ کی مقبولیت ومحبوبیت کا یہ عالم کہ آپ کی تشریف آوری جس محفل میں ہوجاتی، اس محفل میں لوگوں کا اژدہام ہوجاتا، عشاق آپ کے پُرنور چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کے

* مضمون نگار رضائے مصطفےٰ مسجد گیورائی، بیڑ مہاراشٹر کے امام وخطیب ہیں۔

لیے بیتاب ہوجاتے، آپ محفل میں میر محفل ہوتے، کیا علما کیا عوام ہر کوئی آپ کے شیدائی ہوتے، گاؤں ہو یا شہر ہر جگہ دیوانوں کا نعرہ ہوتا ہے بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ تاج الشریعہ۔

شعر وشاعری حضور تاج الشریعہ کو وراثت میں ملی تھی، حضور اعلیٰ حضرت، حضور استاذ زمن، حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جو بے مثال نعتیہ اشعار پیش کیے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں، حضور تاج الشریعہ جہاں بے شمار خوبیوں کے جامع تھے وہیں آپ ایک کامل عاشق رسول بھی تھے، اور یہی وہ وصف ہے جس سے آپ کی مقبولیت پوری دنیا میں مشہور ہوگئی، سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی بے پناہ محبت آپ کے دیوان ''سفینۂ بخشش'' سے بخوبی عیاں ہے، کون نہیں جانتا کہ مدینہ منورہ میں حاضری کے آداب قرآن کریم میں پروردگار عالم نے دیا ہے؟ یہاں روزانہ ستّر ہزار ملائکہ صبح اور ستّر ہزار ملائکہ شام کو حاضر ہوکر گنبد خضریٰ کا طواف کرتے ہیں اور مکینِ گنبد خضریٰ پر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، زیرِ اسماں فرش زمین یہی وہ نازک مقام ہے جہاں کا ادب واحترام از حد لازم وضروری ہے، حضور تاج الشریعہ اپنی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں۔

سنبھل جا اے دلِ مضطر مدینہ آنے والا ہے
لُٹا اے چشمِ تر گوھر مدینہ آنے والا ہے

قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے

عاشق صادق کی قلبی تمنا کچھ ایسی ہوتی ہے۔

داغِ فرقتِ طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبدِ خضریٰ دیکھنے کو مل جاتا

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی شاعری میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی شاعری کی جھلک نظر آتی ہے فرماتے ہیں۔

وجہِ نشاطِ زندگی راحتِ جاں تم ہی تو ہو
روحِ روانِ زندگی جانِ جہاں تم ہی تو ہو

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جانِ جہاں تم ہی تو ہو جانِ جناں تم ہی تو ہو

خالق کائنات عزوجل نے اپنے حبیب رحمت عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات کا مالک ومختار بنایا ہے، ہر چیز آپ کے قبضہ واختیار میں ہے، آپ جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمادیں، اسی کی منظر کشی حضرت تاج الشریعہ نے یوں کی ہے۔

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کردیں
زمیں کو آسماں کردیں ثریا کو ثری کردیں

حدیث شریف کی روشنی میں جب تک کائنات کی ہر چیز حتّٰی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت سرورِ دوجہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہ ہوگی وہ مومن نہیں، اسی بات کو اپنے شعر میں قوم مسلم کو یوں پیغام دیتے ہیں۔

نبی سے ہو جو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کردیں

مقطع میں یوں فرماتے ہیں

مجھے کیا فکر ہو اختر میرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کردیں

المختصر یہ کہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ اپنے آبا واجداد کے نہ صرف یہ کہ علوم وفنون کے وارث تھے، بلکہ پوری زندگی ان کے مشن وافکار کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچاتے رہے، حتّٰی کہ عمر کے اخیر حصے میں بھی آرام کو بالائے طاق رکھ کر پیغام امام احمد رضا عام کرتے رہے، حضرت تاج الشریعہ کا تقویٰ کمال کا تھا، شریعت مطہرہ پر پوری زندگی سختی سے عامل رہے، قانون قدرت ہے کہ، ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے لوگوں کی اس قدر بھیڑ جمع ہوگئی کہ اس کے چرچے اب تک زبان خاص وعام ہے، آپ کا مزار پُرانوار بریلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔

اختر قادری خلد میں چل دیے
خلد وا ہے ہر ایک قادری کے لیے

◆◆◆

(از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن *)

تاج الشریعہ! حیات وخدمات

عالَمِ اسلام، بالخصوص برِّصغیر پاک وہند میں امام اہلِ سنّت امام احمد رضا اور آپ کا خاندان کسی تعارُف کا محتاج نہیں، اللہ تعالی نے نسل دَر نسل خاندانِ اعلیٰ حضرت میں بے شمار و بے مثال اور لاجواب اَفراد پیدا فرمائے، استاذِ زَمَن علّامہ حسن رضا خان، حُجّۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان، مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان، مفسّرِ اعظم مفتی ابراہیم رضا خان، حکیم الاسلام علّامہ حسنین رضا خان، ریحانِ ملّت علّامہ ریحان رضا خان، امینِ شریعت علّامہ محمد سبطین رضا خان اور صدر العلماء علّامہ تحسین رضا خان سمیت، چمنستانِ رضا کے جس گُل کو دیکھ لیجیے، ہر ایک اپنی مثال آپ ہے، انہی میں ایک نام حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری کا بھی ہے:

وادی رضا کی، کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے، وہ علاقہ رضا کا ہے(۱)

ولادت باسعادت:

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اختر رضا کی تاریخِ ولادت میں مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح ترین قول کے مطابق حضور تاج الشریعہ کی ولادتِ باسعادت 14 ذی القعدہ 1361ھ/ 23 نومبر 1942ء، بروز منگل، محلّہ سوداگراں، بریلی شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ کے والدِ ماجد کا اسمِ گرامی مفسرِ اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان ہے۔(۲)

اسمِ گرامی:

حضور تاج الشریعہ کا اسمِ گرامی "محمد اسماعیل رضا" جبکہ عُرفی نام "اختر رضا" ہے۔(۳)

اَلقاب

حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان کو متعدد اَلقاب سے یاد کیا گیا، جن میں تاج الشریعہ"، جانشینِ مفتیٔ اعظم"، شیخ الاسلام و المسلمین"، قاضی القُضاۃ فی الہند"، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت"، "صدر المفتین"، سند المفتین"، فقیہِ اسلام"، فقیہِ اعظم"، شیخ المحدِّثین"، فخرِ اہلِ سنّت"، مَرجع العلماء والفضلاء" زیادہ مشہور ہیں۔(۴)

شجرۂ نسَب

جانشینِ مفتیٔ اعظم، مفتی اختر رضا خان کا شجرۂ نسَب کچھ یوں ہے: مفتی محمد اختر رضا خان، ابن مولانا محمد ابراہیم رضا خان، ابن حُجّۃ الاسلام علّامہ حامد رضا خان، ابن امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان(۵) ابن علّامہ نقی علی خان(۶) ابن علّامہ رضا علی خان، بن محمد کاظم علی خان، بن محمد اعظم شاہ، بن محمد سعادت یار خان بہادر۔(۷)

تعلیم وتربیت

حضور تاج الشریعہ کا تعلق ایک بہت بڑے دینی گھرانے سے تھا، لہٰذا ابتدائی تعلیم وتربیت گھر سے ہی پائی، آپ نے ناظرہ قرآنِ کریم، اپنی والدہ ماجدہ، شہزادیٔ مفتیٔ اعظم ہند، نگار فاطمہ عُرف سرکار بیگم سے، گھر پر ہی ختم کیا، والدِ گرامی مفسّرِ اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان سے ابتدائی اردو کتب پڑھیں، اس کے بعد مزید دینی تعلیم کے لیے" دار العلوم منظرِ اسلام" میں داخلہ لیا، اور وہیں سے درسِ نظامی کی تکمیل فرمائی، جبکہ مروّجہ دنیاوی تعلیم" اسلامیہ انٹر کالج" بریلی سے حاصل کی!۔

حضور تاج الشریعہ مزید حصولِ علم کے لیے 1963ء میں ''جامعۃ الازہر''(Al-Azhar University) مصر تشریف لے گئے، جہاں آپ نے ''کلیہ اُصولِ دین'' (Faculty of Fundamentals of Religion) میں داخلہ لیا، مسلسل تین 3 سال تک ''جامعۃ الازہر'' کے شعبۂ تفسیر وحدیث

کے ماہر اساتذہ سے اِکتسابِ علم کیا۔

حضور تاج الشریعہ 1386ھ/ 1966ء میں "جامعۃ الازہر" سے فارغ ہوئے، تو نہ صرف "جامعۃ الازہر" بلکہ پورے مصر میں اوّل پوزیشن (First position) حاصل کی، جس پر اُس وقت کے مصری صدر: کرنل جمال عبد الناصر نے اپنے ہاتھوں سے، بطور انعام "جامعہ الازہر ایوارڈ" پیش کیا، اور ساتھ ہی ساتھ سندِ فراغت سے بھی نوازے گئے: (۸)

فخرِ ازہر، فخرِ ملّت، فخرِ پاک وہند بھی
جس جہت سے دیکھیے، اعلیٰ ہے شانِ ازہری (۹)

اساتذہ ومشایخ

جانشینِ مفتی اعظم مفتی اختر رضا خان ازہری کے اساتذہ ومشائخ میں حسبِ ذیل اسمائے گرامی خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں:

(۱) مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری، (۲) بحر العلوم مفتی سیّد محمد افضل حسین مونگیری، (۳) مفسّرِ اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی، (٤) فضیلۃ الشیخ مولانا عبد التوّاب مصری (منظرِ اسلام- بریلی)، (٥) فضیلۃ الشیخ علّامہ محمد سماحی (جامعۃ الازہر)، (٦) فضیلۃ الشیخ علّامہ محمود عبد الغفّار (جامعۃ الازہر)، (٧) ریحانِ ملّت مولانا ریحان رضا خان، (٨) استاذ الاساتذہ مفتی محمد احمد، عُرف جہانگیر خاں رضوی اعظمی، (٩) صدر العلماء علّامہ تحسین رضا خان (١٠) اور حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی۔ (١٠)

درس وتدریس

''جامعۃ الازہر'' سے واپسی کے بعد 1967ء میں، حضور تاج الشریعہ نے "دار العلوم منظرِ اسلام" (بریلی) سے با قاعدہ درس تدریس کا آغاز فرمایا، مسلسل جدو جہد، محنت اور لگن سے درس وتدریس میں مشغول رہے، یہاں تک 1978ء میں ازہری میاں ''صدر المدرّسین'' کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ "منظرِ اسلام" کے "رضوی دار الافتاء" کی ذمہ داری بھی حضور تاج الشریعہ کے سپرد کر دی گئی، کثیر دینی مصروفیات اور مَشاغل کے باعث 1980ء میں با قاعدہ تدریسی سلسلہ سے علیحدگی اختیار فرمائی، اسی دَوران 1981ء میں سرکار مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری کا وصال شریف ہوا، تب آپ کی مصروفیات میں مزید اضافہ ہو گیا، لیکن حضور تاج الشریعہ نے "کثیر مصروفیات کے باوُ جود مرکزی دار الافتاء" بریلی شریف میں زیرِ تربیت مفتیانِ کرام کے لیے اپنے درسِ افتاء کا سلسلہ جاری رکھا، اور اُن کی تربیت کے لیے وقت نکالتے رہے! (١١)

گلشنِ احمد رضا ہے جس کے دَم سے لالہ زار
وہ بہارِ پُر فضا ہیں حضرت اختر رضا (١٢)

علوم وفُنون میں مہارت

جانشینِ مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ کو مختلف اور متعدد عُلوم وفُنون میں مہارت حاصل تھی، ان میں سے چند علوم وفُنون کے حسبِ ذیل ہیں:

(١) علومِ قرآن (٢) علمِ تجوید (٣) اُصولِ تفسیر (٤) علمِ کلام (٥) اُصولِ حدیث (٦) اسماء الرِجال (٧) علمِ فقہ (٨) اُصولِ فقہ (٩) علمِ صَرف (١٠) علمِ نحو (١١) علمِ مَعانی (١٢) علمِ بدیع (١٣) علمِ بیان (١٤) علمِ منطق (١٥) علمِ فلسفہ (١٦) علمِ مُناظرہ (١٧) علمِ حساب (١٨) علمِ تاریخ (١٩) علمِ عروض وقوافی (٢٠) علمِ تکسیر (٢١) علمِ میراث (٢٢) علم توقیت (٢٣) علمِ ادب (٢٤) علمِ تصوُّف (٢٥) علمِ اَخلاق۔ (١٣)

پَرتَو احمد رضا ہیں حضرت اختر رضا
جانشینِ مصطفیٰ ہیں حضرت اختر رضا (١٤)

مختلف زبانوں پر عبور

شیخ الاسلام والمسلمین مفتی اختر رضا خان، المعروف ازہری میاں کو متعدد زبانوں پر عُبور حاصل تھا، جن میں عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی، اور بھوجپوری وغیرہ خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں۔ (١٥)

تلامذہ

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا کے علم وفضل سے اِکتسابِ فیض کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے، البتہ آپ ؒ سے براہ راست اور با قاعدہ شرفِ تلمُّذ پانے والوں میں سے

چند حضرات کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:
(۱) مولانا منّان رضا، منّانی میاں (۲) مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی (مرکزی دار الافتاء، بریلی) (۳) مفتی سیّد شاہد علی رامپوری (جامعہ اسلامیہ رامپور) (٤) مفتی محمد بشیر الدین رضوی دیناجپوری (٥) مفتی محمد انور علی بہرائچی (مدرّس منظرِ اسلام، بریلی) (٦) مفتی محمد ایوب عالم رضوی (١٦) (۷) مولانا کمال احمد خان رضوی نانپاروی (۸) مولانا جمیل احمد خان نوری بستوی (ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) (۹) مولانا مظفر حسین رضوی (سابق مدرّس جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی) (۱۰) مولانا ذوالفقار احمد خان نوری رامپوری (ایڈیٹر ماہنامہ سنّی دنیا، بریلی) (۱۱) مفتی عبید الرحمن رضوی بہاری (مدرّس دار العلوم مظہر اسلام، بریلی) (۱۲) مولانا وصی احمد رضوی (خطیب وامام برمنگھم، یوکے) (۱۳) مولانا سلیم الدین رضوی سمن پوری (١٤) مولانا شبیر الدین رضوی (مدرّس مدرسہ محمدیہ، سنگرا کچھ، دیناجپور) (۱۵) مولانا مجیب الرحمن رضوی (مدرّس بہارِ اسلام، بہار) (١٦) مولانا سجاد عالم رضوی سمن پوری (۱۷) مولانا شرف عالم رضوی (سیتا مڑھی، بہار) (۱۸) مولانا عتیق الرحمن رضوی (ضلع رامپور) (۱۹) مولانا عاشق حسین کشمیری (۲۰) مولانا یونس رضا اُویسی (احسن المدارس، کانپور) (۲۱) مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی (مدیر سنّی دنیا، بریلی) (۲۲) مولانا شاہد رضا قادری (جامعۃ الرضا، بریلی) (۲۳) مولانا مطیع الرحمن نظامی (مدرسہ دیوان شاہ، بنارس) (٢٤) مولانا عاصم رضا قادری (جامعۃ الرضا، بریلی) (۲٥) مولانا سلمان رضا قادری ازہری (ہُبلی، کرناٹک) (۱۷)، (٢٦) اور راقم الحروف (ڈاکٹر مفتی) محمد اسلم رضا میمن تحسینی۔

رشتہ اِزدواج

جانشینِ مفتی اعظم شعبان المعظم 1388ھ/ 3 نومبر 1968ء کو رشتۂ اِزدِواج سے منسلک ہوئے، آپ کا نکاح علّامہ حسنین رضا خان کی صاحبزادی سے ہوا، حضور تاج الشریعہ کی اہلیہ نہایت نیک سیرت اور پاکباز خاتون ہیں، وہ فقہی مسائل سے خوب واقف اور دینِ حنیف کی شاندار مبلّغہ ہیں۔ (۱۸)۔

اَولاد اَمجاد

اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو اَولاد کی صورت میں بھی اپنی رحمتوں سے خوب نوازا، آپ کا ایک بیٹا، اور پانچ 5 بیٹیاں ہیں، جن میں سے بیٹے کا اسمِ گرامی صاحبزادہ محمد منوّر رضا محامد، المعروف عسجد رضا خان قادری رضوی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بقیدِ حیات اور دینِ متین کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔(۱۹)

شرفِ بیعت اور اجازت وخلافت

حضور تاج الشریعہ کو سرکار مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل ہے، سرکار مفتی اعظم نے انہیں بچپن میں ہی اپنی بیعت میں لے لیا تھا، بعد اَزاں جب حضور تاج الشریعہ کی عمر شریف صرف اُنیس 19 برس تھی، سرکار مفتی اعظم نے 8 شعبان المعظّم 1381ھ/ 15 جنوری 1962ء کو ایک خصوصی محفلِ میلاد میں، آپ کو تمام سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت سے نوازا۔(۲۰)

علاوہ اَزیں حضور تاج الشریعہ کو (۱) قطبِ مدینہ علّامہ شاہ ضیاء الدین مدنی، (۲) بُرہانِ ملّت مفتی برہان الحق جبلپوری، (۳) سیّد العلماء حضرت شاہ آلِ مصطفیٰ برکاتی مارَہرَوی، (٤) احسن العلماء سیّد حیدر حسن میاں برکاتی (٥) اور والدِ گرامی مفسّرِ اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خاں قادری جیسے دیگر اکابرینِ اہلِ سنّت سے بھی، جمیع سلاسلِ طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی (۲۱)۔

خلفائے کرام

حضور تاج الشریعہ کے دنیا بھر میں متعدد خلفاء ومُجازین موجود ہیں، اُن سب کا ذکر اس مختصر سی تحریر میں ممکن نہیں، البتہ چند حضرات کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) علّامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری (بانی مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور) (۲) مفتی سیّد شاہد علی رضوی (مفتیٔ رامپور)

(۳) مولانا حنیف القادری (نیپال) (٤) مفتی محمد مظفر حسین رضوی (نائب مفتی مرکزی دار الِافتاء، بریلی) (٥) شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف خاں رضوی (٦) مفتی قمر الحسن قادری (ہوسٹن، امریکہ) (٧) شیخ محمد عمر سلیم حنفی (عراق) (٨) شیخ محمد یوسف عبدالعزیز (دبئی) (٩) شیخ کمال یوسف حُوت (لبنان) (١٠) شیخ حُسام الدین (لبنان) (١١) شیخ نبیل الشریف (لبنان) (١٢) شیخ محمد وائل حنبلی (شام) (١٣) شیخ محمد عیسیٰ مانع (متحدہ عرب امارات) (١٤) مفتی انور علی رضوی (صدر آل کرناٹکہ علماء بورڈ) (١٥) الحاج محمد سعید نوری (چیئر مین رضا اکیڈمی، ممبئی) (١٦) مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی (مدیر سنّی دنیا، بریلی) (١٧) مفتی محمد یونس رضا (وائس پرنسپل" جامعۃ الرضا" متھرا پور، بریلی) (١٨) علّامہ انور علی رضوی (شیخ الادب "منظرِ اسلام" بریلی) (١٩) مفتی ممتاز احمد نعیمی (دار الِافتاء" جامعہ نعیمیہ، مرادآباد) (٢٠) ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری (ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی) (٢١) مفتی ولی محمد قادری رضوی (باسنی ناگور) (٢٢) مفتی محمد اختر حسین قادری رضوی (خلیل آباد) (٢٣) مفتی مظہر حسین رضوی (مہتمم مدرسہ قاسمیہ برکاتیہ، بدائیوں) (٢٤) صاحبزادہ مولانا محمد عَسجد رضا خان (صدر آل انڈیا جماعتِ رضائے مصطفیٰ) (٢٥) مولانا حسّان رضا خان، ابن صدر العلماء علّامہ تحسین رضا خان (٢٦) مولانا رضوان رضا خان، ابن صدر العلماء علّامہ تحسین رضا خان (٢٧) مولانا شعیب رضا (صدر اسلامی مرکز، دہلی) (٢٨) ڈاکٹر سیّد ارشاد بخاری (ڈائریکٹر جامعہ اسلامیہ، دیناجپور، بنگلہ دیش) (٢٩) مفتی عبدالمجید قادری (ماریشش) (٣٠) قاری نور الحسن (ناظمِ اعلی" مدرسہ فیضِ رضا" کولمبو) (٣١) مولانا وصی احمد رضوی (برمنگھم) (٢٢)، (٣٢) اور راقم الحروف (ڈاکٹر مفتی) محمد اسلم رضا میمن تحسینی (اوقاف ابوظبی)۔

مُعاصرین

حضور تاج الشریعہ کے مُعاصرین کی فہرست میں بہت بڑے بڑے نام ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(١) رئیس القلم علّامہ ارشد القادری (٢) مولانا عبدالستار خان نیازی (٣) احسن العلماء علّامہ سیِّد شاہ مصطفی حیدر حسن میاں برکاتی (٤) محدّثِ کبیر علّامہ ضیاء المصطفی اعظمی (٥) فقیہِ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی (٦) مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی عبد القیوم ہزاروی (٧) قائدِ ملّت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی (٨) بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی (٩) شیخ عبدالعزیز خطیب حسنی جیلانی (١٠) مفتیٔ دِمشق ڈاکٹر عبدالفتّاح بِزم (١١) مفتی سیِّد محمد حسینی اشرفی مصباحی (ناگپور) (١٢) علّامہ عبدالحکیم شرف قادری (١٣) امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی (١٤) شیخ الحدیث مفتی شبّیر حسن رضوی (جامعہ اسلامیہ، روناہی) (١٥) قاضی عبدالرحیم بستوی (١٦) جامع المعقول والمنقول حافظ عبد الستار سعیدی (١٧) صدر العلماء علّامہ محمد احمد مصباحی (١٨) سراج الفقہاء مفتی نظام الدین رضوی۔(٢٣)

حج کی سعادت

حضور تاج الشریعہ مجموعی طَور پر چھ 6 بار حج کی سعادت، اور متعدد بار عمرہ کی سعادت سے مشرّف ہوئے، آپ نے پہلی بار حج وزیارت کی سعادت 1403ھ/ 1983ء میں حاصل کی۔ دوسری بار 1405ھ/ 1985ء، اور تیسری بار 1406ھ / 1986ء میں اس سعادت عظمیٰ سے مشرّف ہوئے، جبکہ چوتھی بار 1429ھ/ 2008ء میں، پانچویں بار 1430ھ/ 2009ء میں، اور چھٹی بار 1431ھ/ 2010ء میں حج ادا کیا۔(٢٤)

دینی اداروں کی سرپرستی

حضور تاج الشریعہ نے دنیا بھر کے متعدد دینی اداروں کی سرپرستی اور رَہنمائی فرمائی، ان میں سے چند ادارے حسبِ ذیل ہیں:

(١) مرکزی دار الِافتاء، محلّہ سوداگراں، بریلی شریف (٢) جامعۃ الرضا، بریلی شریف (٣) جامعہ اشرفیہ، مبارکپور (٤) ماہنامہ سنّی دنیا، بریلی شریف (٥) مکتبہ سنّی دنیا، بریلی شریف (٦) آل انڈیا جماعتِ رضائے مصطفی (٧) اختر رضا لائبریری، لاہور (٨) مرکزی دار الِافتاء، ڈین ہاگ، ہالینڈ (٩) رضا

اکیڈمی، ممبئی (١٠) جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاگ، ہالینڈ (١١) الانصار ٹرسٹ، بنارس (١٢) جامعہ اسلامیہ، گنج قدیم، رامپور (١٣) جامعہ نوریہ، عینی قیصر گنج، ضلع بہرائچ (١٤) جامعہ رضویہ، پٹنہ بہار (١٥) ماہنامہ نورِ مصطفی، پٹنہ بہار (١٦) مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ، برہان پور (١٧) مدرسہ اہلِ سنّت گلشنِ رضا، دھنباد، جھارکھنڈ (١٨) مدرسہ غوثیہ جشنِ رضا، بٹیلا گجرات (١٩) دار العلوم قریشیہ رضویہ، گوہاٹی آسام (٢٠) مدرسہ رضاء العلوم، ممبئی (٢١) مدرسہ تنظیم المسلمین، بائسی، پورنیہ بہار (٢٢) مدرسہ فیضِ رضا، کولمبو (٢٣) سنّی رضوی جامع مسجد، نیوجرسی، امریکہ (٢٤) النور سوسائٹی ومسجد، ہوسٹن امریکہ (٢٥) اسلامک ریسرچ سنٹر، بریلی شریف (٢٦) جامعہ امجدیہ، ناگپور (٢٧) دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن، لکھنؤ، شرعی کونسل آف انڈیا (٢٨) امام احمد رضا ٹرسٹ (٢٩) مجلسِ شرعی، مبارکپور (٣٠) اعلیٰ حضرت مشن چاٹگام بنگلہ دیش (٣١) سنّی جمعیۃ العلماء، ممبئی۔ (٢٥)

تصنیفات

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ، مفتی اختر رضا خان قادری ازہری نے مختلف علوم وفنون پر متعدد کتب تصنیف فرمائیں، ان میں سے چند کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(١) الحقّ المبین (٢) الصحابة نجوم الاهتداء (٣) شرح حدیث الإخلاص (٤) نُبذة حیاة الإمام أحمد رضا (٥) حاشیة عصیدة الشُهداء شرح القصیدة البُردة (٦) حاشیة الأزهری علی صحیح البخاری (٧) مِرآة النجدیّة بجواب البریلویّة (٨) نهایة الزّین فی التخفیف عن أبی لهب یوم الإثنین (٩) القول الفائق بحُکم اقتداء الفاسِق (١٠) فتاوی تاج الشریعه (١١) دِفاعِ کنز الایمان (١٢) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن (١٣) تصویروں کا شرعی حکم (١٤) شرح حدیثِ نیّت (١٥) حضرت سیّدنا ابراهیم D کے والد تارخ یا آزر (عربی، اردو) (١٦) ایک اهم فتوی() (١٧) تین طلاقوں کا شرعی حکم (١٨) آثارِ قیامت (١٩) هجرتِ رسول (٢٠) کیا دین کی مهم پوری هو چکی؟ (٢١) اسمائے سورۂ فاتحه کی وجهِ تسمیه (٢٢) جشن عیدِ میلاد النبی ﷺ (عهدِ طالبِ علمی کا مقاله) (٢٣) ٹائی کا مسئله (٢٤) ایك غلط فهمی کا اِزاله (٢٥) حاشیه المعتقد المنتقد (٢٦) سعودی مَظالم کی کهانی اختر رضا کی زبانی (٢٧) سنو چُپ رهو (٢٨) چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم (٢٩) سفینۂ بخشش۔ (٢٦)

حضور تاج الشریعہ نے امام اہلِ سنّت امام احمد رضا کے متعدد اردو رسائل کا عربی زبان میں ترجمہ فرمایا، ان میں سے چند رسائل کے نام خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں:

(١) برکات السماء في حکم إسراف الماء (٢) فقهُ شَهَنشَاهُ وأنّ القلوبَ بیدِ المحبوب بعطاء الله (٣) عطایا القدیر في حکم التصویر (٤) صِلات الصَّفا في نور المصطفی (٥) تیسیر الماعون للسَکَن في الطاعون (٦) شُمول الإسلام لأصول الرّسول الکِرام (٧) قَوارع القهّار علی المجسِمة الفُجّار (٨) سبحان السُبوح عن عیب کذب مقبوح (٩) دامان باغ سبحان السُبوح (١٠) النهي الأکید عن الصّلاة وراء عِدَی التقلید (١١) حاجز البحرَین الواقي عن جمع الصّلاتَین (١٢) القَمع المبین لآمال المکذِّبین .(٢٧)

حضور تاج الشریعہ نے امام اہلِ سنّت امام احمد رضا کے بعض عربی رسائل کا اردو زبان میں بھی ترجمہ فرمایا، ان میں سے چند رسائل کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(١) المعتمَد المتستنَد بناء نَجاةِ الأبَد (٢) أنوار المنّان في توحید القرآن (٣) الزُلال الأنقی من بحر سبقَة الأتقی (٤) القصیدتان رائعتان۔(٢٨)

English Books

(1)Asar-e- Qiyamat(2)Tai Ka Masala (3)Azhar-ul- Fatawa(4)The Pinnacle Of Beauty(5)A Just Answer To The

beased Author(6)The Companions Are The Stars Of Guidance(7) Of Pure Origin (On The Identity Of Prophet Ibrahim,S, Father(8)On The Lightening Of Abu Lahab,S, Punishment Each Monday(۲۹)

حق بیانی

اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو جن گونا گوں صفات سے متصف فرمایا، ان میں سے ایک وصف حق گوئی بھی ہے، آپ نے کبھی حق وصداقت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، نہ ہی کبھی کسی مصلحت کا شکار ہوئے۔

علّامہ سیّد شاہ فخر الدین اشرف اشرفی کچھوچھوی دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں کہ ”علّامہ مَوصوف (حضور تاج الشریعہ کا) ہر حال میں بادِسموم (گرم اور زہریلی ہوا) کی تیز وتند، غضب ناک آندھیوں کی زَد میں بھی ”استقامت علی الحق“ کا مظاہرہ کرنا اور ثابت قدم رہنا، یہ وہ عظیم وصف ہے جس نے مجھے کافی متاثر کیا۔(۳۰)

25 جون 1975ء کو ہندوستان میں ایمرجنسی نافذ ہونے کے بعد، ہندوستانی حکومت نے جبری طَور پر نَس بندی کا سلسلہ شروع کیا اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر زبردستی نس بندی کی جانے لگی، حضور تاج الشریعہ نے حضور مفتیٔ اعظم کے حکم پر، کسی مصلحت کا شکار ہوئے بغیر، نَس بندی (Sterilization) کے ناجائز وحرام ہونے کا فتوی تحریر کیا، یہ فتوی شایع ہونے کے بعد ہندوستانی حکومت نے اس بات کے لیے دباؤ ڈالا کہ یہ فتوی واپس لے لیا جائے، مگر حضور تاج الشریعہ نے اپنے فتوی سے رُجوع کرنے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ ”فتویٰ قرآن وحدیث کی رَوشنی میں لکھا گیا ہے، کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جاسکتا!(۳۱)

وعظ وتقریر

حضور تاج الشریعہ کو وعظ وتقریر پر بڑا ملکہ حاصل تھا، آپ کی تقاریر انتہائی مؤثر، پُر مغز اور دلائل سے مزیّن ہوا کرتیں، آپ اردو، عربی اور انگریزی زبان میں تقریر پر یکساں مہارت رکھتے تھے، اس بارے میں حضور محدّثِ کبیر علّامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی -دامت برکاتہ العالیہ- فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطا فرمایا ہے، اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے، اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے، ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے، (جبکہ) عربی کے قدیم وجدید اُسلوب پر آپ کو ملکۂ راسخ حاصل ہے۔“(۳۲)

حضور محدّثِ کبیر مزید فرماتے ہیں کہ ”میں نے (حضور تاج الشریعہ کو) انگلینڈ، امریکا، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں بَرجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے، اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں ہیں، اور یہ بھی اُن سے سنا کہ حضرت (تاج الشریعہ) کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اُسلوب پر عبور حاصل ہے۔“(۳۳)

فتویٰ نویسی

قاضی قُضاۃِ الہند علّامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری نے پچاس 50 برس سے زائد عرصہ تک، فتویٰ نویسی کی عظیم خدمت بحُسن وخوبی انجام دی، آپ کے فتاویٰ عالم اسلام میں سَنَد کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ کے بارے میں، حضور محدّثِ کبیر علّامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں کہ ”تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے (کہ) ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تحریر پڑھ رہے ہیں، آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھر مار (کثرت) سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔“(۳۴)

حضور تاج الشریعہ اپنے فتوی نویسی کے شَوق اور اس کی ابتدا سے متعلق خود بیان فرماتے ہیں کہ ”شروع شروع میں، میں مفتی سیّد محمد افضل حسین مونگیری اور دوسرے مفتیانِ کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت (مفتی اعظم) کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر فتوی دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت (مفتی اعظم) کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدّت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس

مدّتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔"(۳۵)

سرکار مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری نے فتاویٰ نویسی میں حضور تاج الشریعہ کی مہارت اور دلچسپی دیکھی، تو با قاعدہ طَور پر یہ ذمّہ داری آپ کو سونپ دی اور فرمایا کہ"اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں"(۳۶) اور لوگوں سے بھی مخاطِب ہو کر فرمایا کہ"آپ لوگ اب اختر میاں سے رُجوع کریں، انھی کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔"(۳۷)

جانشینِ مفتی اعظم ہمارے پیر ہیں
سیرتِ احمد رضا ہے سیرتِ اختر رضا (۳۸)

حضور تاج الشریعہ اور علمائے عرب

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا کے بعد، جو اِعزاز و اِکرام علمائے عرب نے حضور تاج الشریعہ کا کیا، وہ شاید ہی کسی دوسرے عجمی عالم کا ہوا ہو! مئی 2009ء میں دَورۂ مصر کے موقع پر"جامعۃ الازہر" میں حضور تاج الشریعہ کے اِعزاز میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں"جامعۃ الازہر" کے جیّد اساتذہ اور دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے طلبہ نے بھرپور شرکت کی۔ اس کانفرنس کی اِنفرادیت یہ تھی کہ برِّصغیر کے کسی عالمِ دین کے اِعزاز میں، اپنی نَوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی۔ اسی دَورۂ مصر میں"جامعۃ الازہر" کی جانب سے حضور تاج الشریعہ کو جامعہ کی طرف سے"شکر وتقدیر" کا اِعزاز بھی پیش کیا گیا۔(۳۹)

اِصلاحِ فکر واعتقاد

حضور تاج الشریعہ زندگی بھر لوگوں کی اِصلاحِ فکر واعتقاد کے لیے کوشاں رہے، آپ نے اپنے بزرگوں اور اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، مسلمانوں کی فکر واعتقاد کی اِصلاح کا مقدّس فریضہ منصبی بحُسن وخوبی انجام دیا۔ آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک، بدعات وخُرافات کے خلاف علَمِ جہاد بلند کیا، اور باطل اَفکار ونظریات کا ردِّ بلیغ بھی فرمایا۔(۴۰)

حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ اور اتّباعِ سنّت

حضور تاج الشریعہ تقوی اور اتّباعِ سنّت کے بلند مقام پر فائز تھے، آپ کا کوئی کام خلافِ شریعت اور تقویٰ کے مُنافی دکھائی نہیں دیتا، آج کل کے پیروں فقیروں کے اِرد گرد عورتوں کا ہُجوم لگا رہتا ہے، جبکہ حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ ہرگز اس خلافِ شریعت امر کو برداشت نہیں کرتا تھا، ایک بار زنان خانہ میں عورتیں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں، آپ زنان خانہ میں تشریف فرما ہوئے، تو چند عورتیں بے پردہ (بے حجاب) تھیں، آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری جانب پھیر لیں اور فرمایا کہ"پردہ کرو، بے حجابانہ گھومنا پھرنا سخت منع ہے (چہروں پر) نقاب ڈالو۔"(۴۱)

گامزن راہِ شریعت پر ہے جن کا ہر قدم
ایسے دینی پیشوا ہیں حضرت اختر رضا (۴۲)

تبلیغی اَسفار

حضور تاج الشریعہ نے تبلیغ واشاعتِ دین کے سلسلے میں دنیا کے متعدد ممالک کا سفر فرمایا، جن میں ہندوستان کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش، ہالینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے، موریشس، سری لنکا، عراق، ایران، ترکی، مصر، حجازِ مقدّس، لبنان، شام، متحدہ عرب امارات اور نیپال وغیرہ خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں۔(۴۳)

شعر وشاعری

حضور تاج الشریعہ ایک بہترین عالمِ دین، مؤثر مقرّر اور عالَمی مبلّغِ اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ نعت گو شاعر بھی تھے، آپ کی نعتیہ شاعری میں امام اہلِ سنّت کی گہرائی وگیرائی، استادِ زَمن کی رَوانی وسلاست، حضور حجۃ الاسلام کی فصاحت وبلاغت اور سرکار مفتیٔ اعظم کی سادگی وخُلوص کا عکسِ نوری نظر آتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کو فی البدیہہ اَشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل تھا، آپ کی نعتیہ شاعری عشقِ رسول کا مَظہر اور شرعی قوانین کی پاسداری کی شاندار مثال اور آئینہ دار تھی، آپ کے نعتیہ دیوان کا نام"سفینۂ بخشش" ہے، جس میں سے چند اَشعار بطور نمونہ حسبِ ذیل ہیں:

جہاں بانی عطا کر دیں، بھری جنّت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کُل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
جہاں میں اُن کی چلتی ہے، وہ دَم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں، ثُریّا کو ثرٰی کر دیں (۴۴)

ایک مقام پر فرمایا:

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
لامکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغِ عالم آرا آپ ہیں
آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں (۴۵)

ایک اور مقام پر فرمایا:

جی گئے وہ مدینے میں جو مر گئے
آؤ ہم بھی وہاں مر کے جینے چلیں
زندگی اب سر زندگی آ گئی
آخری وقت ہے، اب مدینے چلیں (۴۶)

ایک اور مقام پر فرمایا:

مدینہ آ گیا اب دیر کیا ہے؟ صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر، مدینہ آنے والا ہے
فلک شاید زمیں پر رہ گیا خاکِ گزر بن کر
بچھے ہیں راہ میں اختر، مدینہ آنے والا ہے (۴۷)

وِصال شریف

حضور تاج الشریعہ وِصال شریف سے قبل کافی عرصہ علیل رہے، وصال شریف سے چار 4 دن قبل بھی طبیعت ناساز ہونے کے باعث ہسپتال لے جایا گیا، تین 3 دن ہسپتال میں رہنے کے بعد بروز جمعرات واپس گھر تشریف آوری ہوئی، طبیعت کافی بہتر لگ رہی تھی، روزِ وِصال (بروز جمعۃ المبارک) بعد نمازِ عصر دلائل الخیرات شریف" سماعت فرمائی، نمازِ مغرب کے لیے تازہ وضو کی تیاری کے وقت حضور تاج الشریعہ کی سانس پھولنے لگی، آپ کے صاحبزادے مولانا عسجد رضا خان قادری دام ظلہ العالی کے حکم پر حضور تاج الشریعہ کو بستر پر لٹا دیا گیا، آپ نے ذکرِ الٰہی کرنا شروع کر دیا، اذانِ مغرب شروع ہوتے ہی حضور تاج الشریعہ کی رُوحِ مبارکہ اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی اور یُوں آپ کا شبِ ہفتہ سات 7 ذی القعدہ 1439ھ/20 جولائی 2018ء کو محلّہ سوداگراں، بریلی شریف میں وِصال ہوگیا۔(۴۸)

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا (۴۹)

حضور تاج الشریعہ کے وِصال شریف کی خبر لمحوں میں دنیا بھر میں پھیل گئی اور عالم اسلام سوگوار ہوگیا، اتوار کی صبح تک مریدین اور عقیدت مند حضرات، آخری دیدار کے لیے حاضری دیتے رہے۔

آؤ جانے سے پہلے ہمیں دیکھ لو
پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے ()

بروز اتوار آٹھ 8 ذی القعدہ 1439ھ/22 جولائی 2018ء کو تقریباً دن گیارہ 11 بجے، اسلامیہ انٹر کالج کے باہر آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، امامت کے فرائض جانشینِ تاج الشریعہ صاحبزادہ عسجد رضا خان قادری دام ظلہ العالی نے انجام دیئے، حضور تاج الشریعہ کی تدفین امام اہلِ سنّت کے مزارِ پُرانوار کے عقب میں واقع ازہری گیسٹ ہاؤس" میں عمل میں آئی۔(۵۰)

اَبرِ رحمت اُن کے مَرقد پر گُہرباری کرے
کر رہے ہیں یہ دعا سب خادمانِ اَزہری
ہے دعا احمد کی تجھ سے اے خدائے ذوالجلال
حشر تک باقی رہے نام و نشانِ ازہری (۵۱)

اے اللہ! حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری کے مزار پُرانوار پر اپنی کروڑ ہا روڑ رحمتیں نازل فرما، ہمیں ان کی خدمات یاد رکھنے کی توفیق عطا فرما، ان کی سیرت سے آگاہی رکھنے اور اس پر عمل کی سوچ عطا فرما، حضور تاج الشریعہ کے نقشِ قدم کی پیروی کرتے ہوئے حصول و نشر علم دین کا خُوب جذبہ عطا فرما۔ اے اللہ! حضور تاج الشریعہ سمیت تمام بزرگانِ دین کے ظاہری و باطنی فُیوض و برکات کو تا قیامت جاری و ساری فرما، آمین یا رب العالمین! وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہٖ و نورِ عرشہٖ، سیّدِنا و نبیّنا و حبیبنا و قرّۃِ أعیُنِنا محمّدٍ، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین وبارَكَ وسلّم، والحمد للہ ربّ العالمین.

حوالہ جات:(۱) کلام: پروفیسر جمیل نذر مرحوم۔(۲) دیکھیے:"فتاویٰ تاج الشریعہ"حضور تاج الشریعہ...حیات وخدمات، ولادت، 1 / 27۔"سوانح تاج الشریعہ" ولادت، 17۔(۳) دیکھیے:"فتاویٰ تاج الشریعہ"حضور تاج الشریعہ...حیات وخدمات، نام ونسب، 1 / 27۔"النظامیہ"تاج الشریعہ نمبر، حیاتِ تاج الشریعہ ایک نظر میں، نام، 10۔(۴) دیکھیے:"مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء"تاج الشریعہ علّامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری بریلوی، القاب، 1 / 145، 146، ملخصاً۔ النظامیہ"تاج الشریعہ نمبر، حیاتِ تاج الشریعہ ایک نظر میں، القاب، 10۔"حیاتِ تاج الشریعہ"مختصر حالات، القاب وخطابات، 9، 10۔(۵) دیکھیے:"فتاویٰ تاج الشریعہ"حضور تاج الشریعہ...حیات وخدمات، نام ونسب، 1 / 27۔"النظامیہ" تاج الشریعہ نمبر، سوانح تاج الشریعہ، شجرۂ نسب، 15۔(۶)"تذکرۂ علمائے ہند" 36- مولوی احمد رضا خان بریلوی، 98۔(۷) ایضاً، 184- مولوی رضا علی خان بریلوی، 193۔(۸) دیکھیے:"مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء"تاج الشریعہ علّامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری بریلوی، جامعہ ازہر سے فراغت، ایوارڈ، اور بریلی آمد، 1 / 146-149، ملخصاً۔"سوانح تاج الشریعہ"تعلیم وتربیت، 22، ملخصاً۔ (۹)"انوارِ تاج الشریعہ نمبر"حشر تک باقی رہے گی آن بانِ ازہری، 286۔(۱۰) دیکھیے:"فتاویٰ تاج الشریعہ"حضور تاج الشریعہ...حیات وخدمات، اساتذۂ کرام، 1 / 33۔مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء"تاج الشریعہ علّامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری، اساتذۂ کرام، 1 / 150۔(۱۱)"سوانح تاج الشریعہ" درس وتدریس، 28، ملخصاً۔ (۱۲)"تجلیاتِ تاج الشریعہ"منقبت درشان حضرت اختر رضا خاں ازہری، 634۔ (۱۳) دیکھیے:"سوانح تاج الشریعہ"حضرت اور عُلوم وفُنون کی مہارت، 37۔ حیاتِ تاج الشریعہ"علوم وفنون میں مہارت، 66۔(۱۴)"تجلیاتِ تاج الشریعہ" منقبت درشان حضرت اختر رضا خاں ازہری، 634۔(۱۵)"سوانح تاج الشریعہ"حضرت اور عُلوم وفُنون کی مہارت، 37، ملخصاً۔(۱۶)"تجلیاتِ تاج الشریعہ" باب 14، تاج الشریعہ کے تلامذہ، 624- 628، ملتقطاً۔(۱۷) دیکھیے:"مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء"تاج الشریعہ علّامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری بریلوی، مشاہیر تلامذہ، 1 / 178۔" ماہنامہ سنّی دنیا"نقوشِ تاج الشریعہ، حضور تاج الشریعہ! سوانحی خاکہ، تلامذہ، 93، 94۔(۱۸)"سوانح تاج الشریعہ" عائلی زندگی، 40، 41، ملخصاً۔(۱۹) دیکھیے:"سوانح تاج الشریعہ" عائلی زندگی، 41- 43، ملخصاً۔"حیاتِ تاج الشریعہ" اولادِ امجاد، 79۔(۲۰)"سوانح تاج الشریعہ" ارادت وسلوک، 47، 48، ملخصاً۔(۲۱)"تجلیاتِ تاج الشریعہ" باب 2، تاج الشریعہ کے مُرشدانِ اجازت، 149، ملخصاً۔(۲۲) دیکھیے:"تجلیاتِ تاج الشریعہ" باب 14، تاج الشریعہ کے خلفاء، 603-623، ملتقطاً۔" ماہنامہ سنّی دنیا"نقوشِ تاج الشریعہ، حضور تاج الشریعہ! سوانحی خاکہ، چند مشاہیر خلفاء، 100-103، ملتقطاً۔(۲۳) دیکھیے:"النظامیہ"تاج الشریعہ نمبر، تاج الشریعہ کے چند تبلیغی اسفار، دورۂ شام، 40۔" برکاتِ تاج الشریعہ"شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز سے ملاقات، 53۔ ماہنامہ سنّی دنیا"نقوشِ تاج الشریعہ، حضور تاج الشریعہ اور اُن کے معاصرین، 169- 172، ملتقطاً۔"انوارِ تاج الشریعہ نمبر" تاج الشریعہ: اربابِ علم ودانش کی نظر میں، تاج الشریعہ اہل مشائخ خانقاہ کی نظر میں، 61۔ (۲۴) دیکھیے:"النظامیہ" تاج الشریعہ نمبر، حیاتِ تاج الشریعہ ایک نظر میں، حج و زیارت، 12۔"حضور تاج الشریعہ ایک مختصر تعارف" حج وزیارت، 5۔(۲۵) دیکھیے:"حیاتِ تاج الشریعہ"تبلیغی وتعلیمی اداروں کی سرپرستی، 46۔"تجلیاتِ تاج الشریعہ" باب 11، تاج الشریعہ اور دینی اداروں کی سرپرستی، 530-535، ملتقطاً۔(۲۶) یہ اہم فتوی ہندوستانی حکومت کی طرف سے جبری نس بندی (Sterilization) کے خلاف تھا، اس کی مزید تفصیل صفحہ اٹھارہ 15 پر"حق بیانی" ہیڈنگ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔(۲۷) دیکھیے: حیاتِ تاج الشریعہ" مطبوعات، 50، 51۔تجلیاتِ تاج الشریعہ" باب 9، تاج الشریعہ اپنی تصانیف کے آئینے میں، 431-435، ملتقطاً۔"مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء"تاج الشریعہ علّامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری بریلوی، تصانیف وتراجم، 1 / 175۔(۲۸) دیکھیے: ماہنامہ سنّی دنیا" تصانیفِ تاج الشریعہ: ایک تعارف، 605۔(۲۹) دیکھیے: حیاتِ تاج الشریعہ"مطبوعات، 50، 51۔(۳۰) دیکھیے: ماہنامہ سنّی دنیا" تصانیفِ تاج الشریعہ: ایک تعارف، 604، 605، ملتقطاً۔(۳۱)"حضور تاج الشریعہ ایک مختصر تعارف 10۔(۳۲) دیکھیے:"تجلیاتِ تاج الشریعہ" باب 5، تاج الشریعہ اور استقامت علی الحق، 251۔(۳۳) دیکھیے: سوانح تاج الشریعہ" نسبندی کے خلاف فتوٰی، 67، 68، ملخصاً۔(۳۴)"تجلیاتِ تاج الشریعہ" تاج الشریعہ کا سہ لسانی ادب پر عبور، 47، ملتقطاً۔(۳۴) ایضاً۔(۳۵)"حیاتِ تاج الشریعہ"علوم وفنون میں مہارت، 66۔(۳۶)"مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء" تاج الشریعہ علّامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری بریلوی، خاندانِ رضا کی فتویٰ نویسی، 1 / 152۔(۳۷) ایضاً۔(۳۸) ایضاً۔(۳۹)"تجلیاتِ تاج الشریعہ"نکہتِ تاج الشریعہ، 642۔(۴۰) حضور تاج الشریعہ ایک مختصر تعارف"حضور تاج الشریعہ اور علمائے عرب، 15، ملخصاً۔(۴۱)" ماہنامہ کنز الایمان" تاج الشریعہ نمبر، اصلاحِ فکر واعتقاد میں اقدامی کردار، 91، ملخصاً۔(۴۲) ایضاً، تاج الشریعہ کا تقویٰ واتباعِ سنّت، 131، 132، ملخصاً۔(۴۳)"تجلیاتِ تاج الشریعہ" حضرت تاج الشریعہ، 639۔(۴۴)"النظامیہ"تاج الشریعہ نمبر، تاج الشریعہ کے چند تبلیغی اسفار، 38۔(۴۵)"سفینۂ بخشش"منوّر میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کردیں، 135۔(۴۶) ایضاً، مصطفائے ذاتِ یکتا آپ ہیں، 132، 133، ملتقطاً۔(۴۷) ایضاً، سب مدینے چلیں، 141۔(۴۸) ایضاً، مدینہ آنے والا ہے، 112۔(۴۹) حضور تاج الشریعہ ایک مختصر تعارف" وصالِ باکمال، 16، 17، ملخصاً۔(۵۰)"حیاتِ تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش"سفرِ آخرت، 19۔ (۵۱)"انوارِ تاج الشریعہ نمبر" میرے مرشد مرے مہرباں چل دیئے، 283۔ (۵۲)"حضور تاج الشریعہ ایک مختصر تعارف" وصالِ باکمال، 17، ملخصاً۔(۵۳) انوارِ تاج الشریعہ نمبر"حشر تک باقی رہے گی آن بانِ ازہری، 287۔

◆◆◆

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کرکے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

از: مفتی مشتاق احمد امجدی*

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور فتنوں کی سرکوبی

نظام قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ جب بھی دین فطرت کے خلاف باطل نظریات نے سر ابھارا ہے تو اللہ عزوجل نے اس کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لیے مردان حق کی جماعت کو اپنے جلوؤں کا مظہر بنا کر بھیجا ہے، چناں چہ جب نمرود وفرعون جیسے ظالم وجابر حکمرانوں نے ''انا ربکم الاعلیٰ'' کا پرچار وپرسار کر کے عقیدۂ توحید کے خلاف محاذ آرائی کی اور اپنی خود ساختہ خدائی کا ڈنکا بجانا چاہا تو اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام جیسے جلیل القدر پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور ان فتنوں کو کیفر کردار تک پہنچایا ان امور کی تفصیلات قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔

یوں ہی سرزمین ہندوستان میں اکبر کے دور میں دین الٰہی کا فتنہ اٹھا تو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی خوب سرکوبی کی، اپنے مکتوبات وتصانیف اور عملی کوششوں سے اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ فرمایا اور اسے انجام تک پہنچادیا، مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی پیدائش جس زمانے میں ہوئی وہ زمانہ برساتی مینڈکوں کی طرح فتنوں کے پنپنے کا زمانہ تھا، ہر سو نئے خیالات، مذہب بیزار لیٹریچر اور تصنیفات کا دور دورہ تھا، ہر چہار جانب سے دین وسنیت پر حملے ہو رہے تھے، اہل ہند کے ایمان وعقیدے پر ضرب کاری کی ہر ممکن کوشش کی جارہی تھی، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت، ندویت، وغیرہ اسی زمانے کے اہم فتنے ہیں، مگر اللہ عزوجل نے باطل فتنوں کو خاک آلود کرنے ہی کے لیے امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کو پیدا فرمایا اور آپ کی ذات ستودہ صفات کو گونا گوں خوبیوں کا حامل بنایا۔ غیر معمولی ذہانت و فطانت کی دولت ونعمت سے سرفراز فرمایا نیز علم وآگہی، حلم وبردباری، خوف خدا اور تقویٰ شعاری، شجاعت وبہادری، ہمت وجواں مردی، جیسی صفات وکمالات سے مزین ومرصع فرمایا۔

آپ کے دور میں جب ہر طرف فتنوں نے سر ابھارا تو علم وعمل کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر امام اہل سنت نے میدان عمل میں قدم رکھا اور اپنی تحقیقی تصانیف اور اپنے پروردہ علما وتلامذہ کے ذریعہ ان فتنوں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ جسے یہ برداشت نہ کر سکے، بلا شبہ آپ نے اپنے قلم سیال سے، جو درحقیقت صمام الاسلام اور باطل کے خلاف شمشیر بے نیام ہے، تمام فرقہائے باطلہ کے خلاف ایسی محاذ آرائی فرمائی کہ اہل عقیدت کو قائل و فاعل اور حاسدین ومعاندین کو ساکت ومرعوب کر دیا، آج بھی اہل نظر اور ارباب بصیرت امام اہل سنت کے حوصلوں کو داد دیتے ہیں اور کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ باطل عقائد ونظریات کے خلاف امام احمد رضا قدس سرہ نے جو شش جہات خدمات انجام دی ہیں بلا شبہ وہ حد جہاں وسیع ہے۔

آپ کے بعد آپ کے شہزادگان کے زمانوں میں بھی کئی فتنے اٹھے، جن میں ''تحریک شدھی'' سب سے نمایاں فتنہ تھا، جس کے ذریعہ سیکڑوں برس پہلے مسلمان ہونے والے راجپوتوں کو دوبارہ ہندو دھرم قبول کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا، کہیں روپے پیسے کا لالچ دے کر تو کہیں زمین جائداد اور گھر بار لوٹنے کی دھمکی دے کر، غرض کہ اس تنظیم کے ذریعہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم جاری تھی، پھر کیا تھا جوں ہی اس ناپاک منصوبے کی خبر شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو لگی تو فوراً آپ کی سرپرستی میں امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دس خلفا وتلامذہ پر مشتمل ایک نورانی قافلہ اس فتنہ کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے اور دین سے نہ آشنا مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے بے سروسامانی کے عالم میں نکل پڑا۔

* مضمون نگار ازہری دارالافتاامام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک کے مفتی ہیں۔

یہ بندگانِ خدا جذبۂ تبلیغ میں اس قدر سرشار تھے کہ ان اسلام کے مقدس جیالوں کے پایۂ ثبات کو ہزاروں خطرات ومشکلات متزلزل کرسکیں اور نہ ہی نامساعد حالات ان کے حوصلوں کو پست کرسکیں، انہوں نے میرٹھ سے اپنے دورے کا آغاز فرمایا، آگرہ کو جماعت رضائے مصطفیٰ کا مرکز بنایا اور تحریک شدھی کی زد میں جتنے بھی علاقے تھے مثلاً آگرہ، میرٹھ، بلندشہر، بھرت پور، علی گڑھ، اٹاوا، وغیرہ تمام میں آریہ راجپوتوں سے پُرزور مقابلہ کیا اور بتائید ایزدی تمام باطل لیڈروں کو لاجواب فرما کر ہمیشہ کے لیے اس فتنہ ارتداد کو کچل کر رکھ دیا اور ہندوؤں میں تبلیغ کر کے بہت سارے ہندوؤں کو داخل اسلام بھی فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے زمانے میں بھی کئی فتنوں نے ہاتھ پاؤں پھیلائے جن میں سرفہرست دو فتنوں کا شمار ہوتا ہے (۱) صلح کلیت: اس کا مرگھٹ ''سراواں الہ آباد'' ہے جہاں سے تصوف کے نام پر طریقت کا سہارا لے کر اللہ و رسول کے گستاخوں سے دوستی کا پاٹھ پڑھایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور دیگر راہ ورسم رکھنے کا درس دیا جاتا ہے۔ (۲) منہاجیت: جس کا سرغنہ پڑوسی ملک کا خودساختہ مجدد ڈاکٹر طاہر القادری ہے جس نے انسانوں کی مسلم وغیر مسلم میں خانہ بندی کر کے دور حاضر کے مشرک وکافر یہودیوں اور نصرانیوں سے محبت کا زہر ہلاہل پلانے کی ناکام کوشش کی۔

دور حاضر میں اہل سنت کے کئی بڑے ادارے اور تحریکیں صلح کلیت کو فروغ دینے میں منہاجیوں اور ندویوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں، دور حاضر کے صلح کلی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیتے ہیں، بریلی کا راگ بھی الاپتے ہیں، فتاویٰ رضویہ کی بات بھی کرتے ہیں، حالانکہ اعلیٰ حضرت کا نام لینا صرف سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہوتا ہے، درحقیقت یہ سب کے سب مرکز اہل سنت بریلی شریف اور اعلیٰ حضرت کی حیثیت عرفی کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

اہل سنت میں بہت سے لوگ منہاجی بابا کے زور خطابت سے مبہوت تھے، معمولات ومعتقدات اہل سنت پر اس کی رسمی تحریروں سے تذبذب کے شکار تھے، اس کی کھوٹی خدمات کو دیکھ کر اس کے خلاف کچھ لب کشائی کرنے سے گریزاں تھے حتی کہ بڑے بڑے خانقاہ کے لوگوں میں بھی کافی تذبذب دیکھا گیا ہے، اسی طرح کچھ لوگ صوفی نما جوگیوں (سراوی کٹھملوں) کی بنی بنائی شریعت کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ صوفی ہیں یا جوگی؟ ایسے کٹھن حالات اور مشکل موڑ پر امت نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی طرف لو لگائی، علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث، مفتی اعظم ہند کے حقیقی جانشین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرمائی، خداداد صلاحیت اور ایمانی فراست سے ان کے مکر وفریب کو بھانپ کر انتہائی جرأت وبہادری کے ساتھ پوری امت کو ان دونوں فتنوں سے روشناس کرایا، ان کے شر سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی، ان کی قابل اعتراض عبارتوں کو بطور اتمام حجت ان پر پیش فرمایا مگر جب وہ ان باتوں پر مصر رہے تو ان کے اسلام مخالف نظریات وخیالات سے لوگوں کو باخبر کیا۔

لوگ یہ سوچتے تھے کہ اتنا بڑا عالم، محقق، مدقق اور مصنف گمراہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مگر آپ اپنے باطنی نور سے بخوبی محسوس کر رہے تھے کہ یہ شیطان کا پکا مرید اور اس زمانے میں گروہ شیطان کا سردار ہے، اپنے باطل افکار ونظریات کے سبب دائرہ ایمان سے باہر کوسوں دور جاچکا ہے، اسی لیے آپ نے تقریر و تحریر اور مناظروں کے ذریعہ جس بے خوفی سے اس منہ میاں مٹھو بننے والے خودساختہ مجدد دوراں صدی کا بخیہ ادھیڑا ہے وہ دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے اور حیرت واستعجاب میں یہ کہنے پر مجبور نظر آئے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ باطنی فراست اور دینی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ اپنی باطنی نگاہوں سے وہ دیکھ لیتے تھے جو عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اس فرعون کی فرعونیت اور شیطان کی شیطانیت کو سب سے پہلے آپ نے محسوس کیا اور

ڈنکے کی چوٹ پر دنیا والوں کو بتادیا کہ یہ شیطانی محبد اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ حق وباطل کو ایک کرنے والا چورن بیچ رہا ہے جسے سنجیدہ زبان میں ''صلح کلیت'' کہا جاسکتا ہے، بہر حال آپ تاحین حیات بشمول منہاجیت وسراویت تمام فتنوں کے خلاف سد سکندری باندھتے رہے اور اسلامی افکار و نظریات کے خلاف پنپنے والے تمام ہفوات وبکواس کا مدلل ومحقق اور دندان شکن جواب دیا اور اپنے دور کے فتنوں کی سرکوبی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، آپ لوگوں کو یہی بتاتے رہے۔ ؎

صلح کلی نبی کا نہیں سنیو
سنی مسلم ہے سچا نبی کے لیے

آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل میں کبھی کسی کا چہرہ دیکھ کر بات نہیں کی، جو کہا ببانگ دہل کہا، ایسے فتنہ پروری کے دور میں اپنے مشن کا کھلا پر چارو پرسار کرنا اپنے آپ میں ایک شیر دل اور مرد بہادر کا کام ہے، اللہ کے حکم وعطا سے آپ نے کر دکھایا، آپ نے ان تمام فتنوں کی سرکوبی کے لیے سختی کے ساتھ اپنے مشن کو قوم کے سامنے رکھا اور اس مشن پر گامزن رہنے کی دعوت دی جسے ہمارے زمانے میں بطور نشان ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کہا جاتا ہے، یہ اسلاف کی تعلیمات سے ہٹ کر کوئی نیا اور جدید مشن نہیں بلکہ اس دور پرفتن میں اسلاف کرام کے مشن کی عمدہ ترجمانی ہے، چناں چہ حضور تاج الشریعہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔ ؎

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
ایک پہچان دین نبی کے لیے
مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

◆◆◆

ص 59 کا بقیہ..........

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت عالمانہ وناصحانہ انداز میں پیش فرمایا، جسے بہت پسند کیا گیا، کسی سبب محدث کبیر مدظلہ کی تشریف آوری نہیں ہوسکی، لیکن اگلے سال حضرت کا خطاب اردو لائبریری موتی ہاری میں ہوا، بہر حال شب کے اخیر حصے میں نعرۂ تکبیر ورسالت کی گونج میں تاج الشریعہ کی گاڑی آئی، عشاق نے گاڑی کو اس قدر گھیر لیا کہ منبر تک حضرت کو لے جانے میں کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا، جب حضرت منبر نور پر جلوہ افروز ہوئے تو چہرے پر نظر پڑتے ہی ناظرین کے دلوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی کہ با فیض ولی کی زیارت ہو رہی ہے۔

ایک طرف جہاں خوش عقیدہ مسلمانوں کی عقیدت میں اضافہ ہوا، وہیں بہت سے بدعقیدوں کے عقیدے کی اصلاح ہوئی، علالت کے سبب حضرت کا بیان نہیں ہوا، صرف حضرت نے خواہش مند حضرات کو سلسلے میں داخل فرمایا اور رقت انگیز دعا فرمائی، وہ جلسہ اس لیے انفرادی اہمیت کا حامل تھا کہ اس کے اشتہار میں کسی بھی شاعر کا نام درج نہیں اور نہ ہی شاعری کا جلوہ دیکھا گیا بلکہ حصول برکت کے لیے ایک دو نعت خواں حضرات نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خراج عقیدت پیش کر دیا اور بس۔

آج کل جلسے میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے اور وہاں نعت خواں نہیں بلکہ گویوں کی یلغار دیکھ کر موتی ہاری کا جلسۂ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد لازمی طور پر آجاتی ہے اور تاج الشریعہ کا چہرہ سامنے آجاتا ہے، اللہ پاک تاج الشریعہ قدس سرہ کے فیضان سے چمپارن کے خوش عقیدہ مسلمانوں کو بھی خوب خوب مالا مال فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

◆◆◆

قربانی

کے دن قربانی سے زیادہ اللہ کو کوئی عمل محبوب نہیں

ازہریات

از: محمد ولی اللہ قادری*

تاج الشریعہ اور خطۂ چمپارن

ہندوستان کا تاریخی خطہ چمپارن مشرق اور شمال میں نیپال کی سرحد پر واقع ہے، یہ خطہ بہت قدیم ہے، اس کی قدامت کی تاریخ ۶۰۰ رسال قبل مسیح کا احاطہ کرتی ہے، چمپارن دراصل ہندی الاصل لفظ ہے جو دو لفظوں کا مرکب ہے، چمپا کا پھول مشہور ہے اس لیے پہلا حرف چمپا ہے اور دوسرا رَن جس کا معنی بیابان ہوتا ہے، لہٰذا چمپارن کا مفہوم ہوا چمپا کا جنگل!

کہتے ہیں کہ زمانۂ قدیم میں یہاں چمپا کے درخت کثرت سے پائے جاتے تھے، اسی لیے اس خطے کا نام ''چمپارن'' پڑ گیا، چمپارن کا خطہ اس لحاظ سے بھی تاریخ کے اوراق میں روشن ہے کہ گاندھی جی نے اپنی تحریک کا مرکز چمپارن کو ہی بنایا اور ۱۹۱۷ء عیسوی میں اپنی تحریک کا اغاز اسی سرزمین سے کیا، اس خطے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ صوفیائے کرام اور بزرگان دین کی برکات سے مالا مال ہے، چمپارن کا علاقہ درگاہ شاہ ارزانی عظیم آباد کے زیر جاگیر رہا، اس لیے اس سلسلہ کے بزرگوں کی آمدورفت جاری رہی۔

۱۸ رویں صدی عیسوی کے عظیم بزرگ علی سعد اللہ شاہ کا مولد ومسکن چمپارن ہے، آپ شاہ ارزانی عظیم آبادی کی خانقاہ سے وابستہ بزرگ ہیں، آپ کی سنِ پیدائش ۱۷۱۵ء عیسوی ہے جبکہ وصال ۱۸۰۰ء عیسوی میں ہوا، مزار بڑا تکیہ بیتیا میں مرجع خلائق ہے، چمپارن کے پہلے اردو شاعر ہونے کا شرف آپ کو ہی حاصل ہے، شاعری کے علاوہ تصوف، طریقت اور معرفت کی منزلیں طے کی تھیں اور صوفیائے کرام کے پیغامات کو عام کیا، چمپارن میں مہسی بھی ایک تاریخی مقام ہے، یہاں مرزا عبدالحلیم شاہ کا مزار واقع ہے، خطہ چمپارن کو سلسلۂ نقشبندیہ آبادانیہ کے عظیم روحانی بزرگ شیخ المشائخ حضرت تیغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تبلیغ کا مرکز بنایا، حضرت تیغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ رحمۃ رضوان کے عقیدت مند اور حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہ کے معاصر بزرگ تھے، دونوں بزرگوں کے مابین گہرے تعلقات تھے، جو تحریر کا ایک مکمل موضوع موضوع ہے۔

خطۂ چمپارن میں اعلیٰ حضرت کا فیض کب سے جاری ہوا؟ یہ بات تحقیق طلب ہے، یہ دیگر بات ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کے قدم رنجا سے یہاں کا خطہ بھی خوب خوب فیضیاب ہوا ہے، ہمارے استاد اور منظر اسلام بریلی شریف کے فارغ حضرت مولانا سید محمد فضل اللہ نوری سبک دوش صدر المدرسین مدرسہ حیدریہ ضیاء العلوم منگلا پور ضلع مشرقی چمپارن نے بتایا کہ چمپارن میں حضور مفتی اعظم ہند کی آمد ۱۹۷۴ء عیسوی میں ہوئی تھی، آپ تاریخی مقام مہسی کے نزدیک بستی مادھو پور تشریف لائے تھے، وہاں کے حاجی طاہر حسین (جو آپ کے مرید تھے) نے بلایا تھا، وہاں حضرت نے بہت سے افراد کو سلسلۂ رضویہ قادریہ میں داخل کیا۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل رضا خان المعروف بہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ ہزار مصروفیات کے باوجود تین مرتبہ چمپارن تشریف لائے، پہلی دفعہ حضرت تاج الشریعہ کی آمد مہسی کی سرزمین پر ہوئی، تنظیم اہل سنت مشرقی چمپارن کے زیر اہتمام یہ کانفرنس ہوئی تھی، مولانا یونس رضا مظفر پوری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند کی دعوت پر حضرت تاج الشریعہ کی چہرے کی زیارت سے اہالیان چمپارن پہلی دفعہ مشرف ہوئے، حاجی عبدالحق تیغی اور جناب انیس الرحمٰن سکریٹری مدرسہ اتحادیہ مہسی اس کانفرنس کے انتظام وانصرام میں پیش پیش رہے، مقررین کی

*مضمون نگار گورنمنٹ انٹر کالج ضلع اسکول چھپرا بہار کے استاد ہیں۔

حیثیت سے شیر بہار حضرت مفتی محمد اسلم رضوی علیہ الرحمہ اور معمار ملت علامہ شبیہ القادری پوکھریروی سیوان کی تشریف آوری ہوئی تھی، عشاق تاج الشریعہ کا اژدھام قابل دید تھا۔

چمپارن میں تاج الشریعہ کا دوسرا دورہ ۱۹۹۳ر عیسوی میں ہوا، حضرت کی تشریف آوری کلیان پور مشرقی چمپارن کی سرزمین پر منعقدہ سرکار مدینہ کانفرنس میں ہوئی، یہ کانفرنس مدرسہ اسلامیہ حیدریہ ضیاء العلوم کلیان پور اور مدرسہ حیدریہ ضیاء العلوم منگلہ پور کی مشترکہ کاوشوں سے منعقد ہوئی تھی، مولانا لطیف الرحمٰن مصباحی چمپارنی، مولانا سید فضل الرحمٰن فضل اللہ نوری، مفتی محمد عطاء الرحمٰن قادری مصباحی، مولانا منور حسین اور مولانا محبوب عالم رضوی وغیرہ کی کوششوں سے یہ کانفرنس کامیاب ہوئی، اس جلسے میں بے شمار لوگ تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر سلسلۂ رضویہ قادریہ میں داخل ہوئے، اس کانفرنس میں خطیب کی حیثیت سے علامہ شبیہ القادری سیوان کی آمد ہوئی تھی، علاوہ ازیں مفتی محمد قاسم براہمی مظفر پور کا بھی خطاب نایاب ہوا، شعرا میں جناب حیدر لاری کا سکہ ایسا چلا کہ اس کی تاثیر دیر تک محسوس کی گئی۔

تاج الشریعہ نے یہاں تیسرا دورہ ۱۹۹۷ر عیسوی میں فرمایا آپ موتی ہاری کی سرزمین پر تشریف لائے، اس جلسہ میں راقم الحروف بھی حاضر ہوا تھا، جلسہ کے اشتہار کے مطابق یہ پروگرام ۲۸ر نومبر بروز جمعہ کو حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی کی صدارت میں ہوا، اس جلسے کی سرپرستی مجاہد قوم جناب محمد صلاح الدین خاں صاحب صدر راسٹریہ جنتا دل اقلیتی سیل مشرقی چمپارن موتی ہاری نے کی تھی، جلسہ کا اشتہار ترتیب دینے میں تاج الشریعہ کے ساتھ شاید انصاف نہیں کیا گیا، کیوں کہ زیر قیادت کے کالم میں حضرت کا نام یوں درج کیا گیا ”جانشین مفتی اعظم ہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری میاں صاحب قبلہ بریلی شریف“ حضرت کی شخصیت سرپرستی کے لائق تھی نہ کہ قیادت کی!

اسی طرح قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری سربراہ اعلیٰ ادارۂ شرعیہ بہار کا اسم گرامی زیر حمایت کے کالم میں درج ہے، اسمائے علمائے کرام کے تحت درج ذیل علمائے کرام کے اسمائے گرامی ہیں: محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، خطیب ذی شان حضرت قاری رضی اللہ صاحب مان پور چھپرہ، معمار ملت حضرت مولانا عبدالعزیز خان صاحب بڑہریا، سیوان، خطیب الہند حضرت مولانا جوہر شفیع آبادی صاحب چتر ویدی گوپال گنج، غازی ملت حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی صاحب مہتمم ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ، مقرر بے مثال حضرت مولانا محمد قطب الدین رضوی صاحب چھتر ویدی رام گڑھ کینٹ ہزاری باغ! واضح ہو کہ زیر نقابت کے کالم میں نقیب اہل سنت حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب ایم اے ادارۂ شرعیہ بہار کا نام لکھا ہوا ہے، علاوہ ازیں چمپارن کے علمائے کرام اور یہاں کی نامور مساجد کے ائمہ کے اسما بھی زینب اشتہار ہیں۔

متذکرہ جلسہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم میں راقم الحروف بھی اپنے دادا جان شیخ ریاض محمد صاحب مرحوم کے ساتھ گیا تھا اور وہیں حضور تاج الشریعہ کے چہرے کی زیارت سے مشرف ہوا، کڑاکے کی سردی پر عشاقان تاج الشریعہ کی عقیدت بھاری پڑ رہی تھی، پورا موتی ہاری شہر اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں سے پٹ گیا تھا، تاج الشریعہ کے ساتھ ساتھ علامہ ارشد القادری کی زیارت کا راقم مشتاق تھا، جلسہ گاہ تھوڑی تاخیر سے پہنچا، علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے سلسلے میں منبر نور سے علان ہوا کہ علامہ علالت کے سبب تشریف نہیں لا سکے ہیں، البتہ بریلی شریف کے دلہا کی تشریف آوری ہو چکی ہے، جوں جوں رات ڈھل رہی تھی، عشاق بے تاب دِکھ رہے تھے، اس ماحول میں کن کن حضرات کی تقریر ہوئی اور کون کون سی شخصیتیں آئیں اس کا بالکل خیال نہ رہا، البتہ دو مقرر کی تقریر ذہن میں محفوظ رہ سکی۔

یاد آ رہا ہے کہ مولانا غلام رسول بلیاوی نے سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے حوالے سے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تفصیلی خطاب فرمایا، جب کہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی مدظلہ نے سورۂ فیل کی تلاوت فرما کر عقیدۂ علم غیب بقیہ ص ۶۷ر پر

از: مولانا سبطین رضا مرتضوی*

سوشل میڈیا! فتنۂ عصر یا نخل عرفاں؟

عصر حاضر کا یہ طلسم کدہ جسے ہم سوشل میڈیا کہتے ہیں، اب ہماری زندگی کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے۔ یہ محض چند اسکرینوں یا ٹیکنالوجی کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک وسیع اور مبہم خواب گاہ ہے جہاں حقیقت اور فریب آپس میں گھل مل گئے ہیں۔ صبح آنکھ کھلنے سے لے کر رات بستر پر جانے تک ہماری نظریں اکثر انہی سکرینوں پر جمی رہتی ہیں، اس نے ہماری دنیا کو ایک ''گلوبل ولیج'' میں بدل دیا ہے، جہاں فاصلے سمٹ گئے ہیں اور ہر فرد لمحوں میں کسی بھی کونے سے جڑ سکتا ہے۔ یہ محض ابلاغ کا ایک ذریعہ نہیں بلکہ ایک ایسا طاقتور پلیٹ فارم ہے جس نے انسانی شعور، باہمی تعلقات اور طرز زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔

یہ نئی حقیقت جہاں لاتعداد مواقع اور روشن پہلو لیے ہوئے ہیں، وہیں یہ کئی پیچیدہ چیلنجز بھی سامنے لاتی ہیں۔ کیا یہ ڈیجیٹل طوفان ہمیں ایمان کی ابدی حقیقتوں اور اسلامی اقدار سے دور کر رہا ہے؟ یا ہم اسے اپنے ایمان اور اقدار کی روشنی میں ایک طاقتور ذریعہ بنا سکتے ہیں؟ ان گہرے سوالات کا جواب پانے کے لیے ہمیں اسلام کی لازوال تعلیمات کی طرف رجوع کرنا ہوگا، اسلام جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس تیز رفتار بدلتی دنیا میں ہمارے لیے کیا رہنمائی فراہم کرتا ہے؟

حرف حق کی حرمت اور ابلاغ کی امانت:

اسلام نے ہمیشہ لفظ کی حرمت پر زور دیا ہے۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''ایک اچھا کلمہ بھی صدقہ ہے۔'' [مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: ۲۳۳۵]

یہ حدیث محض ایک اخلاقی ترغیب نہیں بلکہ ہر کلام میں بھلائی اور نیکی کا حکم دیتی ہے۔ قرآن پاک نے انصاف اور سچائی کو کلام کی بنیاد قرار دیا ہے ''جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کرو اگرچہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔'' [الانعام: ۱۵۲]

آج جب سوشل میڈیا نے ہر فرد کو ایک ناشر اور ایک براڈ کاسٹر بنا دیا ہے، یہ حکم اور بھی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ ایک کلک پر پھیلنے والی خبر لمحوں میں ہزاروں، لاکھوں افراد تک پہنچ جاتی ہے اس رفتار کے ساتھ ساتھ یہ خطرہ بھی بڑھ گیا ہے کہ جھوٹی معلومات، افواہیں اور بے بنیاد باتیں بھی سچ کا روپ دھار کر پھیلنے لگی ہیں۔ اس صورت حال میں اسلامی تعلیمات ہماری بہترین رہنما ہیں۔ ہمارے دین نے ہمیں تحقیق کا حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے''۔ [الحجرات: ۶]

یہ آیت محض ایک اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ ایک سماجی ذمہ داری ہے۔ سوشل میڈیا پر ہم اکثر و بیشتر بغیر تحقیق کے پیغامات کو آگے بڑھا دیتے ہیں چاہے وہ مذہبی ہوں، سیاسی ہوں یا سماجی۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری یہ چھوٹی سی حرکت معاشرے میں غلط فہمیاں، نفرت یا فساد کا باعث بن سکتی ہے۔ ابلاغ کی امانت کا تقاضا ہے کہ ایک مسلمان صرف اسی بات کو آگے بڑھائے جس کی صداقت پر اسے یقین ہو۔ سچ کی شمع تھامے رکھنا، یہی اسلام کا تقاضا ہے، اس سے نہ صرف فرد کا اپنا کردار سنورتا ہے بلکہ معاشرے میں اعتماد اور مثبت ماحول کو بھی فروغ ملتا ہے، ایک ذمہ دار مسلمان کی حیثیت سے ہمیں خبروں کو شیئر کرنے سے پہلے ان کی صداقت کو پرکھنا چاہیے، خاص طور پر جب بات کسی شخص کی عزت، کسی قوم کی ساکھ یا معاشرتی ہم آہنگی کی ہو۔

ڈیجیٹل دنیا کے آداب کا اسلامی تصور:

سوشل میڈیا پر اظہار رائے کی آزادی کے نام پر اکثر اخلاقی

حدود کو پامال کیا جاتا ہے۔ بدزبانی، طنز، بہتان تراشی، غیبت، سائبر بلنگ، ٹرولنگ اور نفرت انگیز تقاریر اس پلیٹ فارم کا تاریک رخ ہیں۔ جہاں حقیقی زندگی میں ہم کسی کو برا بھلا کہنے سے پہلے سو بار سوچتے ہیں، وہیں آن لائن اسکرین کے پیچھے بیٹھ کر ہم کبھی کبھی اپنی تمام حدود پار کر جاتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل ہمارے اسلامی تشخص کے منافی ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'' [بخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۱۰]

یہ حدیث سوشل میڈیا پر ہمارے ہر پوسٹ اور ہر کمنٹ پر لاگو ہوتی ہے۔ ہماری انگلیوں کی ایک جنبش سے ٹائپ کیا گیا کوئی لفظ یا ہمارے شیئر کردہ کوئی بھی مواد کسی دوسرے شخص کو تکلیف تو نہیں دے رہا؟ ہماری کوئی تحریر، کوئی تصویر یا کوئی ویڈیو کسی کی عزت پر حملہ آور تو نہیں ہو رہی؟ قرآن پاک نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ سوچئے اگر ایک لفظی غیبت اتنی گھناؤنی ہے، تو سائبر سپیس میں ہزاروں لوگوں کے سامنے کسی کی عزت تار تار کرنا کتنا سنگین عمل ہوگا؟ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری ڈیجیٹل پہچان بھی ہماری اصلی پہچان کا حصہ ہے۔ ہماری آن لائن گفتگو میں بھی وہی تہذیب، وہی اخلاق اور وہی احترام ہونا چاہیے جو ہمیں حقیقی زندگی میں ایک مسلمان کے طور پر زیب دیتا ہے۔

وقت کا بہتا دریا اور ڈیجیٹل نشہ:

وقت ایک بہتے دریا کی مانند ہے جو مسلسل رواں دواں ہے اور ہر لمحہ ہمارے ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسل رہا ہے، اس انمول خزانے کی قدر دانی ہمارے دین کا بنیادی درس ہے، مگر عصر حاضر میں سوشل میڈیا ایک ایسا سراب بن چکا ہے جہاں گھنٹوں وقت ایسے غائب ہو جاتا ہے جیسے اس کا وجود ہی نہ تھا۔ بے مقصد سکرولنگ، لامتناہی ویڈیوز اور بے معنی بحثیں، یہ سب ہمارے قیمتی لمحات کو یوں ہی نگل لیتی ہیں، یہ صرف وقت کا ضیاع نہیں بلکہ ہماری جسمانی صحت، ذہنی سکون اور حقیقی تعلقات پر بھی منفی اثر ڈالتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی خوشحالی کو غربت سے پہلے، اپنے فارغ وقت کو مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔'' [مشکوۃ، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: ۵۱۷۴]

یہ حدیث ہمیں وقت کے ہر لمحے کو کارآمد بنانے کی تلقین کرتی ہے۔ ایک مسلمان کا سوشل میڈیا پر صرف اتنا وقت صرف ہونا چاہیے جو اسے دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ دے سکے، مثلاً علم حاصل کرنا، نیکی پھیلانا یا مثبت تعلقات قائم کرنا، ڈیجیٹل نشہ ایک حقیقت ہے اور اس سے بچنے کے لیے خود احتسابی اور منصوبہ بندی ضروری ہے۔ کیا ہم اس بہتے دریا کے پانی کو صرف اپنے موبائل کی اسکرین پر بہادیں گے یا اس سے اپنی کھیتی سیراب کریں گے؟ یہ سوال ہمیں اپنے آپ سے روز پوچھنا چاہیے۔ سوشل میڈیا کی سب سے بڑی سحر انگیزی اور شاید سب سے خطرناک پہلو وقت کا سراب ہے۔ اس ڈیجیٹل سراب سے بچنا اور وقت کے انمول موتی کو سنبھالنا ہی حقیقی دانش مندی ہے، ہمیں اپنے وقت کے استعمال کو منظم کرنا چاہیے،

سوشل میڈیا اور روشن امکانات کا دروازہ:

اس حقیقت کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جو بہت روشن اور امید افزا ہے۔ جہاں سوشل میڈیا برائیوں کا گڑھ، فتنہ و فساد کا ڈیرہ ہے، وہیں یہ نیکی پھیلانے اور دعوت حق کا ایک مؤثر ذریعہ اور وسیع پلیٹ فارم بھی ہے۔ آج کے دور میں جہاں روایتی ذرائع ابلاغ کی رسائی محدود ہو رہی ہے اور لوگ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر وقت زیادہ گزارتے ہیں، سوشل میڈیا کے ذریعے ہم اسلام کا خوبصورت پیغام لاکھوں، کروڑوں لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ قرآن کی آیات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، اسلامی تعلیمات، اچھی باتیں اور اخلاقی نصیحتیں، یہ سب ایک کلک پر پوری دنیا میں پھیلائی جا سکتی ہیں۔

یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں علمائے کرام، داعیان دین اور ہر صاحب ایمان اسلام کا حقیقی حسن پیش کر سکتے ہیں، اسلام کے بارے میں پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کر سکتے

نظریات

ہیں اور باطل نظریات کے سیلاب کا عقلی اور مؤثر طریقے سے بند باندھ سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے ہم مثبت مواد تخلیق کر سکتے ہیں، علمی مباحث میں حصہ لے سکتے ہیں اور دوسروں کو خیر کی دعوت دے سکتے ہیں۔ یہ جدید دور کا ایک ایسا منبر ہے جہاں سے حق کی کرنیں پھوٹ سکتی ہیں اور گمراہ دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور کیا جا سکتا ہے۔ یہ پلیٹ فارم نوجوان نسل کو دین سے جوڑنے، انہیں اسلامی اقدار سے روشناس کرانے اور انہیں وقت کے تقاضوں کے مطابق اسلامی تعلیمات کو سمجھانے کا ایک بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

ڈیجیٹل دور میں ایمان واخلاق کا تحفظ:

اس ٹیکنالوجی کے تیز رفتار زمانے میں ایک مسلمان کے لیے یہ سوال سب سے اہم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ایمان واخلاق کی حفاظت کس طرح کرے؟ اس کے لیے چند بنیادی حکمت عملیوں پر عمل کرنا ناگزیر ہے: سب سے پہلے ذہن میں تقویٰ کو بیدار رکھنا ضروری ہے، یہ سوچ ہمیشہ غالب رہے کہ ہمارے ہر آن لائن عمل کا حساب اللہ تعالیٰ کو دینا ہے۔ دوم وقت کی قدر کو سمجھا جائے اور سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے ایک حد مقرر کی جائے تاکہ یہ ہماری زندگی کے دیگر اہم پہلوؤں پر حاوی نہ ہو۔ سوم تحقیق اور تصدیق کے بغیر کسی بھی خبر یا معلومات کو آگے نہ بڑھایا جائے بالخصوص وہ خبریں جو فتنہ وفساد کا باعث بن سکتی ہیں چہارم اخلاقی حدود کا ہر حال میں خیال رکھا جائے غیبت، بہتان تراشی، بدزبانی اور نفرت انگیز گفتگو سے مکمل پرہیز کیا جائے۔ پنجم سوشل میڈیا کو محض تفریح یا وقت گزاری کا ذریعہ بنانے کی بجائے اسے دینی علم حاصل کرنے اور خیر پھیلانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ ششم اپنی اولاد اور نئی نسل کو بھی اس ٹیکنالوجی کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہ کیا جائے اور انہیں اسلامی اقدار کی روشنی میں اس کا صحیح استعمال سکھایا جائے، اس طرح ایک مسلمان نہ صرف اپنی روحانیت کو محفوظ رکھ سکے گا بلکہ اس ڈیجیٹل دور میں ایک مثبت اور ذمہ دار شہری کے طور پر بھی اپنا کردار ادا کر سکے گا۔

لہٰذا عصر حاضر کا یہ ڈیجیٹل منظر نامہ جہاں بظاہر فتنوں کا جال سا بچھا ہے، وہیں یہ عرفان کے نئے باب بھی کھول رہا ہے۔ یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس تند وتیز دریا کو خیر کے لیے استعمال کریں یا اس کے بھنور میں غرق ہو جائیں، اسلام نے ہمیں جو ابدی حکمتیں اور روشن اصول عطا کیے ہیں، وہ اس ڈیجیٹل دنیا میں بھی ہماری رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔

اگر ہم احتیاط، ذمہ داری، اور حکمت سے کام لیں تو یہ سوشل میڈیا محض ایک تفریحی ذریعہ نہیں بلکہ دین کی دعوت، علم کی اشاعت اور انسانیت کی بھلائی کا ایک نخل عرفاں بن سکتا ہے۔ آیئے، اپنے کردار کو پہچانیں، اپنے ایمان کا دامن تھامے رکھیں اور اس ڈیجیٹل سمندر میں ایک ایسا چراغ روشن کریں جو نہ صرف ہماری اپنی بلکہ دوسروں کی بھی راہوں کو منور کرے۔

◆◆◆

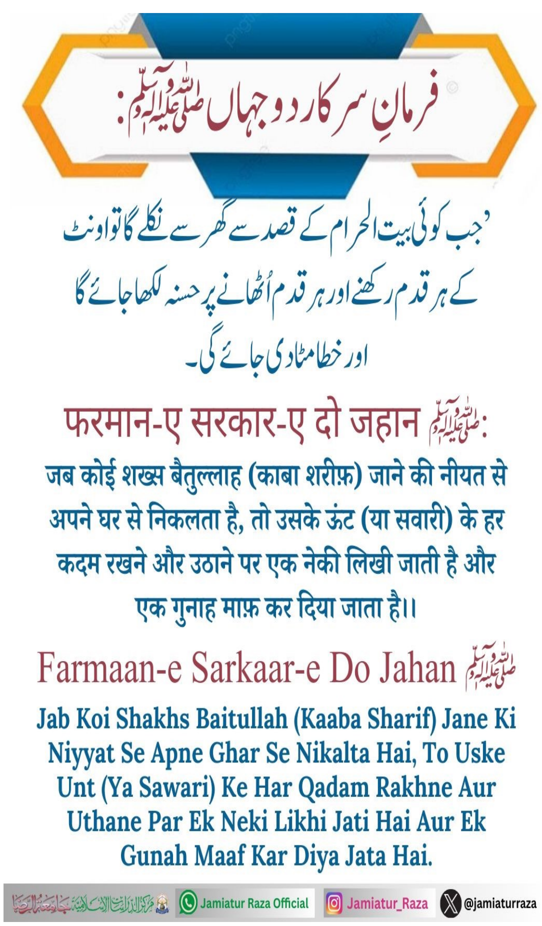

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

چونتیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

توبہ کے بعد گناہ نابود

معروف حدیث شریف: (حضرت فقیہ یعنی مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) یہ حدیث اس حدیث کے موافق ہے جو حضور سے (کتب حدیث میں) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ (ترجمہ) گناہ سے (سچی) توبہ کر لے نے والا اس کی طرح ہے جس نے (وہ) گناہ کیا ہی نہیں۔

شان غفّاری دیکھ کر ابلیس چیخ پڑتا ہے

حدیث شریف: ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے فرمایا: ان العبد اذا أذنب لم يكتب عليه حتى يذنب ذنبا آخر - الحديث۔ (ترجمہ) بندہ جب گناہ کرتا ہے تو وہ اس پر اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک اس سے دوسرا گناہ نہ سرزد ہو جائے پھر جب دوسرا گناہ کر لیا تو وہ بھی مؤخر کیا جاتا ہے یہاں تک کے تیسرا گناہ ہو جائے (حتی کہ) جب گناہ پانچ ہو جاتے ہیں اور (اس بیچ بندہ) کوئی ایک حسنہ کر لیتا ہے تو اس کے لئے نیکیاں (بجائے دس کے) پانچ لکھی جاتی ہیں اور (دس میں کی) بقیہ پانچ، پانچ سیئات کے بدلے میں (بطور کفارہ) ہو جاتی ہیں تو اس وقت (اللہ کی شان غفاری دیکھ کر) ابلیس لعین (مارے صدمے کے) چیخ پڑتا ہے کہتا ہے (ہائے میری ناکامی) میں آدم کی اولاد پر کیسے قابو پا سکتا ہوں؟ جب کہ حالت یہ ہے کہ میں نے اس پر (پوری) محنت صرف کی تھی لیکن اس کی ایک نیکی نے میری ساری محنت و کوشش پر (ذرا دیر میں) پانی پھیر دیا۔

توبہ کا دروازہ کیسا ہے اور کب تک کھلا رہے گا؟

حدیث شریف: حضرت صفوان ابن عسال مرادی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من قبل المغرب باب خلقه الله تعالى للتوبة-الحديث۔ (ترجمہ) جانب مغرب ایک (عظیم) دروازہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے خلق فرمایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی یا (فرمایا) چالیس سال کی مسافت (کے برابر) ہے۔ وہ (کھلا ہوا ہے اور) برابر اس دن تک کھلا رہے گا جس دن سورج (خلاف عادت) پچھم سے طلوع ہوگا۔

بندہ اوّاب تو مولا توّاب

تفسیر: حضرت امام سعید ابن مسیب علیہ الرحمہ نے آیت کریمہ: فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُوراً۔ (ترجمہ) بے شک وہ بکثرت توبہ کرنے والوں کے لئے بڑا غافر ہے۔ [سورۂ بنی اسرائیل-۲۵] کی تفسیر میں فرمایا: ''اوّاب'' جس سے گناہ ہو جائے پھر توبہ کر لے پھر گناہ کر بیٹھے پھر توبہ کر لے پھر گناہ کرے پھر توبہ کرے (یعنی اوابین سے مراد ہیں بار بار توبہ توڑنے، بار بار سچی توبہ کرنے والے گنہگار بندے)

یہ بار بار توبہ توڑ کر پھر توبہ کر لینا کب تک چلے گا؟

تفسیر از حسن بصری: اور حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (اس بارے میں) پوچھا گیا کہ حضرت! یہ (توبہ شکنی کا سلسلہ) کب تک (چل سکے گا)؟ فرمایا میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ اخلاق مومنین سے ہے۔

عارف باللہ کے لئے پیشۂ معرفت میں چھ اوزار درکار

حکمت بھری بات: بعض حکما سے منقول ہے، فرمایا:

''حرفة العارف ستة اشياء: اذا ذكر الله افتخر، واذا ذكر نفسه احتقر، واذا نظر في آيات الله اعتبر، واذا همّ بمعصية او شهوة انزجر واذا ذكر عفو الله استبشر،

واذا ذکر ذنوبه استغفر۔ (ترجمہ) عارف باللہ کے لئے پیشۂ معرفت میں کام آنے والے آلات واوزار چھ چیزیں ہیں: (۱) جب وہ اللہ کا دھیان کرتا ہے تو [اس کی معبودیت وربوبیت پر] نازاں ہوتا ہے۔ (۲) اور جب اس کا دھیان خود اپنی ذات کی طرف جاتا ہے تو اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ [کیونکہ کمال عبدیت تواضع وتذلّل ہی میں ہے] (۳) اور جب اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں نظر کرتا ہے تو عبرت پذیر ہوتا [سبق لیتا] ہے [اس سے اللہ کی معرفت، قدرت اور عظمت اس کے دل میں مزید سے مزید ہوتی ہے] (۴) اور جب کبھی کسی گناہ کا یا نفسانی خواہش کی انجام دہی کا ارادہ کرنا چاہتا ہے تو ٹھٹک جاتا ہے۔ (۵) اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی صفت عفو یاد کرتا ہے تو خوش ہو لیتا ہے۔ [رحمت سے پُر امید ہونے لگتا ہے] (۶) اور جب اپنے سب قسم کے گناہوں کا دھیان کرتا ہے تو توبہ واستغفار میں لگتا ہے۔''

ایک مجرم کی نادِمانہ آہ وبکا نے فاروق اعظم کو رُلا دیا

عہد رسالت کا ایک عجیب وغریب واقعہ: مصنف علیہ الرحمہ اپنے والد صاحب سے سن کر، ان کی اسناد تام نقل کرتے ہوئے بطریق معمر، امام زہری سے راوی ہیں، آپ نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر آئے کہ رو رہے تھے۔ (دیکھ کر) حضور نے دریافت فرمایا: عمر! یہ رونا کیسا؟ (رونے کا سبب بتاؤ) حضرت عمر نے روتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ! حضور کے دراقدس پر کھڑا ایک نوجوان (لڑکا بُری طرح) رو رہا ہے، اس کی گریہ وزاری (اور بے چارگی) پر مجھے رونا آ گیا، تو حضور نے فرمایا: عمر! اسے میرے پاس اندر بلا کے لاؤ۔ وہ روتے ہوئے اندر آیا اور برابر روئے جارہا تھا، حضور نے اس سے دریافت فرمایا: اے نوجوان (لڑکے)! تو کس وجہ سے (اتنا) رو رہا ہے؟ اس نے عرض کیا: مجھے میرے کثیر گناہوں (کے احساس) نے رُلایا ہے اور میں جبار غضبان (زبردست سخت غضب والے یعنی اللہ تعالیٰ) سے اپنے متعلق بہت خوفزدہ ہوں۔ حضور نے دریافت کرتے ہوئے فرمایا:

کیا تجھ سے کوئی کفر وشرک ہو گیا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ (جب معلوم ہو گیا کہ یہ مرتد نہیں ہوا ہے، ایمان اس کا سلامت ہے تو اَب) حضور نے فرمایا: کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کر دیا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ (جب معلوم ہو گیا کہ یہ بعد کفر، اکبر کبائر یعنی قتل ناحق کا بھی مجرم نہیں ہے تو اَب تسلی وترحم کے طور پر اس سے) رحمت عالم نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''فان اللہ یغفر ذنبک ولو کان مثل السماوات السبع والارضین السبع والجبال الرواسی۔ یعنی (جب تو ارتداد وقتل ناحق کا مرتکب نہیں ہے) تو اب تجھے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرا گناہ بے شک بخش دے گا اگر چہ وہ (کتنا ہی بڑا اور بُرا ہو حتیٰ کہ) ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں اور بھاری بھاری بڑے بڑے پہاڑوں کے برابر ہو۔''

اس نے عرض کیا: حضور! میرا گناہ ان سب سے بھی عظیم تر ہے، حضور نے فرمایا: تیرا گناہ اعظم ہے یا کرسی؟ اس نے عرض کیا: حضور! میرا گناہ اعظم ہے، فرمایا: تیرا گناہ اعظم ہے یا عرش کریم؟ عرض کیا: حضور! میرا گناہ اس سے بھی عظیم تر ہے، حضور نے فرمایا: ذنبک اعظم ام الٰھک۔ تیرا گناہ اعظم ہے یا تیرا معبود؟ عرض کیا: نہیں، بلکہ اللہ ہی اعظم واجل ہے، فرمایا: پھر تو بات یہی ہے کہ ذنب عظیم کو خدائے عظیم ہی بخش سکتا ہے۔ (مصنف نے توضیحاً کہا) ''اللہ عظیم ہے'' سے مراد ہے اللہ عظیم التجاوز ہے۔

حضور نے فرمایا: اخبرنی عن ذنبک تو مجھے اپنے گناہ کی خبر دے (کہ آخر وہ ہے کیا)؟ عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے حضور سے بیان کرتے شرم آتی ہے' فرمایا: مجھے اپنا گناہ بتا [شرم مت کر] (وہ بتانے پر آمادہ ہوا اور) عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! میں نباش (یعنی کفن چور) تھا، سات سالوں سے نباشی کرتا آ رہا ہوں، یہاں تک کہ (کل یا پرسوں) بنات انصار میں کی ایک دوشیزہ مری، تو میں نے (اپنی عادت بد سے مجبور ہو کر) اس کی قبر کھولی اور اس کے بدن کو، کفن سے باہر کیا (وہ ننگی ہو گئی) اور میں کفن نکال کر چلا۔ ابھی زیادہ نہیں چلا تھا کہ ناگاہ میرے نفس پر شیطان کا غلبہ ہوا اور واپس آ کر میں نے اس سے جماع کیا۔

(جب جماع سے فارغ ہوکر) چلنے کو ہوا اسی وقت لڑکی (زندہ ہو کر) اُٹھ بیٹھی اور بولی:

''ویلک یا شاب !اما تستحی من دیان یوم الدین؟ یضع کرسیه للقضاو یأخذ للمظلوم من الظالم۔ ترکتنی عریانة فی عسکر الموتی واوقفتنی جنبا بین یدی اللہ عزوجل۔ (ترجمہ) تیرا بُرا ہوا ے لڑکے! کیا تو روز جزا کے دیّان سے حیا نہیں کرتا، جس کی کرسی قضا اس روز برائے قضا رکھی جائے گی اور وہ مظلوم کے لئے ظالم سے مؤاخذہ فرمائے گا۔ ارے تو نے مجھے مُردوں کی بھیڑ بھاڑ میں ننگی اگھاڑی کر چھوڑا اور مجھے ناپاکی کی حالت میں اللہ کے حضور قائم کر دیا۔''

تو (یہ سب ماجرا سن کر حضور رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلال آ گیا اور غصہ سے) اس پر جھپٹے اس کی گدی پر ہاتھ لگا کر دھکا دیتے ہوئے فرمایا کہ اے فاسق! تو آگ کا کس قدر حاجت مند ہے نکل جا یہاں سے (میرے سامنے سے دفع ہو جا) تو وہ جوان نکل گیا اللہ کی طرف رجوع وانابت کرتے ہوئے، اللہ سے توبہ کرتے گریہ وزاری کرتے ہوئے اسے چالیس راتیں بیت گئیں۔ جب چالیس راتیں پوری ہولیں تب اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور (آسمان کو تکتے ہوئے) عرض کرنے لگا:

''یا اله محمد وآدم وحواء !ان کنت غفرت لی فاعلم محمدا صلی اللہ تعالی علیه وسلم واصحابه والا فارسل نارا من السماء فاحرقنی به ونجّنی من عذاب الآخرة۔ (ترجمہ) اے محمد وآدم وحواء (علیہم السلام) کے خدا! اگر تو نے مجھے بخش دیا ہے تو محمد (رسول اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو اس کی اطلاع دیدے۔ ورنہ آسمان سے ایک آگ بھیج اور اس سے مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے مجھے رہائی دیدے۔''

......(راوی واقعہ نے) کہا تو (اسی وقت) حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر آئے اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔ حضور نے جواب میں کہا: ھو السلام ومنه السلام والیه یرجع السلام، وہ تو خود سلام ہے (کہ سلام اسماء حسنی میں سے اس کا ایک نام ہے) اور اسی کی طرف سے ہے سلامتی اور اسی کی طرف لوٹتی ہے سلامتی۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ (آپ سے) فرماتا ہے: انت خلقت الخلق؟ کیا تم نے پیدا کی ہے مخلوق؟ حضور علیہ السلام نے کہا: بل ھو الذی خلقنی وخلقھم۔ نہیں، بلکہ وہی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی نے سب کو پیدا کیا ہے (وہی سب کا خالق ہے) جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ (آپ سے) فرماتا ہے: انت ترزقھم؟ کیا مخلوق کو روزی تم دیتے ہو؟ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: نہیں بلکہ ان کو بھی اللہ ہی روزی عطا فرماتا ہے اور مجھے بھی۔ (سب کا رازق وہی ہے)

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ (آپ سے) فرماتا ہے: انت تتوب علیھم؟ کیا بندوں کی توبہ تم قبول کروگے؟ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: بل اللہ یتوب علی وعلیھم۔ نہیں، بلکہ میری، ان کی، سب کی توبہ کو قبول کرنا اللہ ہی کا کام ہے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: وہ فرماتا ہے: تب علی عبدی فانی تبت علیه۔ تم میرے (اس بندے کی) توبہ قبول فرمالو۔ کہ میں نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے۔ اب حضور پر نور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوان کو بلوایا اور اس کو خوش خبری سنائی کہ تیری توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی ہے۔

تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں) عاقل کو چاہئے کہ اس خبر سے عبرت لے اور اسے معلوم ہونا چاہئے کہ زنا زندہ عورت کے ساتھ (شناعت وقباحت میں) اس زنا سے عظیم تر ہے جو میت کے ساتھ واقع ہو اور زانی کو چاہئے کہ حقیقی (سچی) توبہ کرے کیونکہ جوان مذکور کی توبہ حقیقی تھی جبھی تو اللہ تعالی نے اسے معاف فرمادیا اور توبہ، بقدر گناہ ہونی چاہئے ''توبہ نصوح'' سے کیا مراد ہے؟

تفسیری روایت: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کریمہ: یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً

نَّصُوحاً۔ [سورۂ تحریم-۸] کی تفسیر میں مروی ہے فرمایا: توبۂ نصوح سے مراد ہے (وہ توبہ جو اپنی تینوں شرطوں کی جامع ہو یعنی) گناہ پر، دل سے نادم ہونا، زبان سے بخشش و معافی مانگنا اور نیت میں ٹھان لینا کہ آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا۔

محض زبانی توبہ و استغفار اُلٹا جرم

حدیث شریف: (کتب حدیث میں مذکور ہے کہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **المستغفر باللسان المصر علی الذنوب کالمستہزی بہ۔** (ترجمہ) گناہوں پر اصرار کے باوجود زبان سے استغفار کرنے والا اسکی طرح ہے جو اُس سے استہزاء کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

جھوٹا استغفار - گناہوں کا انبار

قول رابعہ بصریہ: منقول ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہا کرتی تھیں کہ ہمارا (ایک) استغفار، کثیر استغفاروں کا محتاج ہے۔

توضیح: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) مطلب یہ ہے کہ جب بندہ زبان سے استغفار کرے اور نیت میں ہو کہ دوبارہ پھر کروں گا، تو ایسی توبہ جھوٹوں کی توبہ ہے اور جھوٹی توبہ، توبہ نہیں، بے شک توبہ تو اسی بات کا نام ہے کہ نادم ہو کر زبان سے مغفرت چاہے اور نیت میں یہ (پختگی) ہو کہ اب ایسا دوبارہ نہیں کروں گا۔ لہٰذا جب بندہ ایسی توبہ کرلے گا تو (پوری امید ہے کہ) اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دے گا اگرچہ عظیم تر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا درگزر فرمانے اور بندوں پر بہت رحم کرنے والا ہے۔

حکایت: ذکر کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک (نیک دل، نیکوں کی قدر کرنے والا) بادشاہ تھا۔ اس کے سامنے (ایک دن) ایک عابد کی تعریف و توصیف کی گئی تو بادشاہ نے اسے بلوایا اور اس بات پر اسے راضی کرنے کی کوشش کی کہ وہ بادشاہ کی مصاحبت میں رہا کرے اور شاہی دربار سے ہٹ کر اور کہیں نہ چلا جائے (یعنی مستقلاً یہیں رہے۔ تو جواب میں بادشاہ سے) اس عابد نے کہا: اے بادشاہ! آپ جو کہہ رہے اچھی بات ہے (قابل قدر ہے) لیکن (میرے لئے خطرناک ہے کیونکہ) اگر بالفرض میں کسی دن آپ کی رہائش گاہ (مخصوص کمرے میں) داخل ہوا اور وہاں آپ نے مجھے اپنی (منتخب) لونڈی سے کھلواڑ کرتے دیکھ لیا تو (بتائیے کہ) اس وقت آپ کا میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ تو بادشاہ کو یہ سنتے ہی غصہ آگیا اور (جلال بھرے لہجے میں) کہا: ارے فاجر (بدکار) کیا تو مجھ پر ایسی جرأت کرے گا؟ عابد نے کہا: میرا ایک مالک ہے جو بڑا کریم (حلیم و رحیم) ہے۔ اگر (بالفرض) وہ مجھ سے ایک دن میں ستر گناہوں کا صدور دیکھ لے تب بھی وہ مجھ پر غضبناک نہ ہو، اور نہ اپنے در سے مجھے دھتکارے اور نہ وظیفہ سے محروم فرمائے۔ تو میں کیونکر اس کے دروازے سے ہٹ سکتا ہوں؟ اور ایسے (مالک) کے در پر کیسے پڑ رہوں جو مجھ پر غصہ کرے قبل اس کے کہ میں نے ابھی غصہ دلانے والا کام نہیں کیا۔ تو اس وقت کی کیفیت کا کیا عالم ہوگا جب آپ مجھے معصیت کرتے ہوئے دیکھ لیں اور پھر وہ (دربار شاہی سے) نکل کر چلا گیا۔

کس گناہ کی کیسی توبہ لازم

(فقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں) گناہ کے کاموں کی دو صورتیں ہیں (حقوق اللہ سے متعلق اور حقوق العباد سے متعلق یعنی) ایک گناہ وہ ہے جو محض تیرے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے اور ایک گناہ وہ ہے جو تیرے اور بندگان خدا کے درمیان والا ہے۔

حقوق اللہ سے متعلق توبہ کی کیفیت

قسم اوّل کی توبہ: تو قسم اوّل کی توبہ یہ ہے کہ تو زبان سے توبہ و استغفار کرے اور دل سے نادم بھی ہو اور نیت میں یہ بھی ہو کہ اب دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ تو اگر کوئی ایسی توبہ کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے کھسکے۔

قضا و کفارہ: ہاں اگر فرائض و واجبات میں سے کوئی فرض یا واجب بندۂ مکلف سے (بلا اذن شرعی) چھوٹ گیا ہو تو یہ زبانی توبہ و استغفار اور قلبی ندامت و عزم ابھی کافی نہیں (کیونکہ اس کے لئے ایک شرط اور ہے وہ یہ کہ) جب تک کہ چھوڑے ہوئے حکم کی قضا (یا قائم مقام قضا) نہیں لائے گا اس وقت تک محض زبانی توبہ،

قلبی ندامت نفع نہیں دے گی۔

حقوق العباد سے متعلق توبہ کی کیفیت

قسم دوم کی توبہ: اور رہا وہ گناہ جو تیرے اور مخلوق خدا کے درمیان والا ہے تو اس میں زبانی توبہ واستغفار اور قلبی ندامت تیرے لئے کافی اس وقت تک نہیں جب تک کہ تو انہیں راضی نہیں کر لے اور وہ تجھے حِل میں نہ کر دیں۔ (یعنی اپنا حق یا مظلمہ معاف نہ کر دیں۔)

توبہ صادقہ تامہ کی برکت

قول تابعی: بعض تابعین کرام (نام مذکور نہیں) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے۔ فرمایا: بندہ سے گناہ ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کر لیتا ہے (جیسی کرنی چاہئے) اور پھر برابر زندگی بھر اس پر نادم ومتأسف ہو کر معافی مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہ اس کے لئے (بتوسط کثرت توبہ وگریہ) استحقاق دخول جنت کا سبب بن جاتا ہے۔ تو شیطان (غمزدہ ہو کر کفِ افسوس ملتے ہوئے) کہتا ہے: کاش میں نے اس سے وہ گناہ نہ کرایا ہوتا۔

تین کاموں میں عجلت بہتر ہے اور تأنّی مذموم ومضر

قول واسطی: منقول ہے کہ حضرت ابوبکر واسطی (علیہ الرحمہ والرضوان) نے فرمایا: ''تأنّی'' (یعنی ٹال مٹول کرنا، دیر لگانا، جلد بازی نہ کرنا) ہر کام میں حَسَن ہے (خوبی والی خصلت ہے) ہاں تین کاموں میں ''تأنّی'' (یعنی ترکِ عجلت) ٹھیک نہیں۔

(۱) نماز میں نماز کا مستحب وقت ہو جانے پر۔ (۲) اور تدفین میت میں ''تأنّی'' (یعنی بلا وجہ شرعی کار تدفین مؤخر کرنا شرعاً حسن نہیں بلکہ قبیح ہے، بُرا ڈھنگ ہے) (۳) اور معصیت سے توبہ کرنے میں ''تأنّی'' (یعنی توبہ میں تاخیر، ٹال مٹول آج کی کل کرنا حسن نہیں بلکہ قبیح حتی کہ بڑی خطرناک ہے)

سچی توبہ کی پہچان، نہایت آسان

قول بزرگاں: بعض حکما (عارفین کرام) کا ارشاد ہے کہ چار باتوں سے توبہ کی حقیقت کھل جاتی ہے، معرفت حاصل ہو جاتی ہے: (۱) ایک یہ کہ بندہ اپنی زبان کو فضول گوئی، دروغ گوئی اور غیبت سے روک لے، بند کر لے۔ (۲) دوسرے یہ کہ وہ اپنے دل میں کسی کے لئے حسد اور (بے وجہ شرعی) دشمنی نہ پائے۔ (۳) اور تیسرے یہ کہ بُرے ساتھیوں کی سنگت چھوڑ دے۔ [ان سے بالکل جدائی اختیار کر لے] (۴) اور چوتھے یہ کہ موت کیلئے مستعد ہو جائے (آخرت کی تیاری میں لگا رہے) اور اب تک جو گناہ ہوئے ان پر نادم ہو کر (برابر بکثرت) توبہ واستغفار کرنے میں لگے اور اللہ کے احکام کی بجا آوری اور ثوابی کاموں میں محنت کرنے لگے۔

قابل قبول توبہ کی چار علامات

قول حکیم: کسی حکیم (صاحبِ معرفت وحکمت بزرگ) سے پوچھا گیا: حضرت! کیا تائب کے لئے ایسی کوئی علامت ہے جس سے وہ خود پہچان سکے کہ اس کی توبہ لائق قبول ہے (یا نہیں)؟ فرمایا: ہاں (علامت) ہے اور وہ چار چیزیں ہیں:

(۱) **پہلی** یہ ہے کہ اس نے بُری سنگت والوں سے ترک تعلق کر لیا ہو (ان سے میل جول، آنا جانا، لین دین بالکل بند کر دیا ہو) اور انہیں (اپنے قول وفعل سے) سُجھا دیا ہو کہ میں تم سے (یعنی تمہاری صحبت کے ضرر سے) خود بخود دہیبت زدہ ہوں (لہٰذا اب تم سے ملنا نہیں چاہتا) اور (بُرے ساتھیوں کی جگہ) صالحین سے خلط ملط رکھنے لگا ہو۔ (۲) اور **دوسری علامت** یہ ہے کہ ہر قسم کے گناہ سے اس کے اندر بے تعلقی پیدا ہو گئی ہو (نفرت کرنے اور بچنے لگا ہو) اور (اس کے برخلاف) جملہ طاعات (ثوابی کاموں) کی طرف مُقبل ہو [متوجہ رہنے لگا ہو]

(۳) اور **تیسری علامت** یہ ہے کہ اس کے دل سے دنیا بھر کی خوشیاں چلی گئی ہوں اور (اس کے مقابل) اسے اپنے دل میں ہمیشہ آخرت کا حزن وغم دِکھتا ہو۔ (ہر وقت غم آخرت میں غمگین رہنے لگا ہو)

(۴) اور **چوتھی علامت** یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو پاتا ہو کہ اس چیز سے بے فکر ہے جو اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے۔ (یعنی روزی روٹی کی فکر میں متفکر نہ رہتا ہو) اور (اس کے مقابل) خود کو دیکھتا ہو احکام شریعت کی بجا آوری میں مشتغل ومصروف ہے۔

.... جاری

(از: محمد انس رضا حامی برکاتی *

کیا اسلام نے عورتوں کو کچھ نہیں دیا؟

تمام تعریفیں اس پاک پروردگار کے لیے جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور ہر مخلوق کو اس کے مقام وضرورت کے مطابق حقوق عطا فرمائے۔ درود وسلام ہو نبی کریم ﷺ پر جنہوں نے انسان کو انسانیت سکھائی اور مظلوموں کو ان کا حق دلوایا، آج کا دور فتنوں سے بھرا ہوا ہے۔ کچھ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں وہ شکر کے بجائے ان میں خامیاں تلاش کرتے ہیں، ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمیں دین حق، اسلام اور دولت ایمان ملی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر افسوس، بعض لوگ اسی دین پر اعتراض کرتے ہیں، جیسے: اسلام نے عورت کو دیا ہی کیا ہے؟ ایسے اعتراضات کرنے سے پہلے عقل کا تقاضا ہے کہ تحقیق کی جائے، کیونکہ انسان اور جانور میں فرق ہی عقل کا ہے، تحقیق کریں، پھر انصاف سے فیصلہ کریں۔

آیئے! پہلے ان اعتراضات کو دیکھتے ہیں جو دشمنانِ اسلام عورتوں کے حوالے سے کرتے ہیں: (۱) مسلمانوں نے عورتوں کو بچہ پیدا کرنے کی مشین سمجھ رکھا ہے۔ (۲) اسلام نے عورتوں کو کھیتی فرما کر مکان گرادیا۔ (۳) مرد کو چار شادیوں کی اجازت اور عورت کو ایک شوہر کا پابند رہنا ہوتا ہے۔ (٤) اسلام میں تو مرد افضل، عورت فضول لگتی ہے۔ (٥) اسلام میں عورت کی گواہی کو آدھی قرار دیا گیا، وہ ناقص العقل ہے۔ (٦) حجاب یا پردے کا حکم عورتوں کی آزادی سلب کرتا ہے۔

(۱) مسلمانوں نے عورتوں کو بچہ پیدا کرنے کی مشین (baby-producing machine) سمجھ رکھا ہے۔ جواب کا آغاز دو نکات سے: (۱) کیا اسلام نے عورت کو مشین کہا (۲) نکاح کی حکمتیں۔ (1) اسلام کا نظریہ عورت کے بارے میں: قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ (بنی اسرائیل-۷۰، ترجمۂ کنز الایمان) اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دیا) یہاں مرد یا عورت کی تخصیص نہیں، انسان کی بات کی گئی۔ اسلام نے مرد وعورت دونوں کو dignity دی، مشین سمجھنے والے مسلمان نہیں بلکہ وہ ہیں جن کا مذہب عورت کو غلام یا جائیداد سمجھتا ہے۔

(2) نکاح کی حکمتیں: اسلام میں نکاح کا مقصد صرف اولاد نہیں، بلکہ: صالح اولاد (righteous children) غربت سے نجات: حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نکاح کرنے پر غربت دور ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔

بیوی بہترین Advisor Partner ہوتی ہے۔ نکاح سے برکت، عزت، حیا اور گھر بنتا ہے۔ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُممَ۔ (سنن ابی داود، حدیث: 2050) ترجمہ: محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت سے امتوں پر فخر کروں گا۔ الودود= Loving, emotionally warm, caring الولود= Fertile, capable of bearing children یہ حدیث نسل کے فروغ کی ترغیب دیتی ہے، نہ کہ بچے پیدا کرنے کی مشینی ہدایت، کہیں بھی 10-12 بچے پیدا کرو کا حکم نہیں۔ خدائے ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

''وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ۔ (ترجمۂ کنز الایمان) اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔''
(الانعام-۱۵۱)

دوسری جگہ خدائے پاک نے ارشاد فرمایا:

''وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ

* مضمون نگار جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۔(ترجمۂ کنزالایمان) اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم تمھیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔“ (بنی اسرائیل-۳۱)

پہلی آیت کی تفسیر کے متعلق تفسیر مدارک میں ہے: تم اپنی اولاد کو فقر و فاقہ اور غربت کی وجہ سے اور غربت کے خوف سے قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم رزق دیتے ہیں تمہیں بھی اور انھیں بھی کیونکہ غلام کا رزق آقا کے ذمہ ہوتا ہے۔ دوسری آیت کی تفسیر میں تفسیر مدارک میں ہے: اپنی اولاد کو قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ (بنی اسرائیل کے لوگ) اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ فقر و فاقہ کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنی اولاد قتل کرنے سے منع فرمایا اور خود ان کے رزق کا ضامن بن گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا بے شک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف کا ایک اور مطلب سمجھ آ گیا کہ زیادہ بچے ہوں تو انہیں قتل بھی نہ کرو، جب رازق اللہ ہے تو پورا یقین اسی پر رکھو۔

آیئے اب تھوڑے عقل کے تقاضے دیکھتے ہیں: (۱) Positive Population Growth: اچھی تربیت یافتہ نسل معاشرے کا سرمایہ ہوتی ہے۔ (۲) ابن خلدون: قوموں کی طاقت ان کی تعداد سے جڑی ہے۔ (۳) Family Balance: زیادہ بچے = مضبوط خاندانی نظام، کم طلاقیں، بہتر تربیت۔ کیا بچے صرف عورت سے پیدا ہو سکتے ہیں؟ اگر ہاں، تو یہ فطرت ہے، نہ کہ مشینی عمل۔ اولاد کی پیدائش ایک مقدس فطری عمل ہے، نہ کہ عورت کی تذلیل۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی، باقی ازواج مطہرات سے اولاد نہیں ہوئی، مگر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کے حقوق ادا فرمائے، عزت دی، علم سکھایا، یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقیہہ بنیں۔

گاندھاری کے متعلق مہابھارت (آدی پرو، باب 115-119) میں ہے کہ اُس نے 100 بیٹے اور ایک بیٹی کو جنم دیا، وہ بھی گوشت کے گٹھے سے! اب سوال یہ ہے کہ مشین کا لقب وہاں کیوں نہ دیا گیا؟ اسلام نے عورت کو مشین نہیں بنایا بلکہ مکمل عزت، وقار اور کردار دیا۔ عورت اگر اولاد پیدا کرے تو یہ اس کی فطرت اور قدرت کی شان ہے، نہ کہ بے قدری۔ دشمنوں کے پروپیگنڈے سے بچیں! اسلام کی تعلیمات کو سمجھیں اور فطرت سے جنگ نہ کریں۔

(۲) اسلام نے عورتوں کو کھیتی فرما کر مقام گرا دیا، بعض لوگ قرآنِ کریم کی آیت "نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ" (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں) کو لے کر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو صرف پیداوار کی مشین (producing-baby machine) یا کھیتی کہہ کر اس کا درجہ کم کر دیا۔ آئیں! قرآن، حدیث، عقل اور تاریخ کی روشنی میں اس اعتراض کا جواب دیکھتے ہیں، آیتِ مبارکہ: نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ترجمۂ کنزالایمان: تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بشارت دو ایمان والوں کو۔

پہلے پچھلی آیت (حیض کا حکم) کو جانیے: وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ ترجمۂ کنزالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

اب دیکھتے ہیں اس آیت کا شانِ نزول: عرب کے لوگ

یہودیوں اور مجوسیوں کی طرح حیض والی عورتوں (Menstruating women) سے بہت نفرت کرتے تھے، ان کے ساتھ کھانا پینا، ایک مکان میں رہنا انہیں گوارا نہ تھا بلکہ یہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے جبکہ عیسائیوں کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس تھا یعنی وہ ان دنوں میں عورتوں سے ملاپ میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حیض کا حکم دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۳، ۲/ ۶۴، الجزء الثالث)

اسلامک لاء (Islamic Laws) کی بہترین کتاب بہارِ شریعت میں ہے: اور اِفراط وتفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتادیا گیا کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے ہم بستری کرنا حرام ہے اور چونکہ یہ قرآن کی واضح آیت سے ثابت ہے لہٰذا ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کرلیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ دوم، نفاس کا بیان، ۱/ ۳۸۲)

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ یہ آیت اُس یہودی عقیدے کے رد میں نازل ہوئی جس میں وہ کہتے تھے کہ مخصوص طریقے سے (مثلاً مختلف زاویے یا انداز سے) ہمبستری کی جائے تو اولاد بھینگے پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے بتایا: عورت کھیتی ہے، یعنی نسل کا ذریعہ، اس میں تم مختلف جائز طریقوں (positions) سے تعلق قائم کرسکتے ہو، بس مقام وہی ہو جہاں نسل کی تخلیق ممکن ہو (vagina) تفسیر مدارک: عورت کو کھیتی اس لیے کہا کہ جیسے زمین میں بیج بو کر فصل اگتی ہے، ویسے ہی رحم میں نطفہ ڈال کر بچہ پیدا ہوتا ہے، تفسیر جلالین: محلِ زرع، یعنی وہ مقام جہاں تم اولاد کے لیے بیج بوتے ہو۔

فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۔ (Come to your tilth however you wish) مطلب یہ نہیں کہ جہاں چاہو (any place) بلکہ جیسے چاہو (in different positions) مقام ایک ہی ہے: اگلی راہ (front passage) حدیث: لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا۔ (ابن ماجہ، حدیث 1923) ترجمہ: اللہ ایسے مرد پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو بیوی سے پیچھے کے راستے تعلق قائم کرے۔

تقل کے تقاضے: (۱) شوہر = کسان: جیسے کسان کھیت کا خیال رکھتا ہے، ویسے شوہر کو بیوی کی عزت، نرمی کے ساتھ دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ (۲) کھیت = خاص ملکیت: ہر کھیت میں ہر کوئی نہیں کاشت کرتا، ایسے ہی عورت کی عزت صرف شوہر کے لیے مخصوص ہے۔ (۳) نسل = مقصد: کھیتی کا مقصد صرف لذت نہیں، فصل ہے۔ عورت سے تعلق کا مقصد صرف شہوت نہیں بلکہ نسل، محبت، سکون اور خاندان کی بنیاد ہے۔ (٤) کھیت = مخصوص مقام: زمین کا ہر حصہ کھیتی کے لیے مناسب نہیں، ایسے ہی صرف رحم ہی مقامِ تعلق ہے، باقی (like back passage) منع ہے۔ (٥) اسلام کا حسن: عورت کو صرف کھیتی نہیں کہا، بلکہ فرمایا: جنت ماں کے قدموں تلے ہے، عورت کو ہیرا (diamond) کہا اور پردے میں رکھ کر اس کی حفاظت فرمائی۔ (٦) اگر کھیتی ہونا اتنا برا ہے، تو پھر لوگ اپنی کھیتیں بیچ کیوں نہیں دیتے؟ بلکہ ہر کوئی اپنی زمین سنبھال کر رکھتا ہے! مرد کے بارے میں بھی مثال ہے: الرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ۔ (صحیح بخاری 893) ترجمہ: مرد اپنے گھر کا نگراں ہے، اس سے اہلِ خانہ کے متعلق سوال ہوگا۔

یہاں "راع" چرواہے کے لیے آتا ہے۔ مگر مقصد طعن نہیں، بلکہ ذمہ داری کی وضاحت ہے، جیسے کھیتی مثال عورت کی اہمیت اور مقام کی تشریح ہے، نہ کہ اہانت! عورت کو "حرث" کہنا، مقام گھٹانا نہیں، بلکہ اُس کی قدرتی، فطری اور بلند شان کی علامت ہے۔ اسلام نے عورت کو پیداوار، خاندان، نسل، محبت اور سکون کی بنیاد بتایا نہ کہ صرف لذت کا ذریعہ۔

(۳) مرد کو چار شادیوں کی اجازت اور عورت کا ایک شوہر کا پابند رہنا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ۔ (النساء: 3) ترجمہ: نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش (پسند) آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کے

دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔

یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے، اس میں بے شمار حکمتیں ہیں، جو انسانی عقل مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ انصاف نہیں کہ مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہو، مگر عورت کو ایک ہی شوہر کے ساتھ رہنا پڑے۔ بعض تو یہ بھی کہتے ہیں کہ عورت کو بھی بیک وقت کئی شوہر رکھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ یہ سوچ نہ صرف غلط (baseless) بلکہ غیر فطری (unnatural) ہے۔

ذرا تفصیل سے سمجھیں: آیت کے پس منظر کی تشریح: امام حسن بصری رحمہ اللہ کے مطابق، پہلے زمانے میں کچھ لوگ یتیم لڑکیوں سے اُن کے مال کی لالچ میں نکاح کرتے تھے، حالانکہ دل میں اُن کی طرف رغبت نہ ہوتی۔ پھر اُن کے ساتھ ناانصافی کرتے اور اُن کی موت کے منتظر رہتے, اللہ تعالیٰ نے اس حرکت سے روکا اور عدل و انصاف کا حکم دیا۔ (صاوی، مدارک تحت آیت: النساء:3) یہ آیت "حکم" نہیں بلکہ "اجازت" ہے، وہ بھی عدل کے ساتھ, یعنی اگر مرد عدل نہیں کرسکتا تو اسے ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا ہوگا اور رہا سوال عورت کو متعدد شوہروں کی اجازت کیوں نہیں؟

جواب: (۱) نسب کی شناخت (Lineage issue): اگر عورت بیک وقت کئی شوہروں کے ساتھ تعلق رکھے تو بچے کا نسب (paternity) واضح نہیں رہتا۔ حمل کے دوران DNA سے تو باپ کا پتا چل سکتا ہے، مگر حمل سے پہلے اور دورانِ حمل تک عورت اور مرد دونوں کے درمیان تعلق کی پہچان کیسے ہوگی؟ مرد کی چار بیویاں ہوں، تب بھی ہر بچے کا باپ واضح ہوتا ہے، کیونکہ ایک مرد کا نطفہ ہوتا ہے۔

(۲) سماجی انصاف (Social Balance): کبھی بیواؤں، یتیموں اور بے سہارا عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے، تو مرد کے لیے ایک سے زائد نکاح کی اجازت ان عورتوں کے لیے سہارا بنتی ہے، یہ استحصال (exploitation) نہیں بلکہ اصلاح (reform) ہے۔

(۳) فطری فرق (Biological difference): عورت حیض، حمل، ولادت اور نفاس جیسے مراحل سے گزرتی ہے، جس میں اسے ذہنی سکون، تحفظ اور آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ہی وقت میں کئی شوہروں کے ساتھ تعلق عورت کی جسمانی و ذہنی صحت کے لیے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

(٤) اخلاقی خرابی (Moral breakdown): اگر عورتوں کو بھی مردوں کی طرح آزادی ملے تو معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہوجائے گا، کوئی نہیں جان پائے گا کس کا تعلق کس سے ہے، کیا کوئی شریف (honorable) انسان اس بات کو قبول کرے گا؟

(٥) مرد کی صلاحیت (Capacity of a man): مرد میں یہ جسمانی، ذہنی اور جذباتی طاقت ہوتی ہے کہ وہ ایک وقت میں چار بیویوں کے ساتھ تعلق اور بچوں کی ذمہ داری نبھا سکے اور سب کے ساتھ عدل کر سکے۔ جبکہ عورت کی فطری ساخت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

عجیب بات ہے کہ اعتراض کرنے والے اسلام پر تو انگلی اٹھاتے ہیں، لیکن خود ان کی تہذیب کی تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں جو کہیں زیادہ عجیب ہیں, مہابھارت (Mahabharata) کے مطابق: Adi Parva 195 Chapters 198 اور Sabha Parva 6072 Chapters میں دروپدی کی ایک ساتھ پانچ بھائیوں سے شادی ہوتی ہے۔ Sabha Parva 6167 Section میں یدھشٹھر اپنے بھائیوں کو جوئے میں ہارتا ہے، خود کو ہارتا ہے، پھر دروپدی کو بھی جوئے میں ہار دیتا ہے اور وہ زبردستی دربار میں لائی جاتی ہے، پھر اس کے شوہر بھی ایک نہیں 5 ہوتے ہیں، تو سوال یہ کہ "حقیقی شوہر" کون ہے؟ کس نے اسے "بانٹنے" کا حق دیا؟ کیا یہی عزت ہے؟

اسلام کی عظمت:

اسلام نے عورت کو مکمل تحفظ، وقار، شناخت اور عزت دی، اعتراض کرنے والے مغرب زدہ لوگ اسلام سے پہلے عورت کی پستی بھول جاتے ہیں اور آزادی کے نام پر ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے معاشرہ برباد ہوجائے، مرد کو چار شادیوں کی اجازت دینا عورت کے ساتھ زیادتی نہیں، بلکہ انصاف اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ عورت کو محدود رکھنا اس کی عزت، صحت اور اولاد کے تحفظ کے لیے ہے، نہ کہ کسی ظلم یا پابندی کے لیے۔ اللہ تعالیٰ عقل

سلیم عطا فرمائے، آمین۔

(۴) اسلام میں مرد افضل اور عورت فضول لگتی ہیں، یہ کہنا کہ اسلام عورت کو کمتر سمجھتا ہے، سراسر غلط (baseless) اور بے بنیاد الزام ہے۔ اسلام وہ دین ہے جس نے عورت کو ذلت سے نکال کر عزت عطا کی، جبکہ آج کی مغربی تہذیب عورت کو مرد کے برابر کہہ کر اس کی نسوانیت چھین رہی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مرد اور عورت کو قدرت (Nature) نے ایک جیسا نہیں بنایا۔ اعضا، فطرت، مزاج، جسمانی ساخت سب مختلف ہیں۔ جب فطرت نے فرق رکھا تو انسان برابری کا شور کیوں کرے؟ مرد کے چہرے پر داڑھی آتی ہے، عورت کے نہیں، یہ بھی فرق ہے عورتوں کے بال لمبے اور گھنے ہوتے ہیں، مردوں کے نہیں۔ کچھ افراد فطری تقسیم کے خلاف چلتے ہیں لیکن اکثریت ہی معیار (standard) ہوتی ہے، کپڑے بھی فرق بتاتے ہیں۔

عورت کو پینٹ شرٹ پہنا دی گئی مگر مرد آج بھی لہنگا یا فراک پہن کر باہر نہیں نکلتا۔ کیوں؟ اگر برابری (equality) ہے تو دونوں برابر طریقے سے ملبوس کیوں نہیں؟ بچے عورت ہی کے ذریعے دنیا میں آتے ہیں، مگر اسی پر طنز؟ یہ تو عزت کی علامت ہے۔ قرآن کریم کیا کہتا ہے؟ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ۔ ترجمہ: تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو {بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ: تم آپس میں ایک ہی ہو۔} اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم سب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرات حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہی ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اطاعت پر ثواب ملنے اور نافرمانی پر سزا ملنے میں تم سب ایک ہی ہو۔ (خازن، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۹۵، ۱/ ۳۳۸)

وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا۔ (النساء-۱۲۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور انہیں تِل بھر (ذرہ برابر) نقصان نہ دیا جائے گا۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَ لَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ (النحل-۹۷) ترجمۂ کنز الایمان: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور انہیں ان کا نیگ (اجر) دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو۔

اسلام کا معاشرتی اور روحانی نظام

اسلام نے عورت کو چار عظیم رشتوں میں عزت دی: (1) ماں: جس کے قدموں تلے جنت ہے۔ (2) بیٹی: جس کی پرورش جنت کا ذریعہ ہے۔ (3) بہن: جس کا خیال رکھنے پر ثواب ہے۔ (4) بیوی: جس کے ساتھ حسن سلوک ایمان کی علامت ہے۔ اسلام نے عورت کو ملکیت کا حق (right to property)، تعلیم کا حق (right to education)، تجارت کا حق (right to business) اور عبادات میں مساوات (equality in worship) عطا کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہزاروں احادیث مروی ہیں۔ وہ فتویٰ بھی دیتی تھیں، علم میں ماہر تھیں، جنگ میں شریک ہوئیں اور امت کی راہنمائی کی۔ اسلام نے عورت کو ان تمام میدانوں میں عزت دی جہاں اس کی صلاحیت ہے۔ اسلام مرد و عورت کو ان کے فطری دائرے (natural roles) میں رکھ کر دونوں کی عزت و حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔

کفار اور سیکولر ذہنیت کے اعتراضات صرف اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہیں، جن میں نہ کوئی حقیقت ہے، نہ توازن۔ ہر زمانے میں حق کو مٹانے کی کوشش ہوئی، مگر دینِ حق قائم رہا اور قائم رہے گا, اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کو ہر باطل پر غالب فرمائے، آمین۔

(۵) اسلام میں عورت کی گواہی کو آدھی قرار دیا گیا۔ اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو ہر شخص کے ساتھ اس کی فطرت، ذمہ داری اور کردار کے مطابق عدل کرتا ہے۔ عورت کی گواہی کا مسئلہ

اکثر تنقید کا نشانہ بنتا ہے کہ "اسلام عورت کو کم تر (inferior) سمجھتا ہے۔" آئیں اس اعتراض کا تجزیہ کرتے ہیں۔ عورت کی گواہی کے مسئلے پر سب سے بنیادی آیت سورۃ البقرہ کی آیت 282 ہے، جو اسلامی قانونِ شہادت کی اساس ہے: فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ. ترجمہ: پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے۔

اس آیت کے نکات: (۱) یہ حکم مالی معاملات کے تناظر میں ہے۔ (۲) عورت کی گواہی کو "نصف" قرار دینے کا مقصد توہین یا تذلیل نہیں بلکہ احتیاط اور یادداشت کی ممکنہ کمزوری کو پیشِ نظر رکھنا ہے۔ (۳) دو عورتوں کو رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا سکے، یہ معاونت کا نظام ہے، نہ کہ تحقیر۔

اسلامی قانون میں گواہی کی اقسام: (۱) مالی معاملات = ایک مرد + دو عورتیں۔ (۲) رضاعت، حیض، حمل، صرف ایک عورت کی گواہی کافی۔ (۳) حد زنا، حدود، صرف چار مرد (٤) نکاح، طلاق، فقہی اختلاف، اکثر کے نزدیک مرد یا دو مردوں کی گواہی معتبر۔

عقلی وفطری دلائل: (1) جذباتی فطرت: عورت نرم مزاج ہوتی ہے، بعض اوقات emotional pressure گواہی پر اثر ڈال سکتا ہے۔ (2) ذمہ داریاں: مرد کی ذمہ داری کمائی ہے، اس لیے مالی معاملات میں تجربہ رکھتا ہے۔ (3) عزت و حفاظت: اگر عورت سے زبردستی کروائی جائے، تو وہ گواہی بدل سکتی ہے، اس لیے اس کے ساتھ ایک مددگار رکھی گئی۔ (4) یادداشت: ماہرینِ نفسیات کے مطابق عورت emotional memory میں بہتر، اور مرد technical memory میں بہتر ہوتا ہے۔ اعتراض "یہ توہین ہے" نہیں، یہ عزت وتحفظ کی علامت ہے۔ عورت کو مجبور گواہ بننے سے بچایا گیا ہے۔"

آج کل کی عورت تعلیم یافتہ ہے "اسلام کے قوانین فرداً فرداً نہیں بلکہ عمومی انسانی فطرت (universal human nature) پر مبنی ہیں۔" یہ gender discrimination ہے "اگر ایسا ہوتا تو عورت کی گواہی ہر جگہ نا قابلِ قبول ہوتی۔ مگر بعض جگہ اس کی اکیلی گواہی کافی ہے یہی عدل (justice) ہے۔

مہابھارت میں دروپدی کا چیر ہرا کیا گیا اور سبھی مرد خاموش رہے۔ اگر عورت کو بولنے کا، سچ بتانے کا حق دیا گیا ہوتا تو تاریخ بدل جاتی۔ اسلام عورت کو گواہی کا حق دیتا ہے، مگر ساتھ تحفظ بھی دیتا ہے۔ اسلام عورت کی فطرت، ذہن اور کردار کے مطابق گواہی کا قانون بناتا ہے، یہ کمی نہیں، حفاظتی تدبیر (protective measure) ہے۔ جہاں عورت کو زیادہ علم یا تجربہ ہوتا ہے، وہاں اس کی اکیلی گواہی کافی ہے۔ دشمنوں کو حق بات سمجھنے کی توفیق ملے، آمین۔

(٦) حجاب یا پردے کا حکم عورت کی آزادی سلب کرتا ہے، آج کے جدید دور میں جہاں عورت کی آزادی (freedom) اور حقوق کا شور ہر طرف ہے، وہیں اسلامی حجاب پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ عورت کو محدود کرتا ہے، مگر سوال یہ ہے: کیا یہ دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے یا محض غلط فہمی؟ قرآنی حکم: اے نبی ﷺ اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح سورۃ النور میں رب العزت فرمایا: وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ۔ (سورۃ النور: 31) ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر۔

حجاب کا فلسفہ: قرآن خود بتاتا ہے: ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ۔ (الاحزاب: 59) ترجمہ: یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں۔ یعنی حجاب عورت کو عزت

دیتا ہے اور بدنگاہی، چھیڑ چھاڑ، اور harassment سے بچاتا ہے۔

اسلام عورت کو صرف جسم نہیں، بلکہ مکمل باوقار شخصیت مانتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: المرأۃ عورۃ، فإذا خرجت استشرفھا الشیطان۔ (ترمذی) ترجمہ: عورت سراپا پردہ ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے، یعنی پردہ فتنوں سے بچاؤ ہے۔ بغیر پردے کے نکلنا خود عورت کے لیے خطرہ بن سکتا ہے اور رہا سوال کیا حجاب ترقی میں رکاوٹ ہے؟ تاریخ گواہ ہے کہ پردے والی خواتین بھی علم و ترقی میں نمایاں رہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیہہ اور محدثہ تھیں، حضرت رفیدہ عدویہ پہلی مسلمان نرس تھیں، ام درداء، فاطمہ بنت قیس اور دیگر صحابیات علم و فہم میں ممتاز تھیں اور سب باپردہ تھیں۔

مغربی ماڈرن ازم عورت کو آزادی دیتا ہے، مگر اس آزادی کے پیچھے حقیقتاً اشتہار، ماڈلنگ، فیشن اور جسمانی نمائش ہوتی ہے، وہاں عورت کو "شے" (object) بننے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جب کہ اسلام عورت کو عزت، وقار اور تحفظ دیتا ہے، اگر بغیر لباس رہنا آزادی ہے، تو اشتہاروں اور award shows میں عورت کا جسمانی استعمال کیا کہلائے گا؟ فطری طور پر انسان لباس کو وقار، تحفظ اور شرم کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ حجاب عورت کی عقل، کردار اور علم کو نمایاں کرتا ہے، نہ کہ اس کے جسم کو۔ جب پردے کی آیات نازل ہوئیں، مدینے کی عورتوں نے فوراً چادریں اوڑھ لیں۔ انہوں نے پردے کو پابندی نہیں، بلکہ اطاعتِ الٰہی اور عزت کا تاج سمجھا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مہابھارت میں جب دروپدی کا چادر کھینچا گیا، تو پورا دربار خاموش رہا۔ اس وقت بھی ایک عورت کے لیے "پردہ" ہی عزت کی علامت تھا، تب بھی اور آج بھی۔ اسلامی حجاب کوئی جبر نہیں، بلکہ اللہ کا حکم ہے۔ یہ عورت کی عزت، تحفظ، وقار، حیا اور آزادی کا ضامن ہے، وہ آزادی جو بے راہ روی سے پاک ہو۔ لہٰذا یہ اعتراض کہ "حجاب عورت کی آزادی سلب کرتا ہے" بے بنیاد، غیر منطقی اور تعصب پر مبنی ہے۔

عورت اگر اپنی عزت اور اصل مقام کو سمجھ لے، تو خود کہے گی: "حجاب نے مجھے چھپایا نہیں، بلکہ چمکایا ہے" انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں! اعتراضات کے گرد و غبار چھٹ چکے، جوابات کی روشنی دلوں کو منور کر چکی، اسلام کی عظمت اور عورتوں پر اس کے بے مثال احسانات اب پوری طرح آشکار ہو چکے۔

اب وقت ہے اُس حسین سوال کے جواب کا، جو ہر دل میں گونجتا ہے: اسلام نے عورت کو دیا ہی کیا ہے؟ تو سنو! اسلام نے عورت کو سب کچھ دیا ہے، جی ہاں! سب کچھ! اسلام وہ واحد دین حق ہے جس نے عورت کو: پستی سے بلندی، ذلت سے عزت، گمنامی سے پہچان، گھٹن سے آزادی، خوف سے تحفظ، کمتری سے برتری، نادانی سے دانائی، جہالت سے علم، بے کسی سے سہارا، محرومی سے وراثت، رنج سے سکون، بے قدری سے وقار، و مجبوری سے اختیار، ظلم سے عدل، زحمت سے نعمت اور اندھیرے سے نور عطا فرمایا! اسلام نے عورت کو ماں کے روپ میں عظمت، بیٹی کے روپ میں رحمت، بہن کے روپ میں شفقت اور بیوی کے روپ میں محبت اور شراکت کا مقام عطا فرمایا۔

ابھی مکمل بات نہیں ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سگِ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ عورتوں کو لے کر جو اسلام پر الزامات لگائے گئے ہیں سب کا جواب آپ تک پہنچائے گا، نیز یہ بتائے گا کہ عورت قبل اسلام کیا تھی اور بعد اسلام کیا ہے، اسلام نے عورت کو انسانیت کی اُس بلند چوٹی پر کھڑا کیا، جہاں سے دنیا کی ہر تہذیب، ہر قانون، ہر نظام کمتر نظر آتا ہے۔

یہ ہے وہ حسنِ اسلام، جو عورت کے وجود کو بوجھ نہیں، بلکہ باعثِ عزت و رحمت قرار دیتا ہے۔ ہر انسان کو چاہے مرد ہو یا عورت سب کو جو ملا میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے ملا۔ ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے۔

◆◆◆

از: سید غلام استرشاد القادری*

امت مسلمہ پریشان کیوں؟

امت مسلمہ کی تاریخ کا اگر ہم نظر غائر سے جائزہ لیں تو ہمیں ایک عجیب تضاد دکھائی دیتا ہے۔ وہ امت جسے عزت و عظمت کا تاج پہنایا گیا یہ کہہ کر: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (ترجمۂ کنزالایمان: تم بہتر ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ سورہ آل عمران، آیت 110) وہ امت جسے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمنا و دعا سے کثرت نصیب ہوئی، وہ امت جس کے بارے میں فرمایا گیا: فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (میں قیامت کے دن تمہاری کثرت پر دوسری امتوں کے مقابلے میں فخر کروں گا) آج وہی امت دنیا کے نقشے پر ذلت، پستی اور رسوائی کا شکار دکھائی دیتی ہے۔

کبھی یہ امت فقر و فاقہ، تنگ دستی اور وسائل کی کمی کے باوجود دشمنانِ اسلام کے سامنے سیسہ پلائی دیوار تھی، آج جبکہ ہم تعداد میں اربوں، وسائل میں بے شمار، تعلیم وترقی میں آگے نظر آتی ہیں۔ وہیں امت دنیا کے لیے عبرت کا نشان بنی بیٹھی ہے۔ عزت و وقار، جو کبھی اس امت کا طرۂ امتیاز تھا، اب ماضی کا خواب بن چکا ہے۔ یہ ایک سوالیہ نشان ہے جس کا جواب ہر صاحبِ ایمان کے دل کو جھنجھوڑتا ہے: آخر امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وبال کیوں؟ کیوں آج کے مسلمان ذلت وپستی کا شکار ہیں؟ جب کہ ہر طرح کے مادی وسائل ان کے پاس موجود ہیں۔ آیئے! ہم ان اسباب کا جائزہ لیں جو اس زوال کے پیچھے چھپے ہیں، تاکہ ہم اپنے ماضی کو سمجھ سکیں، حال کی اصلاح کر سکیں اور ایک روشن مستقبل کی بنیاد رکھ سکیں۔

(۱) ایمان کی کمزوری اور اعمال کی خرابی

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہمارے اکابر کے پاس وسائل کم تھے، طرح طرح کی رکاوٹوں کے بادل سایہ فگن تھے مگر ایمان کامل اور عمل صالح کی دولت سے مالا مال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ۱۳/۳ ہزاروں پر تو کبھی صرف ۱۲/ ہزار ۴/ لاکھ پر غالب رہے ہیں، لیکن آج مسلمانوں کے پاس دولت، ٹیکنالوجی، سہولیات سب کچھ ہونے کے باوجود پستی کا شکار ہیں، وجہ اس کی ان کے دل سے اللہ کے خوف اور اخلاص کی دوری ہے اور ایمان میں اس قدر کمزوری ہے کہ کفر وضلالت کا ہلکہ سا جھونکا بھی اسے مسلمانوں کے سینے سے نکال پھینکے اور اعمالِ صالحہ کی ہمارے اندر اس قدر کمی ہے کہ دور بین بھی حسرت بھری نظروں سے خالی پن کو دیکھتا ہے۔

اس لئے کہ اگر ہمارے دل میں ایمان کامل ہوتا تو ہم کامیاب و کامران ہوتے جیسا کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ اور رب کائنات نے پہلے ہی ایک آسان سا حکم بیان فرما دیا ہے: وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ (سورۃ الشوریٰ، آیت 30) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

اس آیت کا سیدھا مفہوم ہے: جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اگر ہمارے ایمان و اعمال ہمارے اکابر کی طرح ہوتے تو نہ ہم مغلوب ہوتے اور نہ ہی ذلت و رسوائی ہمارا مقدر ہوتا۔ ہم اگر صرف سلف صالحین کے روشن اور چمکدار رستے کو اپنا نشانِ راہ بناتے تو ہم ضرور بالضرور اس ذلت کے نرغے سے محفوظ رہتے۔ قرآن میں واضح الفاظ میں فرمایا گیا: إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔ (سورہ محمد، آیت 7) اگر تم اللہ کے دین کی

* مضمون نگار جامعۃ الرضا بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

اس آیت کا مفہوم روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بلندی و کامیابی دین پر مضبوطی سے رہنے اس پر استقامت رکھنے سے حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ اسلامی تاریخ کے اوارق شاہد ہیں۔

(۲) دنیا کی محبت اور موت کا خوف

جب مسلمان دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور موت سے ڈرنے لگتے ہیں تو ان کے ہاتھ سے قیادت چھن جاتی ہے۔ وہ مغلوب ہو جاتے ہیں اور جو قومیں حق سے دور ہیں، وہ ان پر مسلط کر دی جاتی ہیں۔حضور اکرم صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اس بات پر تنبیہ و تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: يُوشِكُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ قَالُوا أَوَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ (ابو داؤد) ترجمہ: قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے تھالی پر، صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم اس وقت کم ہوں گے؟ فرمایا: نہیں! بلکہ تم بہت زیادہ ہوگے، مگر سیلاب کے جھاگ کی طرح بے اثر۔

تمہیں دنیا کی محبت اور موت کا خوف لاحق ہو جائے گا۔ دنیا کی محبت کا مطلب یہ نہیں کہ مال یا نعمتیں رکھنا حرام ہے، بلکہ مصائب کا سامان اس وقت پیدا ہوتا ہے جب یہ چیزیں انسان کے دل پر حاوی ہو ہوتی ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔ (سورہ الحدید: 20)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔ ترجمہ کنزالایمان: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔

جب دنیا مقصود بن جائے اور آخرت بھول جائے تو انسان صرف اپنے مفادات کی فکر کرتا ہے، وہ انصاف، قربانی اور صدق و وفا جیسے اسلامی معمولات و نظریات سے دور ہو جاتا ہے۔ایک سچا مومن موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دنیا ایک عارضی مقام ہے اور اصل کامیابی آخرت کی ہے، جو شخص موت سے ڈرتا ہے، وہ حق بات کہنے سے گھبراتا ہے، قربانی سے کتراتا ہے اور ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کرتا۔یہی خوف امت کو بے حسی، غلامی اور زوال کی طرف لے جاتا ہے۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان تعداد میں کروڑوں ہیں، مگر عالمی سطح پر بے اثر اور مغلوب ہیں۔اس کی بنیادی وجہ یہی "وہن" (حبِ دنیا) ہے۔ہمیں دنیا کی محبت کو دل سے نکال کر آخرت کی فکر کو بیدار کرنا ہوگا۔ہمیں دوبارہ اس جذبہ ایمانی کی طرف لوٹنا ہوگا جو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو میدانِ بدر میں لے گیا، جس کے سبب حضرت سید الشہداء حسین پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا میں اپنی اور اہل وعیال کی قربانی دی، دنیا کی محبت اور موت کا خوف ایک زہر ہے جو دلوں کو مضمحل، کردار کو کمزور، اور امت کو مغلوب بنا دیتا ہے۔وقت آ گیا ہے کہ ہم اس زہر کا علاج کریں۔تقویٰ، صبر، علم اور جہاد بالنفس کے ذریعے۔ تب ہی ہم اللہ کی مدد کے حقدار بنیں گے اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں گے۔

(۳) امت مسلمہ کے زوال اور علما و خانقاہوں کا کردار:

آج امت مسلمہ جس زوال، کمزوری اور بربادی کا شکار ہے، اس کی ذمہ داری صرف بیرونی طاقتوں پر نہیں ڈالی جاسکتی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ امت کو بربادی کی طرف لے جانے والے عوامل میں سب سے بڑا کردار ہماری اپنی صفوں میں موجود کمزور قیادت، غیر مؤثر علما اور باہمی اختلافات اور خانقاہوں کا دین و دنیا سے بے ربط ہونا ہے۔ اسلامی قیادت کا اولین معیار عدل، دیانت اور تقویٰ ہے قرآن و سنت میں قیادت کو امانت اور ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔

مگر آج مسلم دنیا میں قیادت عموماً وراثت، خاندانی نظام یا آمریت پر مبنی ہے، ذاتی مفاد، کرپشن اور غیر ملکی دباؤ کے تحت فیصلے کرتی ہے، امت کے اجتماعی مفاد مظلوم اقلیتوں کے لیے مؤثر قدم نہیں اٹھاتی، ایسی قیادت امت کی رہنمائی کرنے کے بجائے اس کی پستی و ہزیمت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ وہ علما جو قیادت کی صفِ اول میں امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکتے تھے، یا

تو مصلحت کے شکار ہیں یا آپسی رنجش اور تعصبات میں الجھے ہوئے ہیں۔

آج کے علما کا رویہ اعتدال سے ہٹ کر یا تو مصلحت پسندی میں ڈوبا ہوا ہے یا انتہا پسندی کی طرف مائل ہے۔ اسلامی تاریخ میں علما کا کردار روشنی کا مینار رہا ہے، مگر عصر حاضر میں ان کی اکثریت دو گروہوں میں بٹ چکی ہے۔ ایک وہ علما جو ظالم حکمرانوں کے حق میں فتوے دیتے ہیں اور حق بات کہنے سے گریز کرتے ہیں۔ کثیر علما نے حق بات کہنے سے یا تو مصلحت کے نام پر خاموشی اختیار کر لی یا وقت کے حکمرانوں کی خوشنودی میں وہ لب سلے رکھے جو کبھی منبر سے گرجا کرتے تھے۔

آج وہ علماء شاذ و نادر ہیں جو اس آیت قرآنی کے مستحق بن سکیں: الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ۔ (الاحزاب: 39) (جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور صرف اللہ سے ڈرتے ہیں، کسی سے نہیں۔) دوسرے وہ علما جنہوں نے خود کو محض مناظروں اور رد و قدح کی حد تک محدود کر لیا ہے یقیناً یہ چیزیں ضرور اہم اور دین متین کا عظیم حصہ ہیں، لیکن عملی میدان میں امت کی رہنمائی سے کنارہ کشی اختیار کرنا نہایت مضر و نقصان دہ ہے اور امت کو بربادی کی آگ میں جھونک دینا ہے۔ بہت سے علما نے دین کو فقط ظاہری عبادات تک محدود کر دیا، جبکہ اسلام معیشت، سیاست، معاشرت اور جہاد جیسے شعبوں میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔

رہیں ہماری خانقاہیں تو جب ہم ان کی طرف دیکھتے ہیں تو ان کے موجودہ حالات پر زبان برملا یہ کہہ اٹھتی ہے نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری ضرور بالضرور ہماری خانقاہیں ہماری قیادت کے لئے ایک اہم پلیٹ فارم اور امت کو جوڑنے کا ایک اہم ذریعہ بن سکتی ہیں اور ماضی کی طرح ہمیں قائد دے کر ہماری ڈوبتی ہوئی نیا پار لگا سکتی ہیں، لیکن افسوس صد افسوس آج اکثر خانقاہیں روحانیت سے ہٹ کر رسم پروری، شخصیت پرستی، مال اندوزی اور سیاسی خاموشی میں ملوث ہو گئی ہیں، تصوف کو صرف وظائف اور چلّوں تک محدود کر دیا گیا ہے۔ جبکہ حقیقی تصوف باطنی اصلاح، صبر، عدل اور قربانی کی تعلیم دیتا ہے۔

خانقاہیں کبھی دلوں کی تطہیر اور کردار سازی کا مرکز ہوا کرتی تھیں اور ہم نے ماضی میں انہی خانقاہوں میں ایسی عظیم شخصیات کو جنم لیتے دیکھا ہے جن کے احسانات امت پر درخت کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ چاہے دنیاوی فتنے ہوں یا آسمانی آزمائشیں اور چاہے ظلم کسی بھی شکل میں سامنے آیا ہو، انہی مردانِ حق نے اپنے علم، تقویٰ اور خدا داد صلاحیتوں سے اس کا مقابلہ کیا، امت کی رہنمائی کی اور باطل قوتوں کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو گئے جس کی تازہ ترین مثال ہم شبیہ حضور غوث اعظم مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خان قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات ہیں اور یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جب روحانیت سے دنیا کٹ جائے اور سماجی شعور سے عاری ہو جائے، تو وہ بے اثر بن جاتی ہے۔

آج اگر امت کو زوال سے نکلنا ہے، تو ہمیں اسی خانقاہی روح، خلوص اور باطن کی طاقت کو از سر نو زندہ کرنا ہوگا، تاکہ ہم پھر سے وہ کردار ادا کر سکیں جو ہمارے اسلاف نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ ان حالات میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ مذہب اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کی نیت محمودہ کے ساتھ مرکز اہل سنت بریلی شریف کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور یک زبان و یک خیال ہو کر دنیا کو اتحاد کا پیغام دیں اسی میں دین و دنیا کی ترقیاتی منازل مخفی ہیں۔

کڑوا سچ تو یہ ہے کہ امت مسلمہ کی اس بدحالی و سخت رسوائی کا سبب محض بیرونی سازشیں یا معاشی رکاوٹیں نہیں، بلکہ اس کے پیچھے اصل وجہ ہماری اپنی اندرونی کوتاہیاں کارفرما ہیں ایمان کی کمزوری، اعمال سے غفلت، قیادت کی بے بصیرتی، علمائے کرام کی مصلحت آمیز خاموشی اور خانقاہوں کا روحانیت سے خالی ہو کر محض رسم و رواج کا مرکز بن جانا ہے جب تک ہم ان اسباب کو جڑ سے ختم نہیں کرتے، تب تک عزت، قیادت اور کامیابی صرف خواب ہی رہیں گے۔

بقیہ ص ۳۷/ پر

آتش ظلم کا بھڑکنا کیا بتا رہا ہے

از: مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی
مفتی فخر ازہر دارالافتاء والقضاء ہاسپیٹ وجے نگر

آتش ظلم وبربریت اور ناانصافی کا بھڑکنا کیا بتارہا ہے کہ وہ پورے چمن کو جلا کر خاکستر کردے گا، نشان گلزار کو بھی بے نشان بنادے گا، یہ تیز وتند شعلے خرمن عدل وانصاف کی ہریالیوں کو نگل جائیں گے، صداقت وسچائی کی فضاؤں کو مسموم بنادیں گے، ہرگز ایسا نہیں ہوتا ہے اور نہ ہوگا: البتہ اہل خرد کا یہ اصول وضابطہ رہا ہے کہ وہ موسم کا منہ نہیں تکتے، بلکہ آثار طوفان دیکھ کر ہی بیدار ہوجاتے ہیں اور تباہی وبربادی اور ہلاکت خیزیوں سے بچنے کا سامان تیار کرنے میں لگ جاتے ہیں۔

طوفان برپا ہونے اور آشیانے کے اجڑنے سے قبل ہی اس کے رخ کو موڑ دینے کے اسباب وعلل مہیا کرلیتے ہیں اور وقت آنے پر ضرر رسانی کے سارے راستے مسدود ہوجاتے ہیں، اس کے برعکس یہ دیکھا گیا ہے کہ جب آگ بھڑکتی ہے اور بھڑکتی چلی جاتی ہے اور اپنے آخری حد پر پہنچ جاتی تو اس کے گل ہوجانے اور فنائیت کے گھاٹ اتر جانے کا وقت قریب آجاتا ہے شاید یہ ظلم وستم۔

موجودہ جور وجفا ناانصافی وحق تلفی اور مضرت رسانی بتارہی ہے کہ اب اس کے دم توڑنے اور نیست ونابود ہونے کی گھڑی آن پہنچی ہے، یہ مثل مشہور ہے کہ ظلم کی شاخ ہمیشہ ہری نہیں رہتی، یعنی ایک نہ ایک دن اسے خشک ہونا ہی پڑتا ہے، اس کی حیات دیرپا نہیں ہوتی، مدت قلیل ہی میں اسے رخت سفر باندھنا پڑتا ہے اور بہت زیادہ اودھم مچا کر اپنے آثار وجود کو بھی مٹا ڈالتا ہے، یہاں تک کہ قصۂ پارینہ بن کر رہ جاتا ہے، پھر تو لوگ افسانوی انداز میں بطور کہانی بیان کرتے ہیں۔

جبکہ امن وشانتی، عدل وانصاف، صدق وصفا، عشق ووفا اور حق وحقیقت کی حیات بڑی لمبی ہوتی ہے، اس کا شجر جلد خشک نہیں ہوتا ہے، اس چمن کا گلاب لاجواب مرجھا کر بھی ناپید نہیں ہوتا، اس کی خوشبوئیں برقرار رہتی ہیں جس سے مشام جاں معطر ومعنبر ہوتا ہی رہتا ہے، وہ لازوال ہوتا ہے جس کی لذتیں برسوں تک محسوس کی جاتی ہیں اور لوگ اسے بطور نصیحت وعبرت بیان کرتے ہیں۔

حالات کے تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ زوال کی میعاد بہت کم باقی ہے کیونکہ ظلم اپنی انتہا کو پہنچ چکا، بربریت نقطۂ عروج پر گامزن ہے، جور وجفا اپنی ساری سیمائیں پار رچکا ہے، ہر قدم پر اقلیتی طبقہ کو مشق ستم بنایا جارہا ہے، بے وجہ سلاخوں کے پیچھے دھکیلا جارہا ہے، مالی وتجارتی طور پر اسے کمزور کیا جارہا ہے، جس سے روشن ہے کہ اس کی تباہی لازم ہے۔

زلزلہ بے سبب عالم میں نہیں آتا
کوئی بے تاب تہہ خاک تڑپتا ہوگا

◆◆◆

متصوفین اور آرٹی فیشل صوفیا

از: مولانا خلیل احمد فیضانی
استاذ: دارالعلوم فیضان اشرف باسنی، ناگور

عہد حاضر میں تصوف اور صوفیانہ تعلیمات کے نام پر متصوفین اور آرٹیفیشل صوفیا کا ایک طبقہ مارکیٹ میں اتر چکا ہے۔ یہ طبقہ علم وعمل کی دنیا کا بالکل ہی قائل نہیں ہے ان کا کہنا ہے کہ ملا مولوی کی نماز اور ہوتی ہے اور ہماری نماز اور ہوتی ہے گویا انہوں نے نماز کو بھی ہمارے اور تمہارے درمیان تقسیم کردیا ہے۔ ان لوگوں کی کارستانیوں اور حماقتوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس پر قدغن لگانے کی سخت ضرورت ہے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ مبادیات شرع سے عاری یہ جہلا ہم چنیں دیگرے نیست کے خام خبط میں مبتلا رہتے ہیں اور دعوے ایسے کرتے ہیں گویا اس صدی کے پاک باز اور طاہر ومطہر نفوس یہی ہیں۔ ان کی حالت زار پر افسوس ہوتا ہے مگر ان سے زیادہ افسوس ان لوگوں پر ہوتا ہے جو علمی اور روحانی دنیا میں سچی مچی ٹھیک ٹھاک مرتبہ رکھنے کے باوصف ان جہلا کے قصیدے

پڑھتے ہیں یا کم از کم ان کی ہفوات سے کف لسان کیے ہوئے ہیں جب کہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ جیسے عارف باللہ سے جب پوچھا گیا کہ یہاں کچھ لوگ ہیں جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اب ہمیں نماز روزے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ ہم پہنچ چکے ہیں تو حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے برجستہ جواب عنایت فرمایا کہ:

''نعم، قد صدقوا، ولکن این وصلوا! وصلوا الی سقر۔ یعنی ایسے خبطی اور شیطانوں کے اچکے ہوئے لوگ اپنے دعوے میں حق بجانب ہیں مگر ان سے پوچھا تو جائے کہ وہ پہنچے کہاں ہیں؟ سنو! وہ لوگ کہیں اور نہیں، دوزخ کے دروازے تک پہنچ چکے ہیں۔''

ایسے سٹیک اور بے لاگ لپیٹ والے جوابات کی آج بھی سخت ضرورت ہے، ورنہ ان سفہا اور بدایات تصوف سے نا آشنا لوگوں کی یہ خرافات اور من مانیاں تصوف کی حقیقت اور باطنی دنیا کی طہارت و پاکیزگی پر سوالیہ نشان کھڑا کرنے میں اہم رول پلے کرے گی۔

بزرگان دین کے عرس واعراس میں ان کی ایک تعداد ہوتی ہے جو ہمیں گردش کرتی اور ڈیرے ڈالے نظر آتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صاحب مزار کی تعلیمات سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوتا ہے، محض ہوس کی تکمیل اور ذہنی وجسمانی تعیش کے لیے صاحب مزار کے نام کا مس یوز کرتے ہیں۔ نفس پرستی اور ہوس پرستی ہی ان کی کل کائنات ہے جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادیا کہ:

''لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به۔ یعنی تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ اس کی جملہ خواہشات شریعت کے تابع نہ ہوجائے۔''

گویا اس حدیث پاک سے اشارۃ النص کے طور پر ہمیں یہ اشارہ بھی مل گیا کہ کسی کو پرکھنے اور جانچنے کا معیار ہمارے پاس صرف شریعت مطہرہ ہے اگر کوئی شخص شرع پاک کے مقرر کردہ خطوط پر اپنی حیات مستعار کو گامزن کیے ہوئے ہے تو ہمیں اس کی شخصیت سو جان سے قبول ہے بصورت دیگر ہماری نظر میں اس کی حیثیت ایک تنکے کی سی ہے:

''وان کان یطیر فی الهواء ویمشی علی البحر۔ اگر چہ وہ شخص خلاؤں میں پرواز کرتا ہو اور سمندروں کے سینوں کو روندتا ہو۔''

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین ملت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں: حاشا! نہ شریعت و طریقت دو راہیں ہیں، نہ اولیا کبھی غیر علما ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی ''شرح جامع صغیر'' پھر عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی ''حدیقہ ندیہ'' میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''علم الباطن لا یعرفه إلّا من عرف علم الظاهر۔''

(الحدیقۃ الندیہ، النوع الثانی، ج ۱، ص ۱۶۵)

علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''وما اتخذ الله ولیاً جاهلاً۔ اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا۔''

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۵۳۰)

◆◆◆

خطرۂ ہستی سوز

(از: غلام مصطفیٰ رضوی
رکن نوری مشن مالیگاؤں

حالات کی نزاکت اہلِ فہم پر مخفی نہیں؛ ہر سُو نفرتوں کے بازار گرم ہیں؛ شوکتِ اسلامی کی بحالی کے لیے ایک راہ بچی ہے؛ وہ حصولِ علم کی ہے؛ جس کا بنیادی مصدر علومِ اسلامیہ ہیں، جس کے ذریعے بلند چوٹیوں پر کامیابیوں کے پھریرے لہرائے جاسکتے ہیں، ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔

پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف بہاری (سابق سربراہ اسلامک اسٹڈیز، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) مسلمانوں کے لیے

بیداری کا پیغام دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کاش! اب بھی مسلمان بیدار و متنبہ ہوں اور ان متبرک ہستیوں کے سینہ میں جو زر و جواہر کا خزینہ مکنون ہے اور وہ صرف انھیں مسلمانوں کی بے بہا میراث ہے، اسے تہ خاک ہونے سے بچالیں، تو ان کی قومیت کچھ دنوں تک اور بھی بقا کا فیض پا سکے گی، ورنہ جب یہ آفتاب غروب ہو جائے گا تو پھر تاریک شب کی سیاہی مسلمانانِ ہند کی قومیت پر ایسی چھا جائے گی کہ چراغ و شمع کا تو کیا ذکر برقی روشنیاں بھی ان کے خط و خال اور شکل و صورت کو عیاں نہ کر سکیں گی، یہ ایک ایسا خطرہ ہستی سوز ہے جسے ہر ذی فہم نے محسوس کیا ہے۔''

(السبیل، ص ۱۸-۱۹)

پروفیسر موصوف نے جھنجھوڑا ہے؛ خواب سے بیدار کیا ہے؛ ایسے وقت میں جب کہ ملک پر انگریز قابض تھے؛ مذہبی روایات کو کچلا جا رہا تھا؛ شعار اسلامی پر حملے تھے؛ اعلیٰ حضرت اور ان جیسے علمائے حق چاہتے تھے کہ مسلمان شمع علم دین سے استفادہ کر کے کامیابیوں کے اُجالے پھیلائیں؛ یہی رخ اعلیٰ حضرت کے شاگرد پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف بہاری نے مذکورہ اقتباس میں اُجاگر کیا ہے۔

آج کے حالات ایک صدی قبل جو حالات تھے، اُس سے زیادہ نازک ہیں؛ ضرورت تدابیر اختیار کر کے اپنے دین و ایمان کے تحفظ کی ہے۔

◆◆◆

ص ۹۴ / کا بقیہ ....

فیوضہم نے اپنا صدارتی خطبہ پیش فرمایا، آپ نے کہا: صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ کی زندگی تفقہ فی الدین سے عبارت تھی، جس پر فقہی انسائیکلو پیڈیا بہار شریعت بین ثبوت ہے، آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ قومی و ملی، تبلیغی و تدریسی، تحریری و تصنیفی میدانوں میں صرف فرمایا، تاہم ان خدمات میں خدمت تعلیم و تدریس سب سے نمایاں رہی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے دور میں ایک عظیم ماہر تعلیم کی حیثیت سے متعارف رہے، آپ نے متعدد درسگاہوں کو زینت بخشی اور ہزاروں کی تعداد میں طلبہ کی ٹیم تیار کی مگر ان میں دو شاگرد بڑے بافیض ثابت ہوئے جن میں سے ایک عظیم ذات ابوالفیض حضور حافظ ملت محدث مبارک پوری کی ہے اور دوسری اہم شخصیت علامہ سردار احمد پٹیل محدث اعظم پاکستان کی ہے۔

اول الذکر نے ہندوستان میں علمی وھوم مچائی اور ہزاروں شاگرد پیدا کیے جن کے تلامذۃ آج ملک و بیرون ملک ہزاروں درسگاہوں کی زینت ہیں اور دوسرے تلمیذ رشید نے پڑوسی ملک کو اپنے تلامذہ سے روشن فرما دیا گویا آج ہندو پاک اور دیگر ایشیائی ممالک میں اساتذہ و معلّمین کی جو جماعت پائی جاتی ہے، ان سے اکثر و بیشتر دو یا چند واسطوں سے صدرالشریعہ کے شاگرد ہوتے ہیں، اسی لیے ہر سال اس تاریخ کو یوم اساتذہ کے طور پر منایا جاتا ہے اور اس تاریخ کو طلبہ اپنے اپنے اساتذہ کی خدمت میں گلدستے اور تحائف پیش کر کے ان سے دعائیں لیتے ہیں اور صدرالشریعہ کی بارگاہ میں اپنی محبت و عقیدت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی بارگاہ میں حضور صدرالشریعہ کی بے پناہ مقبولیت تھی جس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت نے اپنی موجودگی ہی میں حضور صدرالشریعہ کو پورے ملک ہندوستان کا چیف قاضی مقرر فرما دیا تھا، بعدہ طلبہ یونین کے صدر حضرت مولانا انس رضا امجدی کھڑے ہوئے اور اساتذہ کی خدمت میں پھول اور تحائف پیش کرنے کا اعلان کیا، بعدہ صلاۃ و سلام اور حضرت مفتی صاحب زید مجدہ کی خصوصی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔

اس جشن میں عوام اہل سنت کے علاوہ ریسرچ سینٹر کے تمام شعبہ جات کے اساتذہ و طلبہ شریک تھے، بالخصوص فقیہ عصر حضرت مفتی مشتاق احمد امجدی صدرالمدرسین ادارہ ہذا، حضرت مولانا عرفان رضا قادری استاذ شعبۂ اطفال ادارہ ہذا، حضرت حافظ وقاری محمد جیش گلشن آبادی استاذ شعبہ حفظ و قرات ادارہ ہذا، حضرت مولانا چراغ عالم نعیمی و حضرت مولانا انس رضا امجدی اور حضرت مولانا ابرار رضا امجدی وغیرہم ریسرچ اسکالرس ادارہ ہذا۔

رپوٹ: شیخ عبید رضا حنفی

متعلم درجۂ تخصص فی الفقہ، امام احمد رضا ریسرچ سینٹر ناسک

منظومات

جن کی قسمت میں طیبہ میں گھر ہو گئے

(از: منصور محوّر، ڈیہہ پور، کھیری ٹاؤن، کھیری، یوپی

جو فدایانِ خیر البشر ہو گئے
تا ابد کے لئے وہ امر ہو گئے

جن کی نعلین آقا سے نسبت جڑی
دو جہاں کے وہی تاجور ہو گئے

ظلمتِ کفر اب کیا تیرا کام ہے
نور والے نبی جلوہ گر ہو گئے

لا مکاں کے مکیں جب بنے مصطفیٰ
چاند تارے بھی گردِ سفر ہو گئے

ہاں، وہی رشکِ جنّت ہیں اے مومنو
جن کی قسمت میں طیبہ میں گھر ہو گئے

رب کی نصرت ملی اکثریت مٹی
سرخرو بدر میں مختصر ہو گئے

ان کی شانِ شفاعت نے بخشا مجھے
میرے اعمال جب بے ثمر ہو گئے

اپنی تقدیر محوّر سنورنے لگی
جب سے ہم حکمتِ دین پر ہو گئے

گلزارِ دیں میں برگ وثمر آپ ہی سے ہے

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی، بانکا، بہار

ایمان، علم، فکر ونظر آپ ہی سے ہے
شاداب زندگی کا شجر آپ ہی سے ہے

باغِ جناں کی رونقیں ممنون آپ کی
گلزارِ دیں میں برگ وثمر آپ ہی سے ہے

ظلم وستم کے قصر میں طاری ہے زلزلہ
ایوانِ کفر زیر وزبر آپ ہی سے ہے

ایمان وعدل آپ سے پھیلے جہان میں
کفر وجفا کی ٹوٹی کمر آپ ہی سے ہے

بقیہ ص ۴۶ پر

اتقیا کی شان تھے اختر رضا خان ازہری

(از: علامہ سید اولاد رسول قدسی، کیلیفورنیا، امریکہ

ا
اتقیا کی شان تھے اختر رضا خان ازہری
اتقا کی جان تھے اختر رضا خان ازہری

خ
خوگر احقاق حق اور رضا کے فکر کی
خاص اک پہچان تھے اختر رضا خان ازہری

ت
تابش چرخ مہارت نازش شعر وسخن
تحفہ رحمان تھے اختر رضا خان ازہری

ر
راستی سے تھی محبت کذب سے تھی نفرتیں
رہبر ذی شان تھے اختر رضا خان ازہری

ر
رات دن فکر رضا کی نشر میں تھے مستعد
رہرو ایمان تھے اختر رضا خان ازہری

ض
ضو نظر آتی تھی ان سے نسبت اسلاف کی
ضامن فیضان تھے اختر رضا خان ازہری

ا
امر بالمعروف وہ تا زندگی کرتے رہے
امن کے ارمان تھے اختر رضا خان ازہری

خ
خواب حضرت حجۃ الاسلام کی تعبیر تھے
خیر کے عنوان تھے اختر رضا خان ازہری

ا
آسمان علم وفن کے نیر تاباں تھے وہ
آیت عرفان تھے اختر رضا خان ازہری

ن
نت نئے مشکل مسائل ان سے حل ہوتے رہے
نظم اور میزان تھے اختر رضا خان ازہری

ا
ابر رحمت ذات تھی ان کی برائے سنیت
اجر کے سامان تھے اختر رضا خان ازہری

ز
زیر ہو کر رہ گئیں باطل کی ساری سازشیں
زندہ دل انسان تھے اختر رضا خان ازہری

ہ
ہستی ان کی نعمت رب تھی ہمارے واسطے
ہدیہ احسان تھے اختر رضا خان ازہری

ر
راج کرتے تھے دلوں میں سیکڑوں انسان کے
رمز حق کی کان تھے اختر رضا خان ازہری

ی
یاد ان کی کیسے مٹ سکتی ہے قدسی قلب سے
یاور ذیشان تھے اختر رضا خان ازہری

منظومات

بہارِ حقیقت ہیں تاج الشریعہ

(از: سید خادم رسول عینیؔ، بھدرک، اڑیسہ

قرارِ طریقت ہیں تاج الشریعہ
بہارِ حقیقت ہیں تاج الشریعہ

ادب کی امانت ہیں تاج الشریعہ
ضیائے فصاحت ہیں تاج الشریعہ

ہر اک شخص دنیا کا یہ کہہ رہا ہے
سراپا محبت ہیں تاج الشریعہ

شریعت کی دنیا میں چرچا یہی ہے
کہ جانِ شرافت ہیں تاج الشریعہ

سبھی کو دیا پیار اختر رضا نے
اُنکی طبیعت ہیں تاج الشریعہ

بقائے شریعت مقدم تھی ان کو
وقارِ شریعت ہیں تاج الشریعہ

وہ کملی کا فتویٰ یہی کہہ رہا ہے
فرازِ عقیدت ہیں تاج الشریعہ

پڑھو ان کی سیرت، یہ تم جان لوگے
رہ استقامت ہیں تاج الشریعہ

ادائیں ہیں ان کی بہت پیاری پیاری
نشاطِ نزاکت ہیں تاج الشریعہ

ہوئیں صادر ان سے کرامات عینیؔ
نشانِ کرامت ہیں تاج الشریعہ

ہے گلِ تر تو رضا کا مرشدی اختر رضا

(از: قاری محمد نعیم الدین قادری، رحمن گنج، بارہ بنکی

ہے گل تر تو رضا کا مرشدی اختر رضا
تجھ سے مہکا ہے زمانہ مرشدی اختر رضا

روضۂ انور تمہارا مرشدی اختر رضا
خوب لگتا ہے سہانا مرشدی اختر

حسن صورت حسنِ سیرت پارسائی میں کہیں
ہے نہیں ثانی تمہارا مرشدی اختر رضا

عکس روئے حجۃ الاسلام ہے، اس پر مزید
مفتیٔ اعظم کا پیارا مرشدی اختر رضا

کر رہی ہے جس سے دنیا استفادہ آج بھی
وہ ہے تیرا علمی چشمہ مرشدی اختر رضا

قائد ملت کے چہرے میں ہے رقصاں کس قدر
آپ کا نورانی جلوہ مرشدی اختر رضا

طالبانِ علم و فن سیراب ہوتے ہیں جہاں
وہ ادارہ ہے ترا یا مرشدی اختر رضا

تو ولی ابن ولی ہے، تیرے در کی خاک میں
ہر مرض کی ہے دوا یا مرشدی اختر رضا

ناز کرتا ہے زمانہ جس کے علم و فضل پر
وہ رضا کا ہے دلارا مرشدی اختر رضا

بستی بستی قریہ قریہ تیرے نامِ پاک کا
لگ رہا ہے خوب نعرہ مرشدی اختر رضا

فضل رب العالمیں اور شاہِ بطحا کے طفیل
آپ ہیں مہمانِ کعبہ، مرشدی اختر رضا

مسلک احمد رضا پر وہ رہے گا گامزن
آپ کا جو ہے دوانہ مرشدی اختر رضا

اس نعیمؔ قادری کو بھی عطا کر دیجیے
اپنے لعلوں کا اتارا مرشدی اختر رضا

ہے جب محبوب محبوب خدا تاج الشریعہ کا

(از: محمد فرقان فیضی امام احمد رضا لائبریری برہم پور نیپال

کوئی کیا لکھ سکے گا مرتبہ تاج الشریعہ کا
ہے جب محبوب محبوب خدا تاج الشریعہ کا

یقیناً یہ دعائے مفتیٔ اعظم کی برکت ہے
لقب اختر رضا کو جو ملا تاج الشریعہ کا

اسے دونوں جہاں کی نعمتیں رب نے عطا کر دیں
دوانہ جو بھی دنیا میں ہوا تاج الشریعہ کا

غم وآلام نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے
مرے احباب چھیڑوں تذکرہ تاج الشریعہ کا
وہاں سے بدعقیدوں کی جماعت بھاگ جاتی تھی
جہاں سے گزرتا قافلہ تاج الشریعہ کا
چلو دیوانوں عرس پاک ہم مل کر مناتے ہیں
کہ موقع عرس کا پھر آ گیا تاج الشریعہ کا
اے فیضی تشنگان دیں جہاں سیراب ہوتے ہیں
بریلی میں ہے وہ اک میکدہ تاج الشریعہ کا

اے صبا آ کر سنا دے داستان ازہری

(از: مفتی محمد ارشد نعیمی قادری، ٹکرالہ، بدایوں

اے صبا آ کر سنا دے داستان ازہری
گوش بر آواز ہیں سب عاشقان ازہری
تم بتاؤ کیا بتائیں تم کو شان ازہری
ہر بلندی سے ہے اونچا آسمان ازہری
ان کی عظمت کو گھٹائے کوئی بھی ممکن نہیں
جب شہ بغداد خود ہیں پاسبان ازہری
کاش ہو جائیں تعصب کی ردائیں تار تار
اور مہکائے دلوں کو گلستان ازہری
اہل سنت کا ہے مجمع یا کہ سیلاب عظیم
وقت رحلت کہہ اٹھے وابستگان ازہری
عاشقو آؤ یہاں خیرات لینے نور کی
نور کا بقعہ بنا ہے آستان ازہری
مسلک احمد رضا کی ترجمانی کے لئے
یا خدا قائم رہے یہ کاروان ازہری
اس قدر بخشی ہے عزت رب نے ان کی ذات کو
دیکھ کر حیرت زدہ ہیں دشمنان ازہری
کور چشموں کو نظر کیا آئیں گے فضل وکمال
اہل از ہر جانتے ہیں عز و شان ازہری
شہرت تاج الشریعہ دیکھ کر اس دہر میں
رہ نہیں سکتے سکوں سے باغیان ازہری
اس سے بڑھ کر ہو گی کیا مقبولیت ارشد میاں
ہر طرف چھائے ہوئے ہیں مدح خوان ازہری

اہل حق کے لب پہ تیرا نام ہے اختر رضا

(از: پھول محمد نعمت رضوی، برہم پوری سرلاہی نیپال

چاروں جانب تیری شہرت عام ہے اختر رضا
اہل حق کے لب پہ تیرا نام ہے اختر رضا
یہ بھی فیض مفتی اعظم کا ہے عکس جمیل
عاشقوں پر جو ترا اکرام ہے اختر رضا
تیرے علم وفضل کا سارا جہاں ہے معترف
رب کی جانب سے حسیں انعام ہے اختر رضا
میرے مرشد کا زمانے میں کوئی ثانی نہیں
ہے لقب تاج الشریعہ نام ہے اختر رضا
اعلیٰ حضرت کی امانت کے امیں بس آپ ہیں
قول فیصل آپ کا پیغام ہے اختر رضا
آپ کی عظمت کا شہرہ دیکھ کر اس دھر میں
ہر مخالف آپ کا ناکام ہے اختر رضا
نعمتؔ رضوی کے زخموں کے مدوا آپ ہیں
آپ کے دم سے اسے آرام ہے اختر رضا

سلام اے غوث کے نائب، رضا کے ظلِّ روحانی

(از: مولانا سلمان رضا فریدیؔ مصباحی، مسقط عمان

سلام اے مرشدِ کامل، سلام اے شیخِ لاثانی
سلام اے سیدی تاج الشریعہ فیضِ یزدانی
جمالِ حجۃ الاسلام، عکسِ مفتی اعظم
سلام اے غوث کے نائب، رضا کے ظلِّ روحانی
سجے ہیں چرخِ حکمت پر ترے افکار کے تارے
دلوں کو نور دیتی ہے ترے جلووں کی تابانی
علومِ اعلیٰ حضرت کا خزینہ تیرا سینہ ہے
سلام اے سیدی اختر، ضیاے بزمِ عرفانی

بقیہ ص ۵۳ ر پر

منظومات

عرس حضور تاج الشریعہ اور پیغامِ فخر مالوہ

شب منگل شہر اندور مالوہ، اہلسنت نورانی محمدی مسجد چندن نگر میں عرس حضور سیدی مرشدی تاج الشریعہ منایا گیا، اپنے محسن کو یاد کرنا اوران کی دینی وملی خدمات سے نئی نسل کو آگاہ کرنا زندہ قوموں کی علامت ہے، اسلاف کرام اور بزرگانِ دین کی خوبیوں کا تذکرہ ہمیں آگے بڑھنے کا حوصلہ بخشتا ہے اور دین و دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔

عالم اسلام کی عبقری شخصیت مقتدائے اہل سنت حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ مرشد کامل حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ کا عرس آج پوری دنیائے سنیت میں بڑے اہتمام وعقیدت کے ساتھ منایا جارہا ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ اہل سنت کا بچہ بچہ آپ کے نام اور کارناموں سے واقف ہے۔ آپ کی پچاس سالہ دینی وملی، علمی اور روحانی خدمات آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں، ماضی قریب کے علما و مشائخ اہل سنت میں آپ کو بہت سارے امتیازات حاصل ہیں۔ آپ صحیح معنوں میں وارثِ علومِ امام احمد رضا اور جانشینِ مفتی اعظم ہند تھے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق دس کروڑ سے زائد افراد آپ سے بیعت وارادت کا شرف رکھتے ہیں، جن میں علمائے کرام کی بھاری تعداد موجود ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے پوری دنیا میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کو متعارف کرایا اور اپنے تمام تر عالمانہ جاہ وجلال کے ساتھ دینی تصلب کو عام وتام کیا۔ ان باتوں کا تذکرہ حضور فخر مالوہ، آل رسول خلیفۂ حضور جمال ملت وحضور سلطان العلماء وشہزادۂ حضور فاتح بلگرام شریف، علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی سید محمد صابر علی صاحب قبلہ رضوی واسطی مصباحی (مفتی شہر اندور) نے کیا اور فرمایا کہ مالوہ اندور والے خوش نصیب ہیں کہ شہزادۂ حضور اعلیٰ حضرت، حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند اور آپ کے نواسوں اور خلفا کی تبلیغ اور ان کے علمی فیضان سے پورہ مالوہ مالا مال ہے۔ آپ عوام اہل سنت کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

آپ نے اپنے پیغام میں کہا کہ عرس حضور تاج الشریعہ منانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات و ہدایات کو ہم اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے اندر دینی تصلب پیدا کریں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور گمراہوں اور بدعقیدوں سے دور رہیں۔

رپورٹ: سید محمد علی رضوی امجدی
استاذ برکات سادات عربک کالج گرین پارک کالونی اندور

ناسک میں عرس صدرالشریعہ ویوم اساتذہ

پچھلے سالوں کی طرح امسال بھی ریاست مہاراشٹر ضلع ناسک کے مفتی ساز ادارہ امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر و جماعت رضائے مصطفےٰ شاخ ناسک کے زیر اہتمام مورخہ ۲ رذی قعدہ ۱۴۴۶ھ مطابق یکم مئی ۲۰۲۵ء بمقام میرج کرنگر ہال، وڈالا روڈ ناسک بعد نماز مغرب تا عشا عرس صدرالشریعہ ویوم اساتذہ نہایت شان وشوکت کے ساتھ منایا گیا جس کی صدرات محقق عصر، نازش علم وفن، مفتی اہل سنن حضرت ابوالاختر مفتی مشتاق احمد امجدی نے فرمائی، نظامت کے فرائض عالم نبیل فدائے حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا عرفان رضا قادری نے انجام دیئے۔

محفل کا آغاز اجتماعی قرآن خوانی سے ہوا بعدہ ریسرچ سینٹر کے مختلف شعبہ جات کے معزز طلبہ نے اپنی مترنم آواز میں نعت ومنقبت کے اشعار پیش کیے، نعت ومنقبت کے بعد ریسرچ سینٹر کے نو منتخب ریسرچ اسکالر حضرت مولانا چراغ عالم نعیمی سعدی کو خطاب کے لیے مدعو کیا گیا، آپ نے بڑے سنجیدہ اور پسندیدہ لب ولہجہ میں حیات صدرالشریعہ کے نمایاں پہلوؤں کو اجاگر کیا، آپ نے اپنے خطاب میں کہا: آپ کی حیات درخشندہ کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپ نے پوری زندگی مختلف جہات سے خدمت خلق کے لیے وقف کردی تھی جس کا دنیاوی انعام یہ ہے کہ آج ہر عاشق رسول کی زبان پر آپ کا چرچا عام ہے۔

بعدہ صدر محترم حضرت مفتی صاحب دامت بقیہ ص ۹۰ ر پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़ददम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

MAY-JUNE-2025
PAGES 96 WITH COVER

PER COPY : ₹ 60.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan